بسم اللہ الرحمن الرحیم
۔۔۔مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔۔۔
(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل)
جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔
برِصغیر میں
تدوینِ اصولِ فقہ
مُصنف
ڈاکٹر فاروق حسن
GIM
گلوبل اسلامک مشن
نیویارک، یو ایس اے

فنِ اصولِ فقہ کی تاریخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

---مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ---

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل)

جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔

برِصغیر میں تدوینِ اُصولِ فقہ

مُصنف

ڈاکٹر فاروق حسن

نام کتاب: برصغیر میں تدوین اصول فقہ
مصنف: ڈاکٹر فاروق حسن
طبع اوّل: فروری ۲۰۱۹ء
کمپوزنگ: زینب حسن بنتِ فاروق حسن
تزئین وآرائش: غزالہ احمد (نیویارک، یو ایس اے)
پروف ریڈنگ: محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی (نیویارک، یو ایس اے)
ناشر: گلوبل اسلامک مشن، انک (نیویارک، یو ایس اے)
صفحات: ۱۱۶

﴿کتاب ملنے کے پتے﴾

﴿۱﴾-- محمد عبداللہ فاروق 0333-231-5083 dr.fhasssan@gmail.com
Suit # 527, Prince Centre Preedy Street Saddar Karachi Pakistan.

﴿۲﴾-- جامعہ غوثیہ اسلامیہ: شاہ فیصل کالونی، کراچی، پاکستان
+92 (0)346-298-5267

﴿۳﴾-- **MA MISSION Learning Centre**
365 Halliwell Rd. (opp. Lloyds Bank) | Bolton, BL1 8DE
UK | 07448 965 871 | info@ma-mission.co.uk

﴿۴﴾-- **SUFFAH FOUNDATION**
P.O. BOX 1625 HUDDERSFIELD, HD1 9QW | UK
www.suffahfoundation.com | info@suffahfoundation.com

﴿۵﴾-- **GLOBAL ISLAMIC MISSION, INC.**
73 HI VIEW DRIVE, WINDALE, NY 12594 | USA
+1-914-319-3839 | mmahmed92@gmail.com

انتساب

میں اِس کاوش کو اپنے پیرومرشد حضرت شیخ شجاع الدین احمد چشتی قادری نیازی اطال اللہ عمرہ و زاد اللہ فیوضہ و برکاتہ سرًا وعلانیۃ بن حضرت شیخ جلال الدین احمد قادری، چشتی، نظامی، نیازی، شکوری، جلالی نور اللہ مرقدہٗ واجعل مثواہ فی جنۃ النعیم (متوفی ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء)، خلیفہء مجاز، سید الموحدین، حضرت شیخ جمال الدین احمد قادری، چشتی، نظامی، نیازی قدس اللہ روحہ واجعلہ فی فسیح جنتہٖ (متوفی ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء) کے نام کرتا ہوں جنہوں نے میری سوچوں کو مثبت اور درست سمت عطا کی، میرے باطنی شعور کو بیدار کر کے میری اصلاح اور رہنمائی فرمائی۔
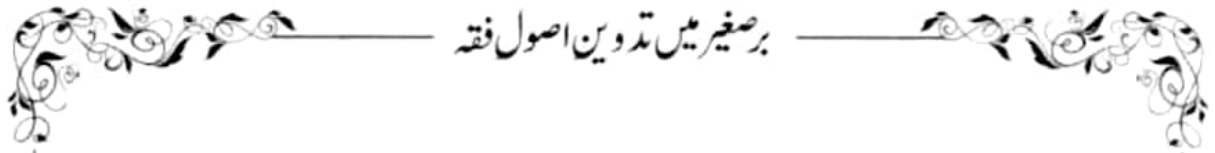
بسم الله الرحمن الرحيم
١٤٢٠ م

فہرست

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

زمنی ترتیبِ اصولیین

فصل اوّل

عہدِ وسطیٰ کے برصغیر میں علم اصول فقہ کی تدوین

۱۔۔۔صفی الدین محمد بن عبدالرحیم الشافعی (م ۷۱۵ھ)

۲۔۔۔عبداللہ بن محمد حسینی دہلوی (م ۷۵۰ھ)

۳۔۔۔معین الدین عمرانی دہلوی (م ۷۵۲ھ۔۔یا۔۔۷۲۵ھ)

۴۔۔۔سراج الدین عمر بن اسحٰق الشبلی (م ۷۷۳ھ)

۵۔۔۔یوسف بن جمال حسینی ملتانی حنفی (م ۷۹۰ھ)

۶۔۔۔سعدالدین بن قاضی بدھن خیرآبادی (م ۸۰۲ھ)

۷۔۔۔سید محمد اشرف بن محمد ابراہیم السمنانی (م ۸۰۸ھ)

۸۔۔۔قاضی شہاب الدین بن شمس الدین (م ۸۴۹ھ)

۹۔۔۔سعدالدین عبداللہ حنفی (م ۸۹۱ھ)

۱۰۔۔۔الہ داد بن عبداللہ جونپوری حنفی (م ۹۲۳ھ)

۱۱۔۔۔وجیہہ الدین بن نصراللہ گجراتی (م ۹۹۸ھ)

فصل دوم

مغلیہ عہد عروج میں علم اصول فقہ کی تدوین

۱۲۔۔۔ابوبکر قریشی حنفی اکبرآبادی (م: دسویں صدی ہجری)

۱۳۔۔۔عبدالحکیم بن شمس الدین حنفی (م ۱۰۶۷ھ)

۱۴۔۔۔عبدالسلام المفتی بن ابی سعید الدیوی (م ۱۰۶۹ھ)

۱۵۔۔۔احمد بن سلیمان الکردی گجراتی (م ۱۰۹۲ھ)

۱۶۔۔۔عبدالدائم بن عبدالحی گوالیری (م: گیارہویں صدی ہجری)

۱۷۔۔۔یعقوب بن حسن صرمی (صوفی) کشمیری (م ۱۰۰۳ھ)
۱۸۔۔۔عبداللہ بن عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی (م ۱۰۸۰ھ۔یا۔۱۰۹۳ھ)
۱۹۔۔۔عبدالرشید بن مصطفیٰ شمس الحق جونپوری (م ۱۰۸۳ھ)
۲۰۔۔۔یعقوب ابویوسف بنانی لاہوری (م ۱۰۹۸ھ)
۲۱۔۔۔قطب الدین شہید بن عبدالحلیم (م ۱۱۰۳ھ)
۲۲۔۔۔محب اللہ بن عبدالشکور بہاری حنفی (م ۱۱۱۹ھ)

فصل سوم

مغلیہ عہد زوال میں علم اصول فقہ کی تدوین

۲۳۔۔۔محمد جمیل بن عبدالجلیل جونپوری (م ۱۱۲۳ھ)
۲۴۔۔۔جمال الدین بن رکن الدین العمری چشتی گجراتی (م ۱۱۲۴ھ)
۲۵۔۔۔احمد بن ابوسعید بن عبیداللہ، المعروف ملاجیون (م ۱۱۳۰ھ)
۲۶۔۔۔امان اللہ بن نوراللہ بنارسی حنفی (م ۱۱۳۳ھ)
۲۷۔۔۔بہاؤالدین محمد بن تاج الدین، امامی (م ۱۱۳۷ھ)
۲۸۔۔۔نورالدین محمد بن عبدالھادی سندھی کبیر حنفی (م ۱۱۳۸ھ)
۲۹۔۔۔نورالدین احمد بن محمد صالح گجراتی حنفی (م ۱۱۵۵ھ)
۳۰۔۔۔حمداللہ بن شکراللہ (م ۱۱۶۰ھ)
۳۱۔۔۔نظام الدین بن قطب الدین سہالوی لکھنوی (م ۱۱۶۱ھ)
۳۲۔۔۔شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم دہلوی حنفی (م ۱۱۷۶ھ)
۳۳۔۔۔رستم علی بن علی اصغر قنوجی (م ۱۱۷۸ھ)
۳۴۔۔۔عبدالحق فرنگی محلی (م ۱۱۸۷ھ)
۳۵۔۔۔ابوالحسن بن محمد صادق سندھی صغیر (م ۱۱۸۷ھ)
۳۶۔۔۔عبدالنبی بن عبدالرسول (م ۱۱۸۳ھ بعدہٗ)
۳۷۔۔۔شیخ محمد اعلم بن محمد شاکر سندھیلوی (م ۱۱۸۹ھ)
۳۸۔۔۔ملا نور محمد کشمیری (م ۱۱۹۵ھ)

۳۹۔۔۔شاہ فقیر اللہ بن عبد الرحمٰن علوی (م ۱۱۹۵ ھ)
۴۰۔۔۔محمد حسن بن غلام مصطفیٰ سہالوی لکھنوی (م ۱۱۹۹ ھ)
۴۱۔۔۔الہ داد گوپاموی (م: بارھویں صدی ہجری)
۴۲۔۔۔محمد عبد العلی قنوجی (م: بارھویں صدی ہجری)
۴۳۔۔۔رضا بن قطب شہید (م: بارھویں صدی ہجری)

فصل چہارم

مغلیہ عہد زوال میں علم اصول فقہ کی تدوین (تیرھویں صدی ہجری)

۴۴۔۔۔اسلم بن یحییٰ کاشمیری (م ۱۲۲۵ ھ)
۴۵۔۔۔عبد العلی محمد بن نظام الدین لکھنوی حنفی (م ۱۲۲۵ ھ)
۴۶۔۔۔محمد مبین بن محب فرنگی محلی حنفی (م ۱۲۲۵ ھ)
۴۷۔۔۔ثناء اللہ بن محمد حبیب اللہ پانی پتی حنفی (م ۱۲۲۵ ھ)
۴۸۔۔۔امین اللہ بن سلیم اللہ عظیم آبادی (م ۱۲۳۳ ھ)
۴۹۔۔۔سیّد دلدار علی مجتہد لکھنوی (م ۱۲۳۵ ھ)
۵۰۔۔۔محمد اسماعیل بن عبد الغنی دہلوی (م ۱۲۴۶ ھ)
۵۱۔۔۔امین اللہ بن محمد اکبر لکھنوی حنفی (م ۱۲۵۲ ھ)
۵۲۔۔۔عبد السلام بن عطاء الحق بدایونی (م ۱۲۵۷ ھ)
۵۳۔مہدی بن محمد شفیع مازندرانی لکھنوی (م ۱۲۵۹ ھ)
۵۴۔۔۔حبیب اللہ کا کر بن فیض اللہ، القندھاری (م ۱۲۶۵ ھ)
۵۵۔۔۔ولی اللہ بن حبیب اللہ (م ۱۲۷۰ ھ)
۵۶۔۔۔خادم احمد بن حیدر علی فرنگی محلی (م ۱۲۷۱ ھ)
۵۷۔۔۔احمد علی عباسی چریاکوٹی (م ۱۲۷۲ ھ)
۵۸۔۔۔سید مہدی بن ہادی لکھنوی (م ۱۲۷۷ ھ)
۵۹۔۔۔سید محمد بن دلدار علی حسینی نقوی لکھنوی (م ۱۲۸۴ ھ)
۶۰۔۔۔عبد الحلیم بن امین اللہ لکھنوی حنفی (م ۱۲۸۵ ھ)
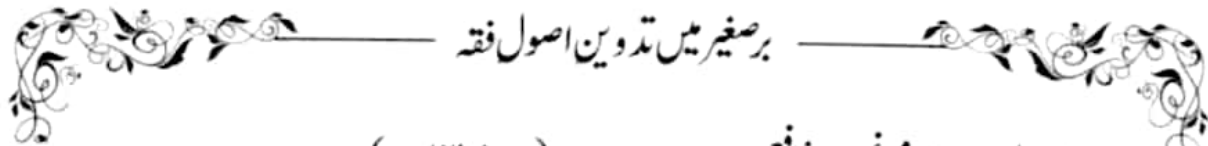
۶۱۔۔۔عبدالوہاب بن محمد غوث شافعی (م ۱۲۸۵ھ)
۶۲۔۔۔عبدالحکیم بن عبدالرب لکھنوی (م ۱۲۸۸ھ)
۶۳۔۔۔(محمد) بشیرالدین بن (محمد) کریم الدین قنوجی (م ۱۲۹۶ھ)
۶۴۔۔۔نصراللہ خان بن محمد عمر خویشگی حنفی (م ۱۲۹۹ھ)
۶۵۔۔۔عرفان بن عمران، رامپوری (م: تیرھویں صدی ہجری)
۶۶۔۔۔خلیل الرحمٰن بن عرفان ٹونکی رامپوری (م: تیرھویں صدی ہجری)
۶۷۔۔۔سید مرتضیٰ اخباری لکھنوی (م: تیرھویں صدی ہجری)

﴿فصل پنجم﴾

﴿برصغیر میں علم اصول فقہ کی تدوین (چودھویں صدی ہجری)﴾

۶۸۔۔۔امیر علی بن معظم علی لکھنوی (م ۱۳۰۰ھ بعدہ۔۔یا۔۔۱۳۳۷ھ)
۶۹۔۔۔سید حیدر علی رضوی لکھنوی (م ۱۳۰۲ھ)
۷۰۔۔۔محمد عبدالحی بن محمد عبدالحلیم، فرنگی محلی لکھنوی حنفی (م ۱۳۰۴ھ)
۷۱۔۔۔محمد حسن بن ظہور حسن، بنی اسرائیلی سنبھلی (م ۱۳۰۵ھ)
۷۲۔۔۔عباس قلی خان (م ۱۳۰۵ھ بعدہ)
۷۳۔۔۔عباس بن علی لکھنوی (م ۱۳۰۶ھ)
۷۴۔۔۔نواب محمد صدیق حسن خان قنوجی (م ۱۳۰۷ھ)
۷۵۔۔۔ارشاد حسین رامپوری (م ۱۳۱۱ھ)
۷۶۔۔۔السید ابوالحسن کشمیری امامی، میر ابوصاحب (م ۱۳۱۳ھ)
۷۷۔۔۔عبدالحق بن فضل حق خیرآبادی حنفی (م ۱۳۱۶ھ)
۷۸۔۔۔سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی زیدی (م ۱۳۲۰ھ)
۷۹۔۔۔محمد عبدالباقی بن علی محمد (م ۱۳۲۱ھ بعدہ)
۸۰۔۔۔قاضی عبدالحق بن محمد اعظم کابلی حنفی (م ۱۳۲۱ھ)
۸۱۔۔۔عبدالوہاب بن عبدالرزاق (م ۱۳۲۱ھ)
۸۲۔۔۔ظہیر احسن شوق نیموی عظیم آبادی (م ۱۳۲۲ھ)

۸۳۔۔۔سید محمد حسین بن بندہ حسین نصیر آبادی (م ۱۳۲۵ھ)

۸۴۔۔۔ظہیر احسن بن سبحان علی عظیم آبادی حنفی (م ۱۳۲۵ھ)

۸۵۔۔۔عبدالحکیم بن محمد نور حنفی (م ۱۳۲۶ھ)

۸۶۔۔۔عبدالحق حقانی بن محمد امیر دہلوی حنفی (م ۱۳۳۴ھ)

۸۷۔۔۔احمد بن نقی، شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی (م ۱۳۴۰ھ)

۸۸۔۔۔ابو بکر بن عبدالرحمٰن شافعی (م ۱۳۴۱ھ)

۸۹۔۔۔سید ابوالحسن بن نقی شاہ کشمیری (م ۱۳۴۲ھ)

۹۰۔۔۔عبدالعلیم مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ)

۹۱۔۔۔عبدالباری بن عبدالوہاب فرنگی محلی (م ۱۳۴۴ھ)

۹۲۔۔۔حکیم سید برکات احمد ٹونکی (م ۱۳۴۷ھ)

۹۳۔۔۔نجم الغنی خان رامپوری (م ۱۳۵۱ھ)

۹۴۔۔۔فضل حق بن عبدالحق رامپوری حنفی (م ۱۳۵۸ھ)

۹۵۔۔۔مشتاق احمد بن مخدوم بخش، انبیٹھوی (م ۱۳۶۰ھ)

۹۶۔۔۔سید سبط حسین بن رمضان علی حسینی لکھنوی (م ۱۳۶۷ھ)

۹۷۔۔۔ظفر الدین بن امام الدین لاہوری حنفی (م: چودھویں صدی ہجری)

۹۸۔۔۔عبدالکریم ٹونکی حنفی (م: چودھویں صدی ہجری)

۹۹۔۔۔محمد علی حیدر آبادی (م: چودھویں صدی ہجری)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆
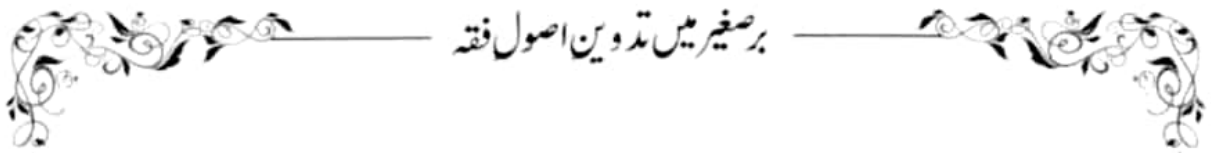
﴿عرض ناشر﴾

رب ذوالجلال، مالک الملک، خالق ہست و بود، اللہ ﷻ نے جب اپنے آپ کو، جو کہ ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، ظاہر فرمانا چاہا تو خلق کی تخلیق فرمائی اور قلم و قرطاس کو ایک اعلیٰ مقام عطا فرمایا کہ 'قلم' کے ذریعہ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتا نہ تھا۔ قلم کو علم اور تعلیم کا ذریعہ بنایا اور علم ہی کے ذریعہ فرشتوں پر انسان کی برتری ثابت کی گئی اور اسے مسجود ملائکہ بنایا۔

انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور اس کی آزمائش کے لیے موت اور زندگی کو تخلیق کیا گیا تاکہ جانچا جاسکے کہ ان میں کون بہتر عمل کرتا ہے۔ مؤمنین پر احسان فرمایا گیا کہ ان میں اپنے محبوب رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کے ذریعہ اپنا کلام یعنی قرآن کریم نازل فرمایا جو ھدی للناس بھی ہے اور ھدی للمتقین بھی۔ پھر قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ بھی خود ہی لیا تاکہ تا قیام قیامت اس کی ہدایات کو کوئی انسان بدل نہ سکے اور آخری انسان تک اگر چاہے تو اس کے ذریعہ ہدایت پاتا رہے۔

جب اللہ ﷻ نے اسلام کی صورت میں دین الٰہی کو ہمارے لیے مکمل فرمایا تو اس سے علوم و فنون کے بے شمار خزانے پھوٹ پڑے جن کو ایجاد کر کے، سیکھ کر اور سکھا کر، نہ صرف یہ کہ قرآن کریم کی عملی حفاظت کی گئی بلکہ ہر ہر علم اور فن، رشد و ہدایت کا مینارۂ نور ثابت ہوا اور ان علوم کے خدمت گاروں نے اپنے لیے خوب خوب توشۂ آخرت جمع کیا اور کامیابی کی منازل طے فرمائیں۔

قلم کا وہی استعمال صحیح ہے جس کے ذریعہ اصلاح و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا جائے اور حق و باطل کا فرق واضح کیا جائے اور انسان کو اس کا مقصد حیات پورا کرنے میں مدد دی جاسکے۔ دین و دُنیا میں کامیاب ہیں وہ لوگ جو علم حاصل کرتے ہیں اور رضائے الٰہی کے لیے اس کو دوسروں تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ قلم و قرطاس کا رشتہ تا قیام قیامت باقی رہے گا اور دین و متین کے خدمت گار نہ صرف یہ کہ اپنے لیے توشۂ آخرت تیار کرتے رہیں گے بلکہ دوسروں کے لیے بھی مینارۂ نور ثابت ہوں گے۔

ان ہی خوش نصیبوں میں سے، جن کو اللہ نے اپنے دین متین کی خدمت کے لیے چنا، چند ایک ہستیوں کا ذکر اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے تاکہ نہ صرف یہ کہ ہم اُن کے کارنامے یاد رکھ سکیں، ان کو

خراج تحسین پیش کر سکیں بلکہ اُن کی خدمات سے بہرہ ور اور ان کے قلم گوہر بار سے مستفیض ہو سکیں۔

ان ہی علوم وفنون میں جو منبع اسلام سے پھوٹے 'علم فقہ وعلم اصول فقہ' ایک بنیادی اور مرکزی حیثیت کے حامل ہیں اور یوم آخر تک اُن کی اہمیت وحیثیت مسلم رہے گی۔ زیر نظر کتاب اصولیین، یعنی علم اصول فقہ کے خدمت گاروں، کے حالات زندگی اور تالیفاتِ اصولیہ میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک بیش بہا خزانہ ہے جس میں زمنی ترتیب کے تحت برصغیر سے تعلق رکھنے والے ۱۹۹ اصولیین اور ان کی ۱۳۷ تالیفات کا ذکر موجود ہے۔ نہ صرف یہ کہ طالبان علم دین بلکہ ماہرین علم کے لیے بھی اس کتاب میں نہایت عرق ریزی اور محنت شاقہ سے خاطر خواہ انفارمیشن جمع کر دی گئی ہے جس سے زمانہ ان شاء اللہ تادیر مستفیض ہوتا رہے گا۔

مصنف کتاب ھٰذا، جناب ڈاکٹر فاروق حسن صاحب نہ صرف اہل علم ہیں بلکہ علم دوست بھی ہیں۔ گو کہ ہماری ملاقات ان سے اس دُنیا میں زیادہ پرانی نہیں مگر ایسا لگتا ہے کہ عالم ارواح میں ہماری ملاقات کے باعث یہاں کی قربت کافی قوی ہے۔ ڈاکٹر صاحب بھی اُسی کاروان اخلاص کا حصہ ہیں جو رب تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدمت دین متین میں ہر لحظہ کوشاں رہتے ہیں۔

چونکہ گلوبل اسلامک مشن (نیو یارک، یو ایس اے) توفیق الٰہی سے فلاح دارین اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے پچھلے ۲۰ سالوں سے امریکہ اور یورپ میں خدمت دین ومتین ومسلک حقہ میں کوشاں ہیں، ڈاکٹر صاحب سے گزارش کی کہ ایسی علمی خدمت کو ہمارے مشن کے پلیٹ فارم سے نشر کرنے کی ہمیں سعادت بخشی جائے، جو انہوں نے قبول فرمائی۔ اس کے لیے ہم صمیم قلب سے ان کے شکر گزار ہیں۔ اللہ ﷻ ڈاکٹر فاروق حسن کی عمر میں اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان کو خدمت دین وملت کی مزید توفیق مرحمت فرمائے۔ امین

اللہ ﷻ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل ہماری اس ادنیٰ کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرماتے ہوئے ہمیں دین متین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرماتا رہے۔

آمین بجاہ النبی الکریم و آلہ و اصحابہ اجمعین

احقر **محمد مسعود احمد** سہروردی اشرفی

چیئر مین: گلوبل اسلک مشن (نیو یارک، یو ایس اے)

۳۰ رجنوری ۲۰۱۹ء
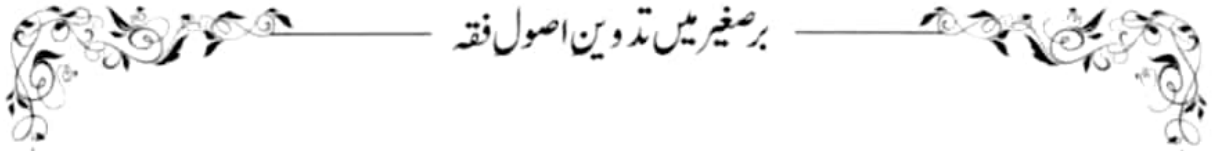
پیش لفظ

برصغیر میں تدوین اصول فقہ

ڈاکٹر فاروق حسن ہمارے عہد کے اُن علماء و محققین میں سے ہیں جو پوری سنجیدگی اور یکسوئی سے مصروفِ تحقیق و تدریس ہیں۔ وہ متعدد قومی و بین الاقوامی علمی مجالس کے رکن بھی ہیں۔ اور امریکہ، اٹلی، نیدرلینڈز، ترکی، ملائیشیا، انڈونیشیا اور کمبوڈیا سمیت متعدد ممالک کی جامعات میں اپنے تحقیقی مقالات پیش کر چکے ہیں۔ تاریخ اصول فقہ، تکثیریت، مکالمہ بین المذاہب اور مسلم دُنیا کو درپیش علمی و فکری مسائل اور ان کا حل، آپ کی دلچسپی کے خاص موضوعات ہیں۔ جن پر آپ کے متعدد علمی و تحقیقی مقالات ملکی اور بین الاقوامی تحقیقی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ فنِ اصولِ فقہ پر جامعہ کراچی سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ بعدازاں ڈاکٹر صاحب نے 'ابراہیمی مذاہب کے مابین امن' کے موضوع پر پروفیسر ڈاکٹر جان۔ ایل۔ اسپوزیٹو (John L. Esposito) کی نگرانی میں جارج ٹاؤن یونیورسٹی (واشنگٹن ڈی سی، امریکہ) سے فل برائٹ اسکالرشپ پر پوسٹ ڈاکٹریٹ کیا۔ فاضل محقق نے حفظ القرآن، تجوید، فاضل عربی، درس نظامی (الشہادۃ العالمیہ) اور تخصص فی التفسیر کی شہادات حاصل کرنے کے بعد جامعۃ الازہر الشریف، مصر سے الدورۃ التدریبیہ للمعلمین وللوعاظ وللدعاۃ کیا اور وہاں کے کبار اساتذہ مثلاً: شیخ سید محمد الطنطاوی، شیخ الازہر (م ۲۰۱۰ء)، دکتور احمد عمر ہاشم اور دکتور محمد حمدی زقزوق وغیرہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ پیش نظر کتاب 'برصغیر میں تدوین اصول فقہ' میں اصولِ فقہ پر لکھی جانے والی کتابوں، ان کے منہج و مشتملات اور ان پر لکھی جانے والی شروح وحواشی پر مختصر لیکن جامع تبصرہ کیا ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک عمدہ اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ فاضل مصنف کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور ان کی اس سعی کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد سہیل شفیق
شعبۂ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی
کراچی، پاکستان

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه رب العلمين، والصلوٰة والسلام على سيدنا ونبينا
محمد وعلى آله وأصحابه وأهل بيته وذريته أجمعين

ہندوستان کئی مذاہب کی جائے پیدائش اور کئی تہذیبوں کا گہوارہ ہے جیسے ہندومت، جین مت، سکھ مت، اور شاید کچھ لوگوں کے مطابق بدھ مت وغیرہ۔ بعثتِ محمدی ﷺ کے وقت شمالی ہند پر راجہ ہرش وردھن (متوفی ۶۴۷ء) کی حکومت تھی۔ وہ ۶۰۶ء میں تخت نشین ہوا، سورج اور شیو کے ساتھ بدھ مذہب کے مطابق بھی عبادت کرتا، مخلوط مذہب کی حوصلہ افزائی کرتا، اُس کی سلطنت میں آسام، سندھ اور ہمالیہ وغیرہ شامل تھے[1]۔ عہدِ وسطیٰ کے برصغیر میں اسلام کے آغاز کی کئی تاریخی روایات بیان کی گئی ہیں، مثلاً: راجہ بھوج یا بھوجپال نے شق القمر ہوتے دیکھا جو برصغیر میں اسلام کی آمد کا ابتدائی سبب بنا[2]۔ اور شاید برصغیر کی پہلی مسجد 'چیرامن پیرامل جامع مسجد' ہو جو کیرالہ میں (۶۲۹ء/ ۸ھ میں) وہاں کے راجہ نے تعمیر کی تھی۔ اور ممکن ہے کہ یہی پہلا دینی مدرسہ ہو[3]۔ کیرالہ کا راجہ پیرومل جو کچھ مدت تک نبی کریم ﷺ کا معاصر مانا جاتا ہے، مگر دوسری طرف یہ بھی کہا گیا ہے کہ راجہ پیرومل اور اس کے اصحاب و امراء نے تقریباً ۲۱۰ھ/ ۸۲۵ء میں اسلام قبول کیا تھا[4]۔ بہرحال ان سب میں یہ بات مشترک ہے کہ اسلام کے آغاز کے آثار عہدِ رسالت میں نظر آتے ہیں[5]۔

بعثتِ نبوی ﷺ کے وقت بہت سے ہندی تاجر اور صناع (ہنرمند) عرب کے ساحلی اور انتہائی اندرونی علاقوں میں موجود تھے[6]۔ ہندوستان میں متعدد صحابہ کرام تشریف لائے[7]۔ البلاذری (متوفی ۲۷۹ھ/۸۹۲ء) نے 'فتوح السند' کے نام سے عنوان قائم کر کے بتایا کہ سندھ کو سرکاری طور پر اسلامی مملکت میں شامل کرنے کی کوششوں کا آغاز سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ہوا اور پھر جب سیدنا عثمان غنیؓ کے عہدِ خلافت میں حکیم بن جبلہ العبدی کی سربراہی میں ایک وفد سمندر کے راستے سندھ و بلوچستان کے حالات کا بنظرِ غائر جائزہ لے کر واپس گیا تو خلیفہ کو آنکھوں دیکھا حال اس طرح بیان کیا:

ماؤها وشل وثمرها دقل ولصها بطل،

وإن قل الجيش فيها ضاعوا وإن كثروا جاعوا[8]
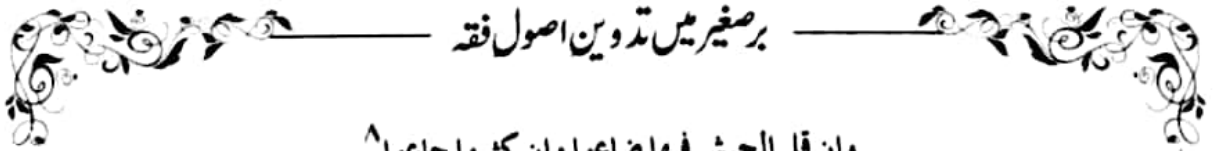
پانی کم، پھل ردی، چور بے باک، چھوٹا لشکر ہو تو ضائع
ہو جائے گا اور بڑا ہو تو بھوک سے مر جائے گا

محمد بن قاسم کی ۹۳ھ/ ۷۱۲ء میں برصغیر آمد سے سندھ سرکاری طور پر اسلامی مملکت میں شامل ہو گیا جبکہ اسلام کی آمد عہدِ رسالت میں ہو چکی تھی اور پھر یہ علاقہ تقریباً تین سو ۳۰۰ برس تک بالواسطہ اور بلاواسطہ خلفاء ۔۔یا۔۔عربوں کے زیرِ اثر رہا۔ بقول اشتیاق حسن:

مسلمانانِ ہند کے اخبار و احوال تاریخی ادب میں اپنا صحیح مقام حاصل نہیں کر سکے ہیں[9]۔

برصغیر میں علمی سرگرمیوں کا اندازہ کئی باتوں سے لگایا جا سکتا ہے، مثلاً: سندھ، منصورہ (بھکر) ملتان اور ان کے اطرف میں عربی اور سندھی زبانیں بولی جاتیں تھیں اور یہاں عرب موجود تھے اور وہ ہندوستان کی مقامی زبانوں سے واقف تھے"[10]۔ کشمیر کے راجہ مہروگ بن رائق نے ۲۷۰ھ میں منصورہ کے بادشاہ عبد اللہ کو لکھا کہ وہ اسلام (شریعت) کے بارے میں معلومات دے، تو عبداللہ نے منصورہ سے ایک عراقی شاعر کو جس نے ہندوستان میں نشو نما پائی تھی اور ہندوستان میں بولی جانے والی مختلف زبانوں سے واقف تھا اُسے کشمیر کے راجہ کے پاس دین سکھانے بھیجا اور پھر اُسی عراقی نے راجہ کے حکم پر قرآن کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا"[11]۔عرب سیاح اصطخری نے (جو یہاں ۳۴۰ھ/ ۹۵۱ء میں آیا)[12] اور ابن حوقل (جن کا زمانہ ۳۵۸ھ۔۳۳۱ھ/ ۹۶۹ء۔۹۴۳ء ہے) نے اپنے سفرناموں[13] میں لکھا کہ منصورہ (موجودہ بھکر واقع سندھ) اور ملتان اور ان کے اطراف کی زبان عربی اور سندھی ہے۔ بشاری مقدسی ۳۷۵ھ/ ۹۸۹ء میں ہندوستان آئے اور دیبل (ٹھٹھہ) کی بندرگاہ کی منظر کشی اِس طرح کی:

دیبل (ٹھٹھہ) سمندر کے ساحل پر ہے اکثر غیر مسلم (کفار) ہیں۔ سمندر کا پانی
شہر کی دیوراوں سے آکر لگتا ہے۔ سب سوداگر ہیں۔ ان کی زبان سندھی اور عربی ہے"[14]۔

۶۳۶ء سے عربوں نے ہندوستان آنا شروع کر دیا تھا۔ وہ بحری جہازوں سے عمان و بحرین کے راستہ دریائے سندھ کے دہانے پہنچتے ۔۶۴۴ء میں مسلمانوں نے مکران فتح کیا۔ اِس اعتبار سے مسلمانوں کو بر صغیر آئے ہوئے ۱۳۷۲سال ہو چکے ہیں۔ ۷۱۱ء میں سندھ فتح ہوا۔

ہندوستان پر کم و بیش اڑتالیس ۴۸ مسلم حکمرانوں (عرب، افغان، ترک، مغل) نے ساڑھے چھ سو ۶۵۰ سال

حکومت کی۔ فاتحین نے اپنے دین وثقافت کو پھیلایا اور اپنی زبان کو رائج کیا۔ ابتدائی پونے چار سو[۳۷۵] سال میں برصغیر کے شمال مغربی علاقوں پر عربی زبان وادب اور عربی ثقافت کا تسلط رہا۔ اور پھر غزنوی، سلاطین اور مغلیہ اَدوار میں تقریباً نوسو[۹۰۰] برس تک آنے والے حکمرانوں کی زبان، فارسی تھی۔۔۔یا۔۔۔وہ اس سے متاثر تھے، جس کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کے روابط عربی بولے جانے والے ممالک سے اتنے زیادہ نہ رہے جتنے کہ شمالی افریقہ اور ماوراء النہر (وسط ایشیا میں ترکی علاقہ آمودریا اور سردریا کی وادی) کے لوگوں کو میسر تھے، اس کے باوجود برصغیر کے اصولیین نے اصول فقہ پر زیادہ تر کتابیں عربی زبان میں لکھیں۔

سندھ کے شہروں میں بھی جہاں عرب نوآبادیاں قائم ہوگئیں تھیں عربی اور سندھی بولی جاتی تھیں۔ ملتان کو اسلامی ثقافت کے مرکز کی حیثیت رہی اور یہی بات دیبل کے بارے میں بھی صحیح ہے۔ جہاں بہت سے مسلم علماء پیدا ہوئے[۱۵]۔ سندھ بھی اسلامی ثقافت کا مرکز رہا جہاں امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت سے شعراء، علمائے دین اور فضلائے علوم وفنون پیدا ہوئے[۱۶]۔ دوسری طرف جب لاہور بھی فتح نہیں ہوا تھا اُس زمانے میں بھی سلطان (محمود) کے دربار میں عرب وعجم اور ہند کے فضلاء پہلو بہ پہلو بیٹھتے تھے[۱۷]۔ جس وقت التمش دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا اُس زمانے میں صدہا علماء ومشائخ وسط ایشیاء کے حالات سے بد دِل ہوکر ہندوستان آرہے تھے[۱۸]۔ 'نزھۃ الخواطر' میں ہند کے چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کے متعدد علماء کا تذکرہ ملتا ہے جو فن اصول فقہ میں یدطولیٰ رکھتے لیکن اُن کی اصول فقہ میں کسی کتاب کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ مثلاً: مولانا محمد بن عثمان جوزجانی (متوفی ۵۹۰ھ/۱۱۹۴ء)[۱۹]۔ قاضی شمس الدین صراخی (متوفی: ند)[۲۰] مولانا صمصام الدین فرغانی (متوفی: ند)[۲۱] مولانا منہاج الدین ترمذی (متوفی: ند)[۲۲] مولانا نظام الدین فرغانی (متوفی ۶۴۱ھ/۱۲۴۳ء بعدہٗ)[۲۳] قاضی وجیہہ الدین کاشاکی (متوفی: ند)[۲۴]۔

برصغیر کے علماء کرام نے علمِ اصول فقہ کی تعلیم وتعلم کے لیے مراکزِ علم، جیسے کوفہ، بصرہ، بغداد، دمشق وحجاز وغیرہ کے اسفار کیئے۔ کچھ نے وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ علماء کرام کی ایک بڑی تعداد نے ہندوستان کے مختلف شہروں کے علمی سفر کیے اور کبھی اپنے شہر سے سکونت ترک کرکے دوسری جگہ آباد ہوگئے۔ متعدد اصولیین نے حجازِ مقدس جاکر حج وعمرہ کی اَدائیگی کے ساتھ ساتھ وہاں طویل قیام کیا، حرمین شریفین گئے اور وہاں مختلف ممالک سے آئے ہوئے علماء سے اکتسابِ فیض کیا۔ اور سلطنتِ عثمانیہ کے قیام کے بعد وہاں جانے والے علماء نے عثمانیوں کے قائم کردہ کتب خانوں سے بھرپور استفادہ کیا۔ ہندوستان واپس
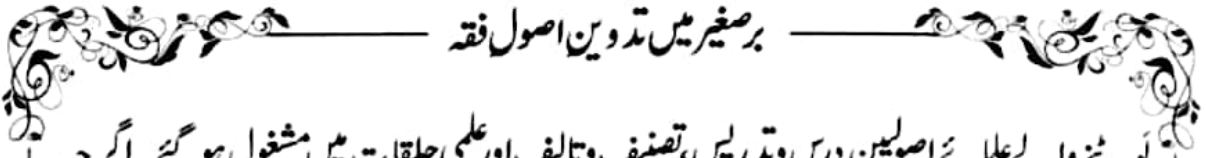
لَوٹنے والے علمائے اصولیین درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور علمی حلقات میں مشغول ہو گئے۔ اگرچہ اصول فقہ کی تدوین کی تاریخ پہلی صدی ہجری کے آخری دو[۲] عشروں سے شروع ہوتی ہے اور مختلف اَدوار میں مختلف زبانوں اور علاقوں میں منظوم ومنثور، مختصر ومطول، تصنیف وتالیف کا کام ہوتا رہا۔ اِس سے یہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ برصغیر کے علماء وفقہاء نے بھی علمِ اصول فقہ میں خدمات انجام دیں ہوں گی مگر دوسری صدی ہجری سے لے کر ۶۴۴ھ/ ۱۲۴۶ء تک کے وہ اصولیین جن کا تعلق برصغیر سے تھا اُن کی اصول فقہ پر کتابوں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ اور جب علوم نقلیہ میں منطقی استدلال، لغوی ابحاث، فصاحت وبلاغت کے اسالیب اپنانے کا رجحان شروع ہوا تو برصغیر کے اصولیین بھی اس منہج کو اختیار کرتے نظر آتے ہیں۔

برصغیر ہمیشہ سے علوم وفنون کا گہوارا رہا ہے۔ بعض سلاطین کی خصوصی دلچسپی نے بھی اس کے فروغ میں مدد دی۔ امام فخر الدین رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ۔ ۱۲۱۰ء)، عظیم فقیہ، اصولی، فلسفی، صاحب المحصول في علم الأصول، رے (ایران) میں پیدا ہوئے۔ شہاب الدین غوری (۱۲۰۶ء) کے ہمراہ ہندوستان آئے اور پھر علاء الدین محمد خوارزم شاہ (۱۱۹۹ء۔ ۱۲۲۰ء) کے دربار سے منسلک ہو کر ہرات میں مستقل سکونت اختیار کر لی، وہیں انتقال فرمایا[۲۵]۔ خلجی عہد (۱۲۹۰ء۔ ۱۳۲۱ء/ ۶۸۹ھ۔ ۷۲۱ھ) اور تغلق عہد (۱۳۲۱ء۔ ۱۴۱۲ء/ ۷۲۱ھ۔ ۸۱۵ھ) میں فقہ واصول فقہ کو زیادہ اہمیت حاصل رہی[۲۶]۔ سلطان محمد تغلق نے قاضی عضد الدین الایجی (متوفی ۷۵۶ھ)، شارح: مختصر المنتهي لإبن الحاجب، کو شیراز سے ہندوستان آنے کی دعوت دی اور ان کے لیے گرانقدر تحائف بھجوائے[۲۷]۔ مولانا عرفان بن عمران (م ۱۲۷۳ھ۔ ۱۸۵۷ء) خراسان میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم حاصل کی۔ رامپور ہندوستان آ کر نظام الدین سہالوی کی شاگردگی اختیار کی۔ اصول فقہ پر دو[۲] شاندار کتابیں: مدار الأصول اور دوار الأصول، تالیف کیں۔ رامپور میں مدفون ہوئے۔

سلطان علاء الدین خلجی کے زمانے میں دہلی علماء وفقہاء کا مرکز تھا، فقہ واصول سمیت منقولات ومعقولات میں کامل دسترس رکھنے والے علماء یہاں موجود تھے۔ اگرچہ ان سب علماء کے نام، علمی کارناموں اور کمالات کی تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔ برصغیر میں مغلیہ سلطنت کا قیام قومی وبین الاقوامی سطح کا اہم واقعہ تھا[۲۸]۔ مغل حکمرانوں نے علوم وفنون کے فروغ میں سنجیدگی سے دلچسپی لی[۲۹]۔ اور علماء، مشائخ وفقہاء کو اہم مقام وحیثیت عطا کی۔ بادشاہِ وقت اُن سے مشاورت بھی کرتے رہتے۔ بقول اشتیاق حسین قریشی:

برصغیر میں اور اس کے باہر مسلم فرمانرواؤں کا یہ دستور تھا کہ وہ کچھ وقت علمائے

دین اور دیگر مذہبی عمائد سے گفتگو کے لیے نکال لیتے تھے[30]۔

ظہیر الدین محمد بابر مربی علم وفن، بہترین منتظم ومصنف تھا۔ اُس کے زمانے میں وسط ایشیاء کے علماء بھی یہاں آئے، جیسے ملا زین الدین خوانی لاہور آئے پھر آگرہ میں ایک بہت بڑے دار العلوم کے بانی بنے۔ بابر نے اُس دار العلوم کی دل کھول کر مدد کی[31]۔ بابر کی ۱۵۳۱ء میں وفات کے بعد اُس کا بیٹا نصیر الدین ہمایوں اُس کا جانشین ہوا، وہ بھی علم دوست اور علماء ومشائخ سے محبت کرنے والا انسان تھا، اُس کی مجلس میں عالم فاضل اور فقیہ موجود رہتے تھے۔ اکبر (۱۶۰۵ء۔۱۵۵۶ء) وہ مذہب کی تفریق کیے بغیر اہل علم کی قدر ومنزلت کرتا۔ اُس نے جگہ جگہ اسلامی علوم کے مدارس ومراکز قائم کیئے۔ مشہور عالم دین مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی (متوفی ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء) اُسی زمانے میں پیدا ہوئے اور انہوں نے 'حاشیہ علی التلویح علی المقدمات الأربع' تالیف کیا۔ شہنشاہ نور الدین محمد جہانگیر (۱۰۳۷ھ-۱۰۱۴ھ/۱۶۲۷ء-۱۶۰۵ء) بھی عالم، شاعر اور علم پرور بادشاہ تھا۔ شاہجہاں (۱۰۶۹ھ-۱۰۳۸ھ/۱۶۵۸ء-۱۶۲۸ء) نے اسلامی روایات وثقافت کو فروغ دیا۔ عالیشان مساجد، مدارس، مقبرے، کتب خانے، عمارتیں اور خانقاہیں تعمیر کروائیں۔ اِس دَور کے اصولیین میں ملا عبد السلام دیوی (متوفی ۱۰۶۹ھ-۱۶۵۸ء) شارح، منار الأصول وغیرہ نمایاں ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر (۱۰۶۹ھ-۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء-۱۶۵۸ء) وہ معقولات ومنقولات میں دسترس رکھنے والا کثیر المطالعہ حکمران تھا اور اُس نے اپنے زمانے کے جید علماء کرام سے مختلف علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ مشہور اصولی شیخ احمد المعروف ملا جیون امیٹھوی حنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ/۱۷۱۷ء) صاحب نور الأنوار فی شرح المنار للنسفی بھی ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ جید علماء کی زیر نگرانی فتاویٰ عالمگیری کی آٹھ[8] برس میں تدوین اس دَور کا ایک شاہکار ہے۔

ساتویں صدی ہجری میں کثرت سے اصول فقہ پر کتب تالیف ہوئیں جس میں دوسرے مسلم علاقوں کی طرح برصغیر میں بھی تقلیدی رجحان کا غلبہ رہا۔ اس دَور میں زیادہ تر اصول فقہ پر لکھی جانے والی کتب سابقہ اصولیین کے متون کا اختصار، اُن پر شروح، حواشی، تعلیقات، منظوم، تخریج، الفاظ اور ان کے معانی کے فہم، اور مختلف علوم سے عقلی ونقلی استدلالات وغیرہ پر مشتمل تھیں جو وسط ایشیا یا عرب دُنیا سے لائے گئے تھے۔ کئی کتابوں کو کھولتے ہی ایک ہی صفحہ پر متعدد مخلوط متون، اُس متن کی شرح، شرح الشروح اور حواشی علی الشرح نظر آتے ہیں، جو ایک طرف مصنف کی اعلیٰ فکری سطح، دقت نظر، استحضارِ علمی، کمال تحقیق، علمائے متقدمین ومتاخرین کی آراء وتصانیف پر عبور اور کئی علوم پر دسترس وغیرہ کی عکاسی کرتا ہے، تو دوسری طرف

عصر حاضر کے اصول فقہ کے شائقین کے لیے پریشانی کا باعث بنتا ہے کہ وہ اس سے کیسے استفادہ کرے۔

فخر الاسلام، علی بن محمد البزدوی حنفی (متوفی ۴۸۲ھ۔۱۰۸۹ء) کی ---أصول البزدوی (کنز الوصول إلی معرفة الأصول) ---صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود حنفی (متوفی ۷۴۷ھ۔۱۳۴۶ء) کی ---التنقیح و التوضیح ---اور سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی حنفی/شافعی (متوفی ۷۹۱ھ۔۱۳۸۹ء) کی ---التلویح علی التوضیح ---وغیرہ، خراسان اور ماوراء النہر میں مقبول ومتداول تھیں۔ جیسے صاحب المنار، کا تعلق جیحون اور سمرقند کے درمیان میں واقع شہر نَسَف (بفتح نون وسین) سے تھا، صاحب التنقیح و التوضیح کا بخارا سے، اور صاحب التلویح کا خراسان وسمرقند سے تھا۔ وہاں کے علماء ان کتابوں کو ہندوستان لائے ---یا--- کسی اور ذریعہ سے یہاں پہنچیں۔ جب سے ہندوستان کے علماء نے اُن کتابوں پر خاصی توجہ دی اور انہیں نصاب میں شامل کیا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ۔۱۷۶۲ء) نے اپنی خودنوشت سوانح حیات ---الجزء اللطیف في ترجمة العبد الضعیف---میں اُس نصاب کا ذکر کیا جس نے اُن کی تعلیم میں ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔ چودہ[14] علوم کی تقریباً تیس[30] کتابوں پر مشتمل اس نصابِ تعلیم میں اصول فقہ کی ---الحسامي اور التوضیح والتلویح ---شامل تھیں۔ اور بعد میں ہندوستانی علماء کی اصول فقہ پر کتابیں اِس اعلیٰ معیار کی تھیں کہ انہیں شامل نصاب کیا گیا۔

شاہ ولی اللہ کے ہمعصر ملا نظام الدین سہالوی (م: ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء) نے جو درس نظامی کا نصاب مرتب کیا اُس میں حسام الدین الاخسیکثی حنفی (م: ۶۴۴ھ/ ۱۲۴۷ء) کی الحسامي کے بجائے ملا احمد جیون حنفی (م: ۱۱۳۰ھ/ ۱۷۱۸ء) کی نور الأنوار اور اس کے ساتھ محب اللہ بہاری حنفی (م: ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء) کی مسلم الثبوت کو شامل کیا۔ جبکہ ملا جیون کے حالاتِ زندگی میں مذکور ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ طالب علمی میں سولہ[16] سال کی عمر میں حسامی پڑھی۔ نور الأنوار تین[3] صدیوں سے برصغیر میں اہلسنت کی دینی درسگاہوں کے نصاب میں کسی نہ کسی صورت میں شامل ہے۔ دراصل 'نور الأنوار' ابوالبرکات حافظ الدین، عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) کے مشہور ومتداول متن المنار کی شرح ہے۔

کئی صدیاں بیت جانے اور زمانے کے تغیرات کے باوجود مذکورہ بالا کتابوں سے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور وسطی ایشیاء کے علمائے کرام کا اعتناء کم نہیں ہوا۔ مثلاً: پاکستانی عالم، حافظ ثناء اللہ الزاہدی کی کتاب 'تیسیر الأصول' (عربی)، مطبوعہ بیروت دار ابن حزم ۱۹۹۷ء، اور ہندوستانی عالم، محمد عبید اللہ الأسعدی حنفی کی کتاب 'الموجز في اصول الفقه' (عربی)، مطبوعہ ریاض، دار السلام میں ان کتابوں کے
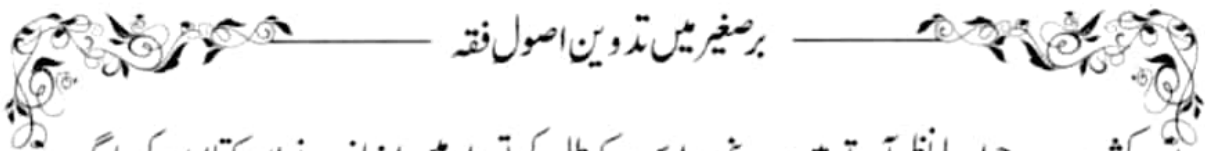
کثرت سے حوالے نظر آتے ہیں۔ دینی مدارس کے طلبہ کی تعداد میں اضافہ نے ان کتابوں کی مانگ بڑھادی ہے جس کو پورا کرنے کے لیے ان کتابوں کی مقامی سطح پر بار بار اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ ان کی شروح وحواشی لکھنے والوں میں متعدد ہندوستانی و پاکستانی علماء شامل ہیں۔ اور اصول فقہ کی ان کتابوں کو عصری جامعات کی بعض کلیات میں بھی شامل نصاب کیا گیا ہے اس لیے گذشتہ کئی عشروں سے علمائے کرام دینی مدارس کے نصاب میں شامل اصول فقہ کی کتابوں کے اردو زبان میں ترجموں، ان کی تلخیص وتسہیل میں مصروف نظر آتے ہیں۔

أصول البزدوی کے شارحین میں متعدد ہندوستانی علماء کے نام آتے ہیں، مثلا: سعید الدین بن قاضی بدھن بن شیخ محمد القدوائی خیر آبادی (متوفی ۸۰۲ھ-۱۳۹۹ء)، علاء الدین الہ داد بن عبداللہ جونپوری حنفی (متوفی ۹۲۳ھ-۱۵۱۷ء)، بحر العلوم عبد العلی لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۲۵ھ-۱۸۱۰ء) وغیرہ۔ پاکستان کے متعدد علمائے کرام نے اس پر مختلف نوعیت کا علمی کام کیا، مثلاً: جمیل احمد سکروڈوی نے اجمل الحواشی علی اصول الشاشی کے نام سے اردو شرح لکھی جو لاہور البیان ناشران سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ محبوب احمد خان نے محبوب الحواشی علی اصول الشاشی کے نام سے ترجمہ، ترتیب وتحقیق، توضیح وتطبیق کی جو کراچی المقیت (س:ند) سے شائع ہوئی۔ عبد العلیم نے اصول الشاشی کا انگریزی زبان میں ۱۴۳۵ھ میں ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم الشاشی حنفی الخراسانی (متوفی ۳۲۵ھ-۹۳۶ء) کی 'أصول الشاشی'، کے متعدد شارحین کا تعلق برصغیر سے ہے، مثلا: ابوالحسن محمد حسن بن ظہور سنبھلی (۱۳۰۵ھ-۱۸۸۸ء) نے۔۔۔حصول الحواشي علی أصول الشاشي۔۔۔ لکھی جو ممبئی، نولکشور سے ۱۳۰۲ھ-۱۸۸۴ء میں طبع ہوئی۔ محمد فیض الحسن لکھنوی نے۔۔۔'عمدة الحواشي علی أصول الشاشي'۔۔۔ لکھی جو عربی زبان میں ہے۔ یہ شرح عبداللہ محمد الخلیلي کے ضبط وتصحیح کے ساتھ ۲۵۶ صفحات میں بیروت، دار الکتب العلمیہ، سے ۲۰۰۳ء میں طبع ہو چکی ہے۔

وجہ تالیف:

کتاب کے لئے مذکورہ موضوع '**برصغیر میں تدوین اصول فقہ**' کا اس لئے انتخاب کیا گیا کیونکہ عصر حاضر کے علماء، باحثین ومصنفین نے متقدمین اصولیین کی قدیم اصطلاحات وادق اسلوب پر مبنی کتابوں سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ مثلاً: دکتور محمود حامد عثمان (جامعۃ الازھر اور جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ) نے 'القاموس المبین في اصطلاحات الأصولیین' لکھی جو ریاض دار الزاحم سے ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۲ء میں ۳۴۴ صفحات میں طبع ہوئی۔ مگر برصغیر کے اصولیین اور اصول فقہ پر اُن کی خدمات

کو تاریخی تناظر میں بیان کرنے کے حوالے سے اب تک کوئی قابل ذکر کام میری نظر سے نہیں گذرا۔ تو اس خلا کو پُر کرنے کے لیے میں نے برصغیر کے علمائے اصول فقہ کی خدمات پر کتاب لکھنے کے ارادے سے کتب التراجم والاعلام ، مخطوطات وغیرہ کا مطالعہ شروع کیا تا کہ آنے والی نسلیں اس کتاب سے نہ صرف مستفیض ہوں بلکہ اپنے محسنین، منعمین ، ناقلین علوم شرعیہ اور وارثین خاتم الانبیاء ﷺ کا شکریہ اَدا کرسکیں۔ دَورحاضر کے مؤلفین اپنے مقدمہ میں چند اوراق میں تاریخ اصول فقہ بیان کرتے ہوئے بعض اصولیین اور اُن کی بعض کتب کا اشارۃً تذکرہ کردیتے ہیں۔ ہاں البتہ کچھ ایسی کتابوں کا ضرور پتہ چلتا ہے جن میں صرف اصولیین کا عمومی تذکرہ ملتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی ۹۱۱ھ) نے 'طبقات الأصولیین' کے نام سے ایک کتاب تالیف کی تھی جواب مفقود ہوچکی ہے۔

دورِ حاضر کی چند کتابوں کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں جن میں اصولیین اوران کی اصولی خدمات کا عمومی تذکرہ ملتا ہے۔ مثلاً:

☆ 'معجم الأصولیین' لابی الطیب مولود السریری السوسی، بیروت، دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء
☆ 'الفتح المبین فی طبقات الأصولیین' لعبداللہ مصطفیٰ المراغی، بیروت، محمد امین دمج (س ند)
☆ 'کتاب أصول الفقه تاریخه و رجاله' لدکتور شعبان محمد اسماعیل، ریاض، دارالمریخ ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء
☆ 'معجم الأصولیین' لدکتور محمد مظہر بقا، مکۃ المکرمۃ، جامعۃ ام القری ۱۴۱۴ھ
☆ 'أصول الفقه نشأته وتطوره والحاجة إليه' لدکتور شعبان محمد اسماعیل، قاہرہ، دارالانصار، (س: ند)
☆ 'دراسته تاریخیه للفقه و أصوله والاتجهات التی ظهرت فیها' لمصطفی سعید الخن، الشرکۃ المتحدہ للتوزیع، س: ند
☆ 'علم الأصول تاریخا وتطورا' لعلی الفاضل القائینی، النجفی، مرکز النشر مکتب الاعلام الاسلامی، ۱۴۰۵ھ

میں نے اس سے قبل ۔۔۔فن اصول فقہ کی تاریخ: عہدِ رسالت مآب ﷺ سے عہد حاضر۔۔۔ کے عنوان سے کتاب لکھی۔ اُس میں ایک ہزار سے زائد اصولیین کی اصول فقہ پر بارہ سو "۱۲۰۰" سے زائد کتب کا تعارف اور سو "۱۰۰" سے زائد اہم کتابوں کے مشتملات، مناہج اور مختلف اَدوار میں اس سے متعلق کام کی تفصیلات کا ذکر کیا۔ یہ کتاب پہلی بار، دارالاشاعت، کراچی سے ۹۶۰ صفحات میں ۲۰۰۶ء میں اور دوسری بار ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ میں نے ۲۰۱۶۔۲۰۱۰ء کے دوران پاکستان کے مختلف تحقیقی جرائد میں شائع ہونے والے اپنے
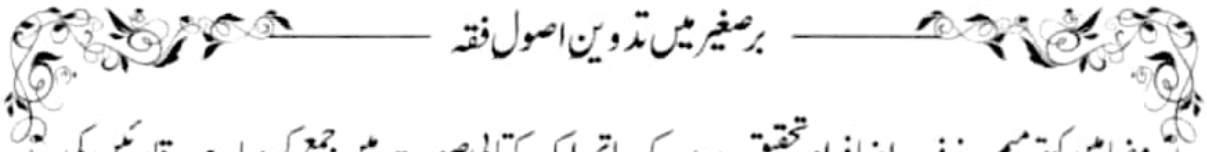
مضامین کو ترمیم، حذف، اضافہ اور تحقیق جدید کے ساتھ ایک کتابی صورت میں جمع کر دیا ہے۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس کتاب کو مصنفین کی ہجری تاریخ وفات کی زمانی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ میں گلوبل اسلامک مشن (نیویارک، یوایس اے) کے سربراہ علامہ محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی صاحب کا صمیم قلب سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی لی اور مخلصانہ سعی کی۔ اور ساتھ ہی غزالہ احمد کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس مسودے کی تزئین و آرائش میں انتھک محنت کی۔ اللہ تعالی سے دُعا ہے کہ وہ اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ میری اور میرے والدین اور اہل و عیال کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ اور اس کتاب کو قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔

احقر

ڈاکٹر فاروق حسن بن حبیب حسن (متوفی ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹ء) بن نذر الحسن

ایسوشی ایٹ پروفیسر، ہیومنیٹیز ڈپارٹمنٹ

این ای ڈی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، کراچی، پاکستان

فون: 0333-231-5083 ای میل: dr.fhasssan@gmail.com

﴿حواشی﴾

۱۔ تحقیقاتِ اسلامی ۔ جنوبی ھند میں اسلام کا تعارف، یاسمین شبنم شیروانی ۔ مدیر سید جلال الدین عمری ۔ علی گڑھ: پان والی کوٹھی اکتوبر ۲۔ ۱۹۸۵ء ص ۵۳

۲۔ روز نامہ جنگ کراچی، ڈاکٹر قدیر خان، مضمون 'بھوپال کیرالہ اور شق القمر' بروز بدھ، ۱۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ، ۳ مارچ ۲۰۱۰ء ص ۷۔

اس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ راجہ بھوج ۔۔یا۔۔بھوجپال نے 'شق القمر' ہوتے دیکھا تو اس واقعہ کی تحقیق کے لیے لوگوں کو ادھر ادھر بھیجا۔ جو شخص عرب پہنچا اُس نے واپس آ کر 'شق القمر' کی تفصیلات بتائیں ۔ راجہ نے کچھ تحائف جن میں پان کے پتے بھی شامل تھے ۔ رسول اکرم ﷺ کی خدمت (غالباً اپنے بیٹے ما تا دین کے ہاتھ) بھیجے جس پر آپ ﷺ نے پان کو دافع برص و جزام قرار دیا۔ آنے والا شخص (غالباً شہزادہ مع وفد) مسلمان ہو گیا۔ ہندوستانی شہزادے کا نام محی الدین رکھا گیا اور اُن کا نکاح ایک صحابی کی بیٹی سے ہوا۔ اُس نے ہندوستان واپس آنے پر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے واپسی پر ایک صحابی رسول حضرت عبداللہ ﷜ کو بھی شہزادہ کے ساتھ روانہ فرمایا۔ راجہ بھوج اُن صحابی رسول کی فراست دیکھ کر مسلمان ہو گیا (واللہ اعلم)

۳۔ حوالہ سابق (آج بھی یہ مسجد ہندوستان کے قصبہ ڈنگلوریا کے قرب و جوار میں ایک ساحل سمندر کے قریب ہے)۔

۴۔ تحقیقاتِ اسلامی ۔ برصغیر میں اشاعتِ اسلام ۔ محمد یٰسین مظہر صدیقی ۔ مدیر سید جلال الدین عمری ۔ علی گڑھ: پان والی کوٹھی، جنوری ۔ مارچ شمارہ ۱، ج ۶ ۔ ۱۹۸۷ء ص ۵۷۔۵۶۔ (اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ راجہ پیرول کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ دوسری صدی ہجری کا ہے)۔

اس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جو سری لنکا جا رہی تھی جو پیرول کے یہاں ٹھہری وہ اُن سے بہت متاثر ہوا اور عرب جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر بیمار پڑ گیا بچنے کی امید نہ رہی تو اپنے ساتھیوں کو زمینیں عطا کیں اور مالا بار واپس جا کر مساجد بنانے کی ہدایت دی، اور پھر وہ انتقال کر گیا۔ مزید دیکھئے تحقیقاتِ اسلامی ۔ مالا بار میں اسلام ۔ احتشام احمد ندوی ۔ مدیر سید جلال الدین عمری ۔ علی گڑھ: پان والی کوٹھی، اپریل ۔ جون ۲۰۰۵ء

جلد۲۴، شمارہ۲، ص ۳۔۷۲۔۷۲۔

۵۔ برعظیم پاک و ہند کی ملتِ اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی، کراچی، کراچی یونیورسٹی شعبہ تصنیف وتالیف (۱۹۹۹ء) مترجم ہلال احمد زبیری، ص ۱

۶۔ برصغیر میں صحابہ کی آمد، اکبر علی قادری، لاہور، طہٰ پبلشرز ۲۰۰۴ء، ص ۱۱۹

۷۔ برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، محمد اسحاق بھٹی۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۴ء، ص ۴۱۔۱۴۴ اسحاق بھٹی نے ان پچیس ۲۵ صحابہ کرام کے اسماء گرامی کی فہرست بیان کی ہے جو برصغیر تشریف لائے۔

۸۔ فتوح البلدان، امام ابو الحسن احمدبن یحییٰ بن جابر البلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) بیروت، دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۰ء۔ ۱۴۲۰ھ ص ۲۵۷

۹۔ برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی دیباچہ "م"

۱۰۔ نقوش سلیمانی، سیّد سلیمان ندوی، لاہور اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۶۷ء، ص ۲۵۴،

۱۱۔ حوالہ سابق

۱۲۔ حوالہ سابق، ص ۲۵۴

۱۳۔ حوالہ سابق

۱۴۔ حوالہ سابق، ص ۵۴۴

۱۵۔ برعظیم پاک و ہند کی ملتِ اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی، ص ۴۸

۱۶۔ حوالہ سابق

۱۷۔ نقوش سلیمانی، سید سلیمان ندوی۔ ص ۲۵۶

۱۸۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی، لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء، ص ۱۱۳،

۱۹۔ نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) ہند، رائے بریلی مکتبہ دار عرفات ۱۹۹۱ء۔ ۱۴۱۲ھ ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ج ۱، ص ۱۳۴ (۱۸)

۲۰۔ حوالہ سابق، ص ۱۸۰ (۶۰)

۲۱۔ حوالہ سابق، ص ۱۸۳ (۶۷)

۲۲۔ حوالہ سابق، ص ۲۳۴ (۱۲۹)

۲۳۔ حوالہ سابق، ص ۲۳۸ (۱۳۶)
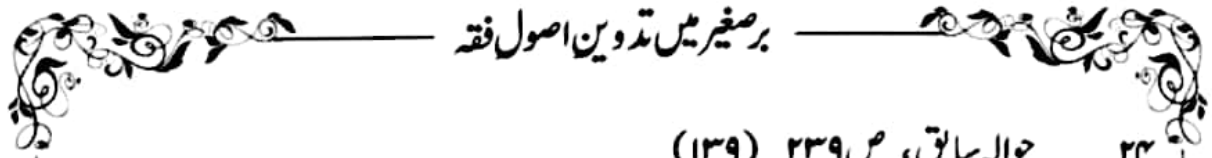
۲۴۔ حوالہ سابق، ص۲۳۹ (۱۳۹)

۲۵۔ فلسفیانِ اسلام، غلام جیلانی برق۔ لاہور، الفیصل ناشران ۲۰۱۴ء ص۱۰۲۔

۲۶۔ جنوبی ایشیا کے اردو مجموعہ ہائے فتاویٰ۔ مجیب احمد۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن ۲۰۱۱ء ص۳۱۔

۲۷۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ، ند) ج۱، ص۱۴۶۔

۲۸۔ The New Encyclopaedia Britannica Chicago. Edition 15th Vol:21 p 63

۲۹۔ Society and State in the Mughal Period, Dr Tara Chand, Lahore: Book Traders (1979) p.71

۳۰۔ برعظیم پاک و ہند کی ملتِ اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی، ص۱۸۲۔

۳۱۔ تذکرۂ علماء اہل سنت و جماعت، اقبال احمد فاروقی، لاہور، مکتبہ نبویہ ۱۹۸۸ء، ص۹۲۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فصل اوّل
عہدِ وسطیٰ کے برصغیر میں علمِ اصولِ فقہ کی تدوین

۱۔۔۔صفی الدین محمد بن عبدالرحیم بن محمد الہندی الشافعی (۶۴۴ھ-۷۱۵ھ/۱۲۴۶ء-۱۳۱۵ء): دہلی میں پیدا ہوئے اور دمشق میں وفات پائی۔ وہ ایک پایہ کے فقیہ واصولی اور مذہباً اشعری تھے۔ وہ برصغیر کے پہلے اصولی ہیں جن کی اصول فقہ پر کتابیں موجود ہیں۔ ہندوستان میں اپنے نانا سے تعلیم حاصل کی اور پھر وہ حصول علم کے لیے ۲۳ سال کی عمر میں ہندوستان سے باہر نکلے اور یمن پہنچے۔ اُس وقت یمن میں الملک المظفر کی حکومت تھی وہ اُن کے علم واستعداد سے اتنا متاثر ہوا کہ۔۔۔أکرمه و أعطاه تسع مائة دینار[1]۔۔۔اُس نے ان کا بڑا اِکرام کیا اور نوسو ۹۰۰ اشرفیاں پیش کیں۔

۔۔۔اور پھر انہوں نے حجاز، قاہرہ، روم، قونیہ، سیواس، قیصرایہ اور دمشق کے علمی اسفار کیے۔ بلادِ روم میں شارح المحصول للرازی، سراج الدین محمد اُبوبکر الأرموی (۵۹۴ھ-۶۸۲ھ/۱۱۹۸ء-۱۲۸۳ء)، صاحب التحصیل کی شاگردی اختیار کر کے فن اصول فقہ میں کمال حاصل کیا۔ عبدالحمید ابوزنید نے شیخ سراج الدین الارموی کی 'التحصیل' کے تحقیقی مقدمہ میں اس کتاب سے مستفید ہونے والے مشہور اصولیین کے ناموں میں صفی الدین ہندی کا بھی تذکرہ کیا ہے[2]۔

شیخ صفی الدین ہندی کی اصول فقہ میں خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے اصول فقہ میں کتابیں لکھنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ عرب شاگردوں کی ایک ایسی جماعت تیار کی جنہوں نے فن اصول فقہ کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور انہیں شہرت حاصل ہوئی۔ مثلاً: صدرالدین محمد بن عمر بن علی بن عبدالصمد بن عطیہ، ابن وکیل، ابن مرحل الشافعی (۶۶۵ھ-۷۱۶ھ/۱۲۶۶ء-۱۳۱۶ء)۔ اُن کی ولادت ووفات دمیاط میں ہوئی۔ شیخ صفی الدین کے یہ شاگرد اپنے زمانے کے واحد شافعی عالم تھے جو شیخ ابن تیمیہ سے ہر وقت مناظرہ کرنے پر تیار رہتے۔ شیخ ابن تیمیہ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کے علمی تفوق کی شہادت دی ہے۔ شیخ صفی الدین کی رہنمائی اور رجحان سازی کے نتیجے میں صدرالدین محمد بن عمر نے 'کتاب الاشباه والنظائر' اور 'شرح الحکام لعبدالحق' جیسی شاہکار کتابیں تالیف کیں جو اصول فقہ کے ساتھ حدیث وفقہ میں ان کی تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں[3]۔ ابن قیم الجوزی حنبلی (متوفی ۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء)
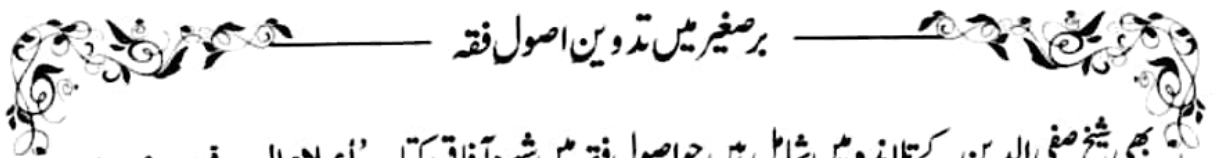
بھی شیخ صفی الدین کے تلامذہ میں شامل ہیں جو اصول فقہ میں شہرہ آفاق کتاب 'أعلام الموقعين عن رب العالمين' کے مصنف ہیں۔ دمشق کے علماء کی نظر میں شیخ صفی الدین کے علمی تفوق کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام سبکی لکھتے ہیں:

'روى عنه شيخنا الذهبي' ہمارے استاد الذہبی ان (صفی الدین) سے روایت کرتے ہیں:

۔۔۔یعنی امام صفی الدین ہندی، شیخ الذہبی کے بھی استاد تھے[۴]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔نهاية الوصول في دراية الأصول۔ اس کتاب کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ/۱۲۱۰ء) نے 'المحصول في علم الأصول' لکھی۔ شیخ صفی الدین نے 'نهاية الوصول في دراية الأصول' کے نام سے اس کی شرح لکھی جو تین[۳] مجلدات پر مشتمل تھی۔ اور اب یہ شرح 'نهاية الوصول في دراية الأصول' کے نام سے صالح بن سلیمان الیوسف اور سعد بن سالم الشریح کی تحقیق کے ساتھ ۸ مجلدات میں مکۃ المکرمہ، المکتبۃ التجاریۃ (سنہ، ند) سے چھپ چکی ہے۔ اس کتاب سے بعد کے اصولیین نے خوب استفادہ کیا، جیسے امام محمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) نے بہت سے مقامات میں شیخ صفی الدین کی 'نهاية الوصول في دراية الأصول' سے نقل کیا ہے۔ امام شوکانی نے امام رازی کی 'المحصول' سے بھی بھرپور استفادہ کیا اور کبھی تو ایک ہی وقت میں وہ ایک صفحہ سے بھی زیادہ نقل کر لیتے ہیں، جیسا کہ 'حجية الإجماع' کی بحث میں نظر آتا ہے[۵]۔

۲۔۔۔الرسالة السنيسة في الأصول: محقق محمود نصار[۶] نے الفائق کے تحقیقی مقدمہ کے صفحہ ۲۲ میں اس کا نام 'الرسالة التسعينيه في الأصول الدينيه' (یعنی یہ اصول فقہ کی نہیں بلکہ اصول الدین کی کتاب ہے)۔ یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ صفی الدین نے خود اپنی کتاب کے اوائل میں اس کے فن کے بارے میں بتایا کہ یہ رسالہ تسعین (نوے) مسائل پر مشتمل ہے جن کا تعلق اصول الدین سے ہے۔

۳۔۔۔الرسالة السبعية: محقق محمود نصار نے الفائق کے تحقیقی مقدمہ کے صفحہ ۲۱ میں اس کا نام 'الرسالة السيفيه في اصول الفقه' ذکر کیا ہے۔

۴۔۔۔النهاية في اصول الفقه۔

۵۔۔۔الفائق في اصول الفقه۔

۔۔۔مناظر احسن گیلانی، امام سبکی کا قول نقل کرتے ہیں:

ومن تصانيفه في علم الكلام الزبده وفي الأصول الفقه النهاية والفائق

والرسالة السبعية وكل مصنفاته حسنة جامعة لاسيما النهاية

ان کی کتابوں میں سے ایک زبدہ نامی کتاب علم کلام میں ہے اور 'النهاية'
اور 'الفائق' اصول فقہ میں، 'رسالة السبعية' بھی ان کی ایک کتاب ہے۔ بہر حال
ان کی ساری کتابیں بہت اچھی اور جامع ہیں خصوصاً 'النهاية'"[7]۔

امام سبکی کے اس بیان سے یہ پتا چلتا ہے کہ 'الفائق' نامی کتاب بھی اصول فقہ میں انہوں نے لکھی تھی۔ 'نزھۃ الخواطر' میں بعینہ یہی عبارت موجود ہے جس کے قائل عبدالحی ہیں اور لکھا ہے۔۔۔ 'وصنف في أصول الدين 'الزبدة' وفي أصول الفقه 'النهاية' والفائق' والرسالة السبعية'"[8]۔

'الفائق' کس فن کی کتاب ہے، اصول الفقہ ۔۔۔یا۔۔۔اصول الدین؟ السبکی نے طبقات الشافعیه، ابن العماد نے شذرات الذهب اور طاش کبری زادہ نے مفتاح السعادہ میں اس کو اصول فقہ کی کتاب بتایا ہے جبکہ صلاح الدین الصفدی نے وافي بالوفیات، ابن حجر العسقلانی نے الدرر الکامنه، حاجی خلیفہ نے کشف الظنون، اسماعیل پاشا بغدادی نے ھدیة العارفین اور الشوکانی نے البدر الطالع میں 'الفائق' کو اصول الدین کی کتاب بتایا ہے۔ اب یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے، اس کے مقدمہ میں مصنف نے اس کتاب کا نام 'الفائق في أصول الفقه' ذکر کیا ہے، جس سے واضح ہے کہ یہ اصول فقہ کی کتاب ہے۔

شیخ صفی الدین، 'الفائق' کے مقدمہ میں صفحہ ۳۳-۳۴ پر کتاب لکھنے کی وجہ اور یہ نام منتخب کرنے کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی کتاب 'نهاية الوصول في دراية الأصول' ایک مطول کتاب تھی تو ایک مختصر کتاب لکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی تا کہ اس سے عام و خاص سب یکساں استفادہ کر سکیں۔ اور انہوں نے اللہ تعالی سے قوی امید رکھتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب افراط و تفریط سے بچتے ہوئے درمیانی مختصر، کثیر الفائدہ ہونے کی وجہ سے اس فن کی دوسری تمام مختصرات پر نفع و فائدہ پہنچانے میں فوقیت حاصل کرے گی، اس کا نام 'الفائق' رکھا۔

متاخرین اس کتاب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور انہوں نے 'الفائق' سے بھر پور استفادہ کیا۔ مثلاً: ابوعبداللہ محمد بن بہادر بن عبداللہ، بدرالدین الزرکشی شافعی (م: ۷۹۴ھ) نے البحر المحيط میں، شیخ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالسبکی (م: ۷۷۱ھ) نے الابهاج اور جمع الجوامع میں، اور ابوالبقاء قاضی القضاۃ تقی الدین محمد بن احمد بن عبدالعزیز الفتوحی المصری الحنبلی ابن النجار (م: ۹۷۲ھ) نے شرح الكوكب المنير میں، اور شیخ محمد بن علی الشوکانی (م: ۱۲۵۰ھ) نے ارشاد الفحول میں کیا۔

کتاب 'الفائق فی اصول الفقہ'، محمود محمد محمود حسن نصار (محمود نصار) کی تحقیق کے ساتھ دو[۲] مجلدات، ۸۷۲ صفحات میں دار الکتب العلمیہ، بیروت سے ۲۰۰۵ء۔۱۴۲۶ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔

۲۔۔۔عبداللہ بن محمد حسینی شیخ جمال الدین دہلوی (متوفی ۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء): معروف بہ 'نقرہ کار' کا تعلق بھی برصغیر سے تھا۔ وہ اپنے زمانے کے مشہور عالم و اصولی تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے صدر الشریعہ الاصغر (متوفی ۷۴۷ھ/۱۳۴۶ء) کے متن 'التنقیح' کی شرح لکھی[۹]۔ اور پھر زین العابدین قاسم ابن قطلوبغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ/۱۴۷۵ء) نے اس پر حاشیہ لکھا[۱۰]۔

۳۔۔۔معین الدین عمرانی دہلوی (متوفی ۷۶۵ھ۔۔یا۔۔۷۵۲ھ/۱۳۲۵ء۔۔یا۔۔۱۳۵۱ء): سلطان محمد تغلق کے عہد کے مشہور عالم و اصولی تھے اور سلطان محمد تغلق نے انہیں گرانقدر تحائف دے کر شیراز بھیجا تھا تاکہ وہ قاضی عضد الدین ایجی (متوفی ۷۵۶ھ)، شارح مختصر المنتهى لابن الحاجب کو ہندوستان آنے کی دعوت دیں۔ محمد بن تغلق نے بہت سے صوفیوں اور عالموں کو دولت آباد منتقل کیا تھا[۱۱]۔ دہلی کے لوگ اُن کی شاگردگی کو فخر سمجھتے تھے[۱۲]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔حاشیة علی الحسامی: 'نزہۃ الخواطر' میں اس طرح مذکور ہے:

> 'وللعمرانی مصنفات جلیلة منها شروح وتعلیقات علی کنز الدقائق والحسامی ومفتاح العلوم'[۱۳]
>
> عمرانی کی چند بلند پایہ کتابیں جن میں کنز الدقائق، حسامی، ومفتاح العلوم کی شروح وتعلیقات بھی ہیں۔

۔۔۔اور تذکرۃ المصنفین[۱۴] اور حدائق الحنفیہ[۱۵] میں بھی یہی مذکور ہے کہ انہوں نے 'حسام الدین الأخسیکثی کی کتاب 'المنتخب الحسامی' پر حاشیہ لکھا تھا۔

۲۔۔۔حاشیة علی التلویح: خلیق احمد نظامی کی کتاب کے حاشیہ پر اس طرح مذکور ہے 'مولانا معین الدین عمرانی نے تلویح، حسامی، کنز الدقائق اور منار کی شرحیں لکھیں۔ 'حاشیة علی التلویح' کا ایک نسخہ ندوہ کے کتب خانے میں موجود ہے'[۱۶]۔

۳۔۔۔حاشیة علی المنار: مظہر بقا نے زبید احمد کے حوالے سے ان کے 'حاشیہ علی المنار' کا بھی

تذکرہ کیا ہے[۱۷]۔

۴۔۔۔ابوحفص، سراج الدین عمر بن اسحٰق بن احمد الشبلی الہندی الغزنوی المصری (۷۰۴ھ۔۷۷۳ھ/ ۱۳۰۴ء۔۱۳۷۱ء): کی ولادت دہلی میں ہوئی اور مصر میں وفات پائی۔ وہ فقیہ، اصولی، نظار اور متصوف تھے۔ امام وجیہ الدین دہلوی سے تعلیم حاصل کی اور پھر ۷۴۰ھ میں مصر تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی عسکر بنائے گئے اور پھر ایک مستقل حنفی قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دینے لگے۔ وہ اپنی زبان اور قلم سے حنفی مذہب کی بھرپور ترویج کرتے۔ سلطان حسن کے یہاں اعلیٰ قدر ومنزلت رکھتے تھے۔ طاش کبری زادہ نے سراج ہندی کے بارے میں لکھا:

کان واسع العلم کثیر الا قدام والمهابة[۱۸]

ان کا علم بہت وسیع تھا، پیش قدمی میں جری تھے، جلال وہیبت والے تھے

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔ زبدة الأحکام فی إختلاف الأئمة الأعلام،

۲۔۔۔اللوامع فی شرح جمع الجوامع،

۳۔۔۔ شرح المنار للنسفی فی الأصول۔

۴۔۔۔المنیر الزاھر من الفیض الباھر من شرح المغنی الخبازی فی الأصول: یہ کتاب ایک جلد میں ہے اور صاحب تاج التراجم کے مطابق یہ دو[۲] جلدوں میں ہے۔ اور انہوں نے شرح بدیع النظام کی شرح بھی لکھی[۱۹]۔

☆۔۔۔ **اللوامع فی شرح جمع الجوامع**: سراج الدین کی کتاب اللوامع شرح جمع الجوامع[۲۰] کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ ابونصر قاضی القضاة تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ ابن تمام السبکی الشافعی (۷۲۷ھ۔۷۷۱ھ/ ۱۳۲۷ء۔۱۳۶۹ء) نے کتاب 'جمع الجوامع فی أصول الفقه' تالیف کی۔ سراج الدین ہندی نے اس کتاب کی شرح لکھی اور اس کا نام اللوامع رکھا۔ جمع الجوامع ایک بہت مشہور اور اہمیت کی حامل کتاب ہے اسی لیے اس پر ساٹھ[۶۰] سے زائد شروح، حواشی، تعلیقات وغیرہ لکھے جا چکے ہیں[۲۱]۔

☆۔۔۔**شرح المنار للنسفی**:[۲۲] کی تفصیل یہ ہے کہ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) نے المنار فی أصول الفقه تالیف کی۔ یہ اصول فقہ پر ایک مشہور ومتداول
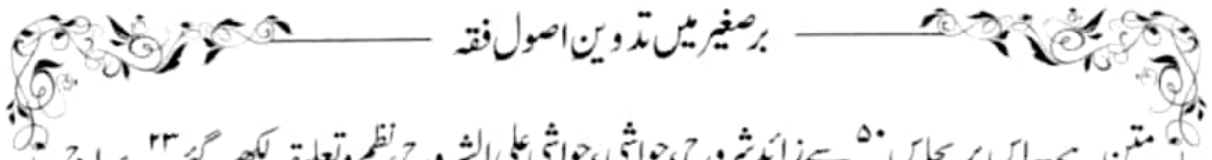
متن ہے۔ اس پر پچاس ۵۰ سے زائد شروح، حواشی، حواشی علی الشروح، نظم و تعلیقہ لکھے گئے[۲۳]۔ سراج الدین کی شرح سے قبل المنار کی کم از کم چھ ۶ شروح لکھی جا چکی تھیں[۲۴]۔

☆ ۔۔۔ **شرح المغنی الخبازی:** کی مختصر تفصیل یہ ہے۔ انہوں نے جلال الدین ابو محمد عمر بن عمر الخبازی الحنفی (۶۱۰ھ ۶۷۱ھ/ ۱۲۱۳ء-۱۲۷۲ء) کی کتاب 'المغنی فی الأصول' کی شرح لکھی جو دو ۲ مجلدات پر ہے اور اس کا نام 'الزاھر من الفیض الباھر من شرح المغنی الخبازی' رکھا۔ اس کتاب کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے:

الحمد للّٰہ الذی نور قلوب العلماء بنور ھدایتہ وشرح صدورھم بوفور عنایتہ۔۔۔الخ[۲۵]

☆ ۔۔۔ **شرح بدیع النظام** : کی مختصر تفصیل یہ ہے احمد بن علی بن ثعلب، مظفر الدین ابن الساعاتی حنفی (م: ۶۹۴ھ/ ۱۲۹۵ء) نے اصولِ فقہ میں کتاب 'بدیع النظام' تالیف کی۔ اس کا دوسرا نام 'نھایۃ الوصول الی علم الأصول' ہے۔ یہ ایک بہت اہم کتاب ہے کیونکہ اس میں ابن الساعاتی نے علامہ آمدی شافعی (م: ۶۳۱ھ) کی کتاب 'الأحکام' اور امام بزدوی حنفی (م: ۴۸۲ھ) کی 'أصول البزدوی' کے طریقوں کو یکجا کر دیا۔ انہوں نے 'الأحکام' کے طریقہ سے قواعدِ کلیہ کے بیان میں اور 'أصول البزدوی' سے جزئی فروعی شواہد میں مدد لی جس کا اظہار خود انہوں نے 'بدیع النظام' کے خطبہ میں کیا ہے۔ 'بدیع النظام' پر ایک شرح سراج الہندی نے بھی لکھی[۲۶] 'بدیع النظام' کی اہمیت و افادیت کے پیشِ نظر اس پر متعدد شروح لکھی گئیں[۲۷]۔

۵ ۔۔۔ **یوسف بن جمال حسینی ملتانی حنفی (متوفی ۷۹۰ھ/ ۱۳۸۸ء):** کے اسلاف میں سے کوئی مشہد سے آ کر ملتان میں آباد ہو گئے تھے۔ شیخ یوسف ملتان میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ انہوں نے مولانا جمال الدین رومی سے علم حاصل کیا۔ دار الملک، دہلی میں داخل ہوئے تو سلطان فیروز شاہ نے مدرسہ فیروزیہ میں اُن کی تقرری کر دی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'منار الأصول للنسفی' کی شرح لکھی اور اس کا نام 'توجیہ الکلام' رکھا[۲۸]۔ حدائق الحنفیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے[۲۹]۔

۶ ۔۔۔ **سعد الدین بن قاضی بدھن بن محمد القدوائی خیر آبادی (متوفی ۸۰۲ھ/ ۱۳۹۹ء):** نحو، لغت عربیہ، فقہ، اصول و تصوف میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ ان کے والد خیر آباد کے قاضی تھے۔
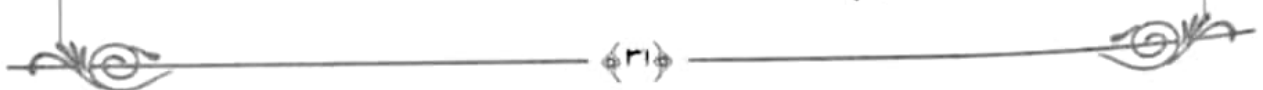
مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔شرح أصول البزدوی[۳۰]۔

۲۔۔۔شرح الحسامی (المنتخب للأخسیکثی[۳۱]) جس کی مختصراً تفصیل یہ ہے کہ سعدالدین بن قاضی خیر آبادی نے حسام الدین محمد بن عمر الاخسیکثی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ/ ۱۲۴۷ء) کی کتاب 'المنتخب الحسامی' پر محمد بن محمد بن مبین ابوالفضل نوری حنفی کی شرح جو انہوں نے ۶۹۴ھ میں تالیف کی تھی اُس پر حاشیہ لکھا تھا۔

۷۔۔۔جہانگیر، سید محمد اشرف بن محمد ابراہیم الحسینی الحسنی السمنانی (متوفی ۸۰۸ھ/ ۱۴۰۵ء): آل سمنان میں سے تھے۔سمنان (موجودہ آذربائیجان) میں ولادت ہوئی۔ان کے والد محمد ابراہیم سمنان کے سلطان تھے[۳۲]۔انہوں نے چودہ[۱۴] برس کی عمر میں معقولات ومنقولات کی تعلیم مکمل کی۔۱۹ برس کی عمر میں اپنے والدگرامی کے قائم مقام کی حیثیت سے سمنان میں ذمہ داریاں سنبھال کر ملکی مہمات میں مشغول ہوگئے۔ ۲۳ برس کی عمر میں یہ ذمہ داریاں اپنے بھائی کے سپرد کر کے ہندوستان، عرب اور عراق کے علماء ومشائخ سے اکتسابِ فیض میں مصروف ہوگئے۔فقہ واصول میں کمال حاصل تھا۔بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ خیرالدین (اپنے وقت کے جید عالم) نے اصول وفقہ کے بعض مسائل پر علمائے وقت سے سوالات کیے تو کسی سے بھی تشفی بخش جواب نہیں پایا، تو شیخ سید محمد اشرف جہانگیر سے ملاقات کی اور ان مسائل کی ایسی تشریح سنی جس سے شیخ خیرالدین کو پوری تسلی ہوگئی اور وہ اُسی وقت شیخ سید محمد اشرف جہانگیر کے ہاتھ پر بیعت ہوگئے اور ان کے اجل خلفاء میں شمار ہوئے[۳۳]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

شیخ سید محمد اشرف جہانگیر نے کتاب 'الفصول' تالیف کی جو اصول میں ایک مختصر ہے[۳۴]۔تلاش کے باوجود اس کتاب کے مندرجات اور اس کی موجودگی کے بارے میں علم نہیں ہوسکا۔گلوبل اسلامک مشن (نیویارک، یوایس اے) کے سربراہ، علامہ محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی کے مطابق، سید مختار اشرف لائبریری، کچھوچھا شریف میں تیس[۳۰] ہزار سے زائد کتابیں ومخطوطات موجود ہیں، شاید وہاں سے اس بارے میں کچھ معلومات مل سکے۔

۸۔۔۔ابوالقاسم، احمد بن عمر الزوالی، دولت آبادی، قاضی شہاب الدین بن شمس الدین الھندی (متوفی ۸۴۹ھ/ ۱۴۴۵ء): کی ولادت ونشونما دولت آباد میں ہوئی اور جونپور میں انتقال ہوا۔سلطان ابراہیم شرقی
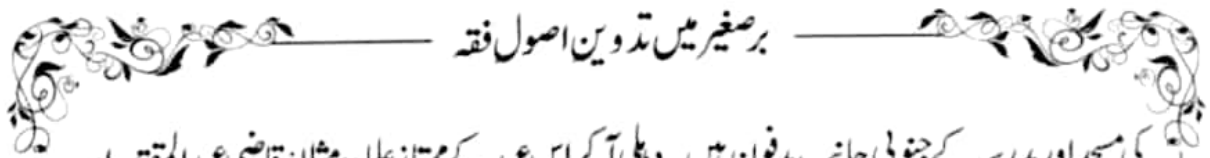
کی مسجد اور مدرسہ کے جنوبی جانب مدفون ہیں۔ دہلی آ کر اس عہد کے ممتاز علماء، مثلاً: قاضی عبد المقتدر اور مولانا خواجگی دہلوی وغیرہ سے مختلف قسم کے علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دہلی کو خیر آباد کہہ کر سلطان ابراہیم شرقی کی دعوت پر جونپور پہنچے، سلطان نے ان کی بڑی تعظیم وتوقیر کی اور قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور کیا۔ اپنے زمانے کے صوفی بزرگ اور اصولی حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی جو اصول فقہ میں کتاب 'الفصول' کے مصنف تھے اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ شیخ سید محمد اشرف جہانگیر نے ان کے علم وفضل کی بڑی قدر دانی کی[35] وہ علوم عقلیہ ونقلیہ میں نابغہ روزگار اور اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔شرح أصول البزدوی: 'نزهة الخواطر' میں مذکور ہے:

ولہ شرح البزدوی فی أصول الفقه إلی مبحث الأمر صنفه
للشیخ محمد بن عیسی الجونپوری[36]

اور انہوں نے اصول فقہ میں امر کی بحث تک بزدوی کی شرح لکھی جسے شیخ
محمد بن عیسیٰ جونپوری (متوفی ۸۷۰ھ) کے لیے تصنیف کیا تھا

۔۔۔شیخ محمد بن عیسیٰ کے حالاتِ زندگی 'نزهة الخواطر' ج ۳، ص ۱۳۰-۱۱۲ پر موجود ہیں۔ اس کا ایک خطی نسخہ ابوالکلام آزاد کے پاس تھا اور اب شاید وہ نسخہ مکتبہ آزاد، علی گڑھ میں ہو[37]۔

۹۔۔۔**ابوالفضائل سعد الدین عبداللہ بن عبدالکریم دہلوی حنفی (متوفی ۸۹۱ھ/ ۱۴۸۵ء):** اپنے زمانے کے جید عالم، اصولی اور محقق تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'إفاضة الأنوار فی إضائة أصول المنار فی أصول الفقه' تالیف کی[38]۔

الإفاضة، فاض یفیض کا مصدر ہے جس کا معنی بہنا، جاری ہونا، کثیر ہونا ہے۔ جیسے پانی بہہ جانے کو عربی زبان میں فاض الماء اور آنسو بہہ جانے کو فاض الدمع کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ شارح کی اس سے مراد یہ ہو کہ قاری کے سامنے علم کے چشمہ کا فیضان جاری ہو جائے گا جو المنار کے متن کو روشن کر دے گا، یعنی فہم کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو دُور کر کے اس متن سے استفادہ کو آسان بنا دے گا۔ إفاضة الأنوار میں علمائے احناف جیسے امام زفر (۱۵۸ھ-۷۷۵ء)، امام ابو یوسف (۱۸۲ھ-۷۹۸ء)، امام محمد (۱۸۹ھ-۸۰۴ء)، شیخ ابوبکر جصاص (۳۷۰ھ-۹۸۰ء)، اور امام کرخی (۳۴۰ھ-۹۵۲ء) وغیرہ کی آراء کو خاص اہمیت

دی گئی ہے۔ کبھی حد درجہ اختصار نظر آتا ہے، جیسے کسی آیت کے ابتدائی کلمات لکھ کر۔۔۔قال إلى قوله تعالى کذا۔۔۔ پر اکتفاء کرتے ہیں۔اس کے متعدد نسخے (مخطوطے) مکتبہ الازھر الشریف اور دار الکتب المصریہ وغیرہ میں موجود ہیں۔خالد محمد عبدالواحد حنفی نے إفاضة الأنوار پر تحقیق پیش کی جو ریاض، مکتبہ الرشد ناشرون سے پہلی بار ۱۴۲۶ھ۔۲۰۰۵ء میں ۶۱۶ صفحات میں شائع ہوئی۔

یہ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ/ ۱۳۱۰ء) کی کتاب 'المنار' کی شرح ہے۔'المنار' کی اہمیت وافادیت کی پیش نظر اس پر پچاس [۵۰] سے زائد شروح، اور مختصرات وغیرہ لکھے گئے۔إفاضة الأنوار، 'المنار' کی سولہویں شرح ہے [۳۹]۔مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

> اسی طرح ساتویں اور آٹھویں صدی کے درمیان دلی کے عالم مولانا سعد الدین محمود بن محمد کا تذکرہ پاتے ہیں جن کی تالیفات میں منار کی شرح 'إفاضة الأنوار' کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندی نصاب میں اصول فقہ کا یہ مشہور متن یعنی 'المنار لنسفی' بھی داخل تھا بعد کو اسی کی بہترین شرح ملا جیون ہندی نے 'نور الأنوار' کے نام سے لکھی جو مصر میں بھی چھپ چکی ہے [۴۰]۔

مناظر احسن گیلانی کے بیان سے یہ ایسا لگتا ہے کہ دلی کے عالم کا نام سعد الدین محمود بن محمد تھا اور 'نزھۃ الخواطر' میں بھی یہی نام مذکور ہے [۴۱]۔ جبکہ اسمٰعیل باشا اور المراغی نے ان کا نام سعد الدین عبداللہ بن عبد الکریم دہلوی بتایا ہے۔اور ان کا زمانہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے درمیان کا ہے جبکہ اسمٰعیل باشا اور المراغی نے ان کی تاریخ وفات ۸۹۱ھ یعنی نویں صدی ہجری بتائی ہے۔'نزھۃ الخواطر' میں ان کی تاریخ ولادت و وفات بیان کئے بغیر آٹھویں صدی ہجری کے علماء میں ان کا ذکر کیا اور پھر دوسری جگہ دوبارہ ذکر کیا تو تاریخ وفات ۸۹۱ھ ذکر کی۔اور یہ کہ انہوں نے کتاب 'إفافة الأنوار' تالیف کی جو المنار کی شرح ہے جبکہ اسمٰعیل باشا اور المراغی کے مطابق انہوں نے 'إفاضة الأنوار في إضاءة أصول المنار' تالیف کی۔ہوسکتا ہے کہ لکھنے والوں میں سے کسی کو سہو ہوگیا ہو اور کتابت کی غلطی سے 'إفاضة' کے بجائے 'افافة' لکھا گیا۔ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دو [۲] الگ الگ شخص ہوں جن کا زمانہ اور شرح کے نام مختلف ہوں مگر دونوں کا تعلق دلی سے ہو۔(واللہ أعلم)

۱۰۔۔۔علاء الدین، الہ داد بن عبداللہ جونپوری حنفی (متوفی ۹۲۳ھ/ ۱۵۱۷ء): ان کا شمار جونپور کے افاضل علماء میں ہوتا تھا۔سلطان سکندر لودھی کے زمانے سے آپ کا تعلق تھا۔آپ نے فقہ پر بھی متعدد کتابیں

لکھیں۔ سلطان سکندر لودھی ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوا[۴۲]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انھوں نے شرح أصول البزدوی تالیف کی[۴۳]۔ اور حاشیہ علی أصول الشاشی المسمّیٰ 'فصول الغواشی' لکھیں۔ فصول الغواشی کے مختلف مکتبوں میں نسخے موجود ہیں۔ مکتبہ راجھستان ٹونک ہند میں (ت ۸۶ے /۸۸۲) اور ۸۷ے اور ۸۸ے پر بھی موجود ہے[۴۴]۔

۱۱۔۔۔وجیہ الدین بن نصر اللہ عماد الدین گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ/ ۱۵۹۰ء): مشرقی گجرات کے قدیمی شہر چانپا نیر میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک جید عالم اور اصولی تھے۔ ان کے دادا سلطان محمود ثانی کے زمانے میں بلادِ عرب سے ہندوستان آ کر آباد ہوگئے تھے۔ احمد آباد میں ایک عرصہ تک خلق خدا کو تعلیم دینے میں مشغول رہے اور متعدد درسی کتب پر حاشیے اور شرحیں لکھیں۔ وہ اپنے مدرسے کے وسط میں مدفون ہیں۔ بدایونی کے مطابق شاید ہی کوئی درسی کتاب، چھوٹی یا بڑی ہوگی جس کی انہوں نے شرح۔۔یا۔۔حاشیہ نہ لکھا ہو[۴۵]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔حاشیہ علی اصول البزدوی

۲۔۔۔حاشیہ علی شرح التلویح[۴۶]۔ سبحۃ المرجان میں حاشیۃ التلویح کا ذکر ہے[۴۷]۔ سید ابوظفر ندوی نے اس حاشیۃ علی التلویح کے ابتدائی کلمات، کتابت اور اس میں شیخ وجیہ الدین کے اسلوبِ بیان کو مختصراً بیان کیا ہے۔ تصنیف کے تقریباً سوا سو[۱۲۵] سال کے بعد ۱۱۲۰ھ میں اس کی کتابت ہوئی۔ اس کی ابتداء ان جملوں سے ہوتی ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. رب یسر وتمم با لخیر. ألحمد للّٰہ رب العلمین
والصلوۃ علی خیر خلقه محمد واله وأصحابه أجمعین

۔۔۔اور اختتامی جملہ یہ ہے: ھذا اخر الکتاب بعون الملک الوھاب والحمد للّٰہ علی إتمامه إنه ولی التوفیق وبیدہ أزمة التحقیق ۔۔۔وہ طلبہ کی آسانی کے لیے اس حاشیہ کے انداز کو سہل رکھنے کی بھرپور کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً: حقیقت و مجاز کی بحث میں جہاں صاحبِ تلویح نے لکھا 'ففیه نظر'، اس نظر کے پیچیدہ مطالب کو شیخ وجیہ الدین 'حاصل النظر' کے عنوان سے بہت سہل عبارت میں تحریر فرماتے ہیں اور پھر اس نظر کا جو جواب دیا جاتا ہے اس کو تحریر کرنے کے بعد 'حاصل الجواب' کے عنوان سے اس کی تشریح فرماتے ہیں۔ سید شریف جرجانی کا اس پر اعتراض نقل کر کے پھر اپنا جواب تحریر فرماتے ہیں[۴۸]۔
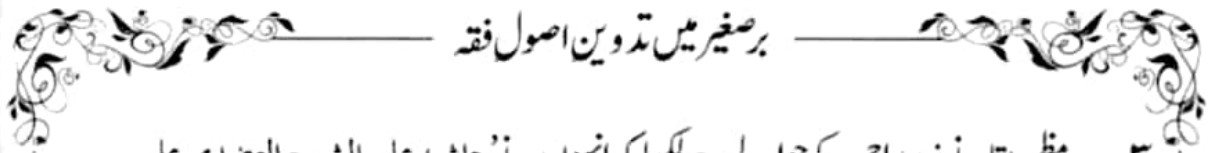
۳۔۔۔مظہر بقانے زبید احمد کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے 'حاشیہ علی الشرح العضدی علی المختصر لابن حاجب' بھی تالیف کیا[۴۹]۔

حاصل کلام:

ملتان وسندھ اسلامی ثقافت کے مرکز رہے۔ابتدائی کئی صدیوں تک بالواسطہ۔۔یا۔۔بلا واسطہ یہاں عربوں کی حکومت رہی۔کچھ ایسے حکمران بھی آئے جنہوں نے علوم دینیہ اور بالخصوص فقہ واصول الفقہ میں دلچسپی لی۔تاریخ اسلام کے پہلے اصولی یعنی حضور اکرم ﷺ ہیں۔مگر دوسری صدی ہجری سے لیکر ساتویں صدی ہجری کے تقریباً وسط تک کے وہ اصولیین جن کا تعلق برصغیر سے تھا اُن کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہوسکیں۔اس فصل میں دہلی،ملتان،خیرآباد،دولت آباد،جونپور،اور گجرات سے تعلق رکھنے والے گیارہ'' اصولیین کی بیس'' [۵۰] کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے،ان میں سے بھی کچھ غیر مطبوعہ اور کچھ ناپید ہیں۔اور بظاہر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ صفی الدین شافعی (متوفی ۷۱۵ھ/ ۱۳۱۵ء) برصغیر کے پہلے اصولی ہیں جنہوں نے اصول فقہ پر عربی زبان میں نہ صرف شاہکار کتابیں لکھیں بلکہ عربی اور عجمی شاگردوں کی ایسی جماعت تیار کی جو علم اصول فقہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

﴿حواشی﴾

۱۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ندارد)، ج ا، ص ۲۷۲۔

۲۔ التحصیل من المحصول، سراج الدین أبو الثنائی محمود بن أبو بکر بن حامد بن أحمد الأرموی شافعی (۵۹۴ھ۔ ۶۸۲ھ) بیروت، موسسہ رسالہ ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ء، اس پر عبد الحمید علی ابو زنید کا تحقیقی مقدمہ دیکھئے۔

۳۔ ألفتح المبین فی طبقات الأصولیین، عبد اللہ المصطفی المراغی، بیروت، محمد امین دمج (سنہ ند) ج ۲، ص ۱۱۸

۴۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ند)، ج ا، ص ۲۷۳

۵۔ فن أصول فقہ کی تاریخ، عہد رسالت مآب ﷺ تا عصر حاضر، فاروق حسن کراچی، دار الاشاعت ۲۰۰۶ء، ص ۲۷۳۔ إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول، محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ۔ ۱۲۵۰ھ) قاہرہ دار الکتبی (سنہ ند) تحقیق الدکتور محمد شعبان، ج اص ۶۳، ۴، اور تحقیقی مقدمہ ج اص ۳۴۔

۶۔ کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون، مصطفی بن عبد اللہ القسطنطنی الرومی الحنفی، ملا کاتب الجلبی، حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء، ج ۲، ص ۱۹۱۹۔ ھدیۃ العارفین فی أسماء المؤلفین و آثار المصنفین، اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء، ج ۶، ص ۱۴۳۔ الدرر الکامنہ فی أعیان المائۃ الثامنہ، أحمد بن علی بن محمد بن علی بن أحمد الکنانی ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔ ۸۵۲ھ) بیروت، دار الجیل (سنہ ند) ج ۴، ص ۱۴۔ ۱۵ (۲۹)۔ ألفتح المبین فی طبقات الأصولیین، عبد اللہ المصطفی المراغی، ج ۲، ص ۱۱۶۔ ۱۱۵

۷۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ج ا، ص ۲۷۳۔

۸۔ نزھۃ الخواطر، عبد الحی ج ۲، ص ۱۴۲۔ ۱۴۳

۹۔ حوالہ سابق ج ۲، ص ۲۷ (۱۳۴)۔

۱۰۔ کشف الظنون ۔، حاجی خلیفہ ج ۱، ص ۴۹۹۔

۱۱۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ج ۱، ص ۱۴۶۔

۱۲۔ حدائق الحنفیہ ۔مولوی فقیر محمد جہلمی، کراچی: مکتبہ ربیعہ (سنہ، ند) ص ۳۳۲۔۳۳۱۔

۱۳۔ 'نزھة الخواطر'، عبدالحی، ج ۲، ص ۱۲۸۔

۱۴۔ تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی، کراچی، میر محمد کتب خانہ (سنہ، ند) ص ۳۱۹۔

۱۵۔ حدائق الحنفیہ ۔مولوی فقیر محمد جہلمی ص ۳۳۲۔۳۳۱۔

۱۶۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء، ص ۳۳۳ کا حاشیہ۔

۱۷۔ اُصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا کراچی، بقا پبلیکیشنز (۱۹۸۶ء) ص ۱۷۳

۱۸۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ج ۱، ص ۲۷۰،
حدائق حنفیہ میں ان کی تاریخ وفات ۷۶۳ھ کا قول بھی نقل ہے دیکھئے ص ۳۱۸۔

۱۹۔ نزھة الخواطر ، عبدالحی، ج ۲ ص ۹۷۔۹۸ (۱۷۴)۔ألفتح المبین ، عبداللہ المصطفی المراغی ج ۲، ص ۱۸۸، ۱۶۵۔ کشف الظنون، ، حاجی خلیفہ ج ۲ ص ۱۹۹۔ھدیة العارفین فی أسماء المؤلفین و آثار المصنفین، اسماعیل پاشا بغدادی، ج ۵ ص ۹۰۔تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ، زین الدین قاسم بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) بغداد، مکتبہ المثنی ۱۹۶۲ء، ص ۴۸۔۴۹ (۱۴۴)۔

۲۰۔ ھدیة العارفین ، اسماعیل پاشا بغدادی ، ج ۵، ص ۹۰۷۔ألفتح المبین ، عبداللہ المصطفی المراغی ج ۲، ص ۱۸۸

۲۱۔ فن اُصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن ،ص ۴۴۷۔۴۵۵

۲۲۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ج ۲ ص ۹۰۷۔الفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی ج ۲ ص ۱۸۸

۲۳۔ فن اُصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص ۳۹۳

۲۴۔ حوالہ سابق، ص ۴۰۳

۲۵۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ ج ۲ ص ۴۹۷۔ھدیة العارفین، اسماعیل پاشا بغدادی ج ۵، ص ۹۰۷۔ألفتح المبین ، عبداللہ المصطفی المراغی ج ۲، ص ۱۸۸۔

۲۶۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ج ۲ ص ۱۹۹۱۔

۲۷۔ فنِ اُصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن ص ۳۹۲۔۳۹۳۔

۲۸۔ نزهة الخواطر، عبدالحی ج ۲ ص ۱۸۲۔۱۸۳ (۲۹۴)۔

۲۹۔ حدائق الحنفیہ۔ فقیر محمد جہلمی، ص ۳۲۶۔

۳۰۔ هدية العارفين، اسماعیل باشا بغدادی، ج ۵، ص ۳۸۵ اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۸۲ھ مذکور ہے۔ حدائق الحنفیه، فقیر محمد۔ لکھنؤ، مطبع نامی کشور ۱۲۹۷ھ، نویں صدی ہجری کے فقہا۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، مكة المكرمہ جامعہ ام القری ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۱۱۹ (۳۵۵)

۳۱۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۳ ص ۶۰۔۶۱ (۹۳) اس میں بھی ان کی تاریخ وفات ۸۸۲ھ مذکور ہے

۳۲۔ بزم صوفیہ، سید صباح الدین عبدالرحمٰن، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۹۰ء، ص ۴۳۹

۳۳۔ حوالہ سابق، ص ۴۵۲۔۴۵۳

۳۴۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۱، ص ۲۷۵ (۲۲۰)۔ نزهة الخواطر، ج ۳، ص ۱۶۔۱۵۔ اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۸۰ھ مذکور ہے

۳۵۔ بزم صوفیہ، سید صباح الدین عبدالرحمٰن، ص ۴۴۶۔۴۴۷۔

۳۶۔ كشف الظنون، حاجی خلیفہ، ج ۵، ص ۱۱۶۷، اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۴۸ھ مذکور ہے۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۱، ص ۱۸۱ (۱۳۱)، ج ۲، ص ۱۳۵ (۳۷۰)۔ معجم المؤلفين تراجم مصنفي الكتب العربيه، عمر رضا کحالہ، دمشق، المكتبه العربيه ۱۳۷۶ھ۔ ۱۹۵۷ء، ج ۴، ص ۳۹۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۳، ص ۳

۳۷۔ نزهة الخواطر، عبدالحی ج ۳، ص ۱۶ (۲۰)

۳۸۔ هدية العارفين، اسماعیل باشا بغدادی ج ۵، ص ۴۷۰۔ ألفتح المبين، عبدالله المصطفى المراغی، ج ۲، ص ۶۔ فنِ اُصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص ۵۳۳

۳۹۔ دیکھئے تحقیقی مقدمہ إفاضة الأنوار، محمود بن محمد الدہلوی، تحقیق خالد محمد عبدالواحد حنفی ریاض، مکتبہ الرشد الناشرون ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵ء ص ۳۷۔ اور دیکھئے فنِ اُصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص ۴۰۴۔

۴۰۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ج ۱، ص ۱۴۷۔

۴۱۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۲، ص ۱۶۱، ج ۳، ص ۱۳۰ (۲۱۷)۔

۴۲۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی، ص ۴۵۹۔۴۵۸۔

۴۳۔ سبحۃ المرجان فی آثار ھندوستان، غلام علی آزاد، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۳ھ ص ۳۴۔

۴۴۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، ج ۱ ص ۴۹۴۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی ج ۴ ص ۳۸۔ تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی، میر محمد کتب خانہ کراچی، (سنہ، ند) ص ۲۱۵۔۲۱۷۔

۴۵۔ رودکوثر، شیخ محمد اکرم، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء، ص ۳۹۳۔۳۹۴۔

۴۶۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ج ۱ ص ۴۹۴۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ج ۴، ص ۳۴۳۔ ۳۴۴ (۵۷۰)۔ تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی ص ۲۱۵۔۲۱۷۔

۴۷۔ سبحۃ المرجان فی آثار ھندوستان۔ غلام علی آزاد ص ۴۵۔

۴۸۔ معارف، شاہ وجیہ الدین علوی ج ۳۔۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء، ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ اعظم گڑھ دار المصنفین ص ۲۱۴، اور دیکھیے معارف شمارہ فروری ۱۹۳۳ء ص ۱۱۲۔

۴۹۔ اُصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا، ص ۱۷۴۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆
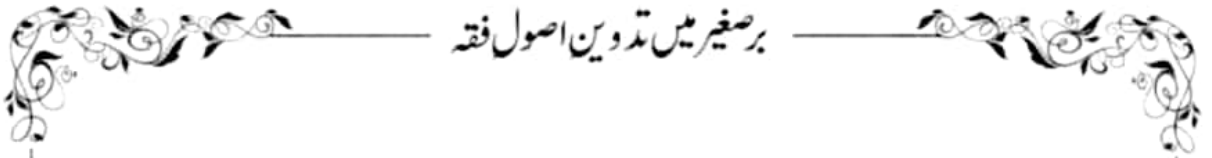
فصل دوم

مغلیہ عہد عروج میں علم اصول فقہ کی تدوین

ابتدائیہ:

تیمور کی پانچویں پشت سے تعلق رکھنے والے ظہیر الدین محمد بابر (متوفی ۱۵۳۰ء) نے ۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ فرغانہ اور سمرقند کھونے کے بعد بابر نے ہندوستان کا رخ کیا اور ۱۵۰۴ء میں کابل کو اور ۱۵۲۴ء میں لاہور کو تسخیر کیا جس نے ماضی کے دونوں نقصانات کی تلافی کر دی۔ پانی پت کی فتح سے دہلی اور آگرہ بھی بابر کے زیر تسلط آ گئے۔ اس عظیم الشان سلطنت کا سنہری دور چھٹے مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء میں وفات پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ سلطنت رو بہ زوال ہوتی ہے۔ مغل حکمرانوں نے مجموعی طور پر علوم وفنون کی سرپرستی اور علماء کرام کی قدردانی کی۔ مغلیہ عہد میں علم اصول فقہ پر کئی معرکۃ الاراء کتابیں علماء کرام نے سرکاری سرپرستی اور انفرادی حیثیت میں لکھیں۔ اِس فصل میں برصغیر کے ابتدائی چھ[۶] مغل بادشاہوں (یعنی آغاز عہد بابر تا وفات اورنگ زیب عالمگیر) کے زمانے میں فن اصول فقہ پر تصنیف وتالیف کے حوالے سے کئے گئے کام کا احاطہ کیا گیا ہے۔

۱۲۔۔۔**ابوبکر قریشی حنفی اکبرآبادی** (دسویں صدی ہجری/سولھویں صدی عیسوی): عالم وفقیہ تھے سلطان سکندر بن بہلول کے زمانے میں آگرہ آ کر رہائش اختیار کر لی تھی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزھۃ الخواطر' میں اس طرح مذکور ہے:

'وشرح علی أصول البزدوی'[۱]۔ اور انہوں نے اصول البزدوی کی شرح لکھی

۱۳۔۔۔**عبدالحکیم بن شمس الدین محمد ملک العلی سیالکوٹی حنفی** (۹۸۸ھ۔۱۰۶۷ھ/۱۵۸۰ء/۱۶۵۶ء): علم کلام، تفسیر، منطق، فلسفہ، صرف ونحو، اصولِ فقہ اور علم فرائض میں مکمل مہارت رکھتے تھے اور ان تمام علوم پر ان کی تالیفات موجود ہیں۔ جب شاہجہاں ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء میں تخت نشین ہوا اُس نے ان کی بڑی قدردانی کی اور انہیں رئیس العلماء کے عہدے پر فائز کیا۔ گیارھویں صدی ہجری کے اربابِ علم وفضل میں ایک نمایاں نام ملا عبدالحکیم کا ہے۔ وہ اکبر بادشاہ کے عہد حکومت (۹۶۳ھ۔۱۰۱۴ھ/۱۵۵۶ء۔۱۶۰۵ء) میں
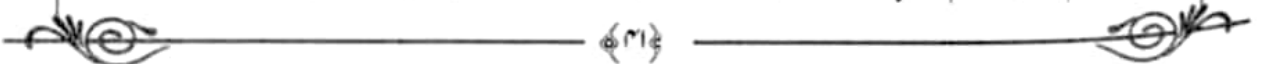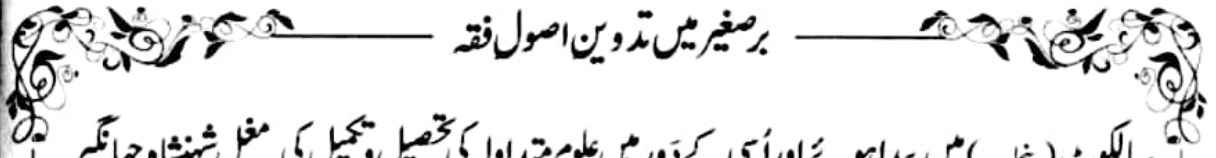
سیالکوٹ (پنجاب) میں پیدا ہوئے اور اُسی کے دور میں علوم متداولہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ مغل شہنشاہ جہانگیر اور شاہجہاں کے دربار میں بلند مقام پایا۔ ملا عبدالحکیم کے اساتذہ میں ملا کمال الدین کشمیری (متوفی ۱۰۱۷ھ / ۱۶۰۸ء) بھی شامل ہیں جن سے شیخ مجدد الف ثانی نے بھی تعلیم حاصل کی تھی[۲]۔ دائرہ معارفِ اسلامیہ کے مطابق شیخ احمد سرہندی (متوفی ۱۰۳۳ھ/ ۱۶۲۴ء) کو 'مجدد الف ثانی' کا خطاب علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے دیا اور حضرت مجدد نے آپ کی علمی صلاحیت و قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے 'آفتابِ پنجاب' کے لقب سے نوازا[۳]۔ دو مرتبہ بادشاہِ وقت نے انہیں سونے چاندی سے تلوایا اور ان کے وزن کے مطابق چھ چھ ہزار روپیہ نقد انعام دیا۔ ان کا مزار سیالکوٹ کے باہر شہابان روڈ پر ہے[۴]۔

حافظ عبدالرحمٰن امرتسری اپنے سفرنامے میں ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے بارے میں برصغیر کے علاوہ دوسرے اسلامی ممالک میں ان کے علمی مقام و مرتبہ سے آگاہی پانے کے بعد اپنے مشاہدات کو اس طرح قلمبند کرتے ہیں:

> عراق، شام اور استنبول کی متعدد درس گاہوں میں مجھے آپ کی تصانیف داخل درس دیکھنے کا موقع ملا۔ ہندوستان سے باہر بلادِ اسلامیہ میں علمی حیثیت سے جو شہرت مولوی عبدالحکیم صاحب کو حاصل ہوئی ایسا کوئی مصنف حاصل نہ کر سکا[۵]۔

عبدالحکیم سیالکوٹی کی کتابوں کی شہرت و اہمیت کا اندازہ دوسرے حوالوں سے بھی ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے حجاز میں قیام کے دوران شیخ وفداللہ ابن شیخ محمد بن سلیمان المغربی سے اور پھر شیخ ابوطاہر سے جو شیخ ابراہیم کردی کے صاحبزادے تھے اکتسابِ فیض کیا۔ شیخ ابوطاہر نے شیخ عبداللہ لاہوری سے ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کی کتب پڑھی تھیں[۶]۔ مناظر احسن گیلانی، مولانا آزاد کی مآثر الکرام کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ۔۔۔'سید میر اسمٰعیل مختلف حلقہ ہائے درس سے استفادہ کرنے کے بعد آخر میں ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے حلقہ میں پہنچے اور درخواست کی کہ انہیں وقت دیا جائے تاکہ جو کتابیں ان سے پڑھنا چاہتے ہیں پڑھ لیں۔ عبدالحکیم نے اپنے وقت کو دیکھ کر کہا کہ علیحدہ سے سبق پڑھانا تو تنگی وقت کی وجہ سے دشوار ہے، البتہ فلاں طالب علم کی جماعت میں شریک ہو کر سبق سن سکتے ہو[۷]۔

صوبہ اترپردیش کے شہر بلگرام سے تعلق رکھنے والے سید میر اسمٰعیل کا سیالکوٹ پہنچ کر علم حاصل کرنے کی درخواست کرنا اُن کے تجرِ علمی پر دلالت کرتا ہے۔ انہوں نے بہت سے موضوعات پر قلم اُٹھایا اور عمدہ کتابیں لکھیں جو زیادہ تر متقدمین علماء کی علوم عقلیہ و نقلیہ میں مشہور تصانیف کی شروح و حواشی پر مشتمل ہیں۔
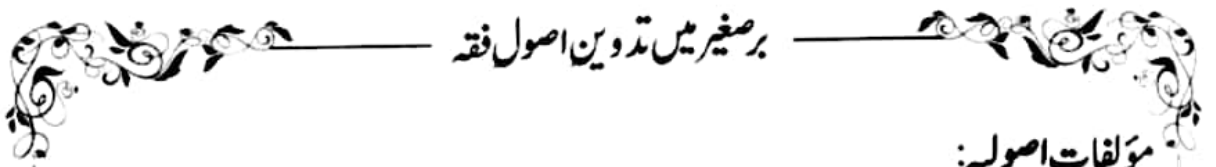
مؤلفات اصولیہ:

۱۔۔۔انہوں نے 'حاشیة علی التلویح علی المقدمات الأربع' تالیف کیا[۸]۔اس سے قبل 'التلویح' پر کم از کم اٹھائیس[۲۸] شروح وحواشی لکھے جاچکے تھے۔اور اس کے بعد بھی کم از کم اٹھائیس[۲۸] حواشی و تعلیقات وغیرہ لکھے گئے[۹]۔عبدالحکیم کا یہ حاشیہ 'حاشیہ التلویح' ہندوستان سے ۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء اور لاہور، مکتبہ جامع مدینہ (سنہ ند) سے شائع ہو چکا ہے۔

۲۔حاشیہ علی الحسامی[۱۰]: اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ علامہ حسام الدین محمد بن محمد الاخسیکثی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ) نے 'المنتخب الحسامی' لکھی۔ یہ اصول فقہ میں ایک اہم کتاب ہے۔ اس کا شمار جامع اور مشکل متون میں ہوتا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت مسائل کے بیان کرنے میں اختصار ہے۔ اس پر زیادہ تر حواشی، شروح و تعلیقات وغیرہ عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں لکھے گئے۔ اس پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد کم از کم سولہ[۱۶] تو ضرور ہے جن کے لکھنے والوں کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے لحاظ سے نشاندہی کی جاسکتی ہے" عبدالحکیم سیالکوٹی نے بھی اس پر حاشیہ لکھا۔

۱۴۔۔۔عبدالسلام المفتی بن ابی سعید بن محب اللہ الحسینی الکرمانی الدیوی لکھنوی (متوفی ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۸ء):
ان کی لکھنؤ میں پیدائش ہوئی وہ معقول ومنقول کے جامع عالم تھے۔ اپنے شہر میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد لاہور آئے اور مفتی عبدالسلام لاہوری سے اکتسابِ فیض کیا۔ یہاں تک کہ فقہ، کلام اور اصول میں کامل دسترس حاصل کر لی۔ ایک زمانے تک لاہور میں تدریس کرتے رہے، پھر مغل بادشاہ شاہجہاں کے یہاں مفتی العسکر (شاہی لشکر میں مفتی) کے عہدے پر فائز ہوئے اور پھر اُس عہدے سے علیحدگی اختیار کر کے لاہور ہی میں مقیم ہو گئے۔ تذکرہ نگار آپ کو 'ملا اصولی' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ نے نامور شاگرد، جیسے ملا عبدالحکیم، ملا دانیال چوراسی وغیرہ پیدا کیے۔ آپ کی اولاد میں سے ملا نورالہدی، ملا نظام الدین احمد، ملا عبدالحفیظ، ملا عبدالباقی شارح مثنوی، ملا عبدالصمد مفسر قرآن اور شاہ ابوالمعالی بڑے فاضل تھے"[۱۲]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔حاشیة علی التحقیق۔ ۲۔۔۔شرح المنار (الإشراحات المعالیة)[۱۳]۔

۱۵۔۔۔احمد بن سلیمان الکردی گجراتی (متوفی ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء): گجرات میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ ان کے والد کرد سے ہندوستان آکر سرزمین گجرات میں مستقل قیام پذیر ہو گئے تھے۔ بہت سے علوم میں یادگار کتابیں چھوڑیں۔
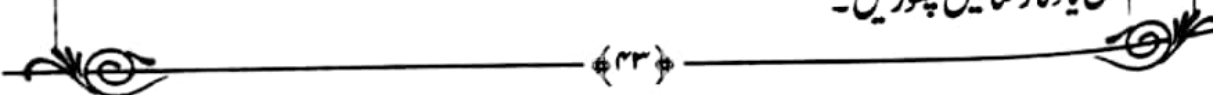
مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'حاشیہ علی حاشیہ السعد والسید علی شرح مختصر الأصول' تالیف کیا[14]۔ اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ ابن الحاجب مالکی (متوفی ۶۴۶ھ ۔ ۱۲۴۸ھ/ ۶۴۶ھ۔ ۱۲۴۹ء) کی 'مختصر المنتهی' پر علامہ سعد الدین التفتازانی (متوفی ۷۹۳ھ/ ۱۳۹۱ء) کی شرح پر حاشیہ لکھا۔ حاجی خلیفہ نے سید شریف جرجانی کی کتاب کو 'مختصر المنتهی لابن الحاجب' کی شرح بتایا ہے اور پھر اس پر حواشی ذکر کیے۔ اسی طرح اسمٰعیل باشا نے بھی جرجانی کی کتابوں کو شرح بتایا ہے[15]۔ جبکہ درست یہ لگتا ہے کہ سید جرجانی نے شیخ عضد کی شرح پر حاشیہ لکھا اور وہ حاشیہ اتنا مقبول ہوا کہ اس پر بہت سے حواشی لکھے گئے۔ احمد بن سلیمان گجراتی نے بھی حاشیہ شریف پر حاشیہ لکھا۔ واللہ اعلم۔ مظہر بقا نے عبدالحی کی 'الثقافة' کے حوالہ سے لکھا کہ انہوں نے حاشية علی 'حاشية عبد الحكيم' تالیف کیا[16]۔

۱۶۔۔۔**عبدالدائم بن عبدالحی بن عبدالغنی عباسی گوالیری** (گیارہویں صدی ہجری/ سترہویں صدی عیسوی): عالم وفقیہ تھے اور وہ فنون فقہ واصول وعربیہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزھۃ الخواطر' میں اس طرح مذکور ہے:

له 'أساس الأصول' كتاب في أصول الفقه صنفه في امام شاهجهان بن جهانگير التيموري سلطان الهند وهو محفوظة في المكتبه الحامديه رامپور'[17]۔

آپ نے اصول فقہ میں 'اساس الاصول' لکھی۔ شاہجہاں بن جہانگیر تیموری سلطان الہند کے زمانہ میں اس کو تصنیف کیا اور اب بھی یہ کتاب مکتبہ حامدیہ رامپور (موجودہ رضا لائبریری) میں موجود ہے۔

۔۔۔رامپور کی یہ لائبریری آج بھی قلمی نسخوں کی وجہ سے شہرت رکھتی ہے۔

۱۷۔۔۔**یعقوب بن حسن صرفی (صوفی) کشمیری** (۹۰۸ھ۔ ۱۰۰۳ھ/ ۱۵۰۳ء۔ ۱۵۹۵ء): حافظ قرآن، عالم، عابد وزاہد تھے۔ کشمیر میں پیدائش ونشو ونما ہوئی۔ مولانا رضی الدین کشمیری وغیرہ سے علوم حاصل کیے۔ شیخ عبدالرحمٰن جامی کے شاگرد شیخ محمد آنی سے فن شعر کی تعلیم حاصل کی۔ شیخ کمال الدین حسینی خوارزمی سے بیعت ہوئے اور انھیں کے حکم سے کشمیر سے سمرقند گئے اور خانقاہی تربیت حاصل کر کے
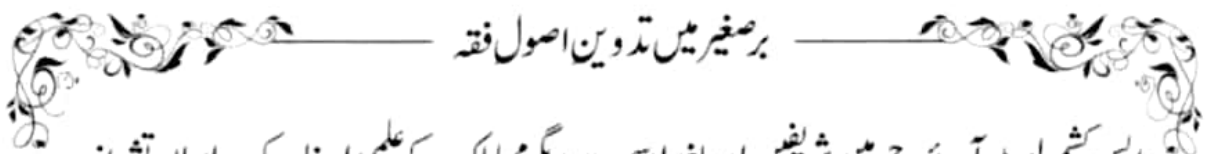
واپس کشمیر لوٹ آئے۔ حرمین شریفین اور بغداد سمیت دیگر ممالک کے علمی اسفار کیے۔ ایران تشریف لے گئے اور وہاں کے صفی حکمران طہماسپ سے خصوصی ملاقات کی اور وہاں مسلکی منافرت وتعصب ختم کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ سمرقند اور حرمین کے اسفار کیے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'حاشیة على التلويح' تالیف کیا[۱۸]۔ 'نزهة الخواطر' کے مطابق 'تعليقات على التلويح' لکھے۔ اور خزينة الأصفياء میں ہے کہ انہوں نے توضیح وتلویح پر حاشیہ لکھا[۱۹]۔ (واللہ اعلم)

۱۸۔۔۔عبداللہ بن عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۸۰ھ یا ۱۰۹۳ھ/۱۶۷۰ء۔یا۔۱۶۸۲ء):

سیالکوٹ (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ عالمگیر بادشاہ نے بختاور خان کو خط دے کر حکم دیا کہ عبداللہ بن عبد الحکیم کو صدارتِ عظمیٰ کا عہدہ دینے کے لیے جس طرح بھی ممکن ہو بلوایا جائے۔ انہوں نے بختاور خان کا خط پڑھ کر جواب دیا کہ یہ فراق کا زمانہ ہے، اب دُنیا میں مشہور ہونے کا زمانہ نہیں ہے۔ چنانچہ اجمیر گئے کچھ دن وہاں قیام کیا واپس اپنے شہر لوٹ آئے اور لوگوں سے کنارہ کش ہو گئے۔

مناظر احسن گیلانی نے لکھا۔۔۔کہ 'بہت پائے کے عالم تھے۔ انہوں نے بیضاوی پر مشہور حاشیہ لکھا جو قسطنطنیہ سے طبع ہو چکا ہے'[۲۰]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔التصريح بغوامض التلويح۔ اور 'نزهة الخواطر' میں ہے: 'التصريح على التلويح من البداية إلى مقدمات الأربع'[۲۱]۔

۲۔۔۔شرح التنقيح في الأصول[۲۲]: یہ صدر الشریعہ الاصغر، عبید اللہ بن مسعود تاج الشریعہ (متوفی ۱۳۴۶ء) کے متن 'التنقيح' کی شرح ہے۔

'التنقيح' متن ہے اور 'التوضيح' اس متن کی شرح ہے جو خود صاحب متن صدر الشریعہ الاصغر نے لکھی۔ بعد میں علامہ سعد الدین التفتازانی شافعی (متوفی ۷۹۲ھ) نے 'التلويح في كشف حقائق التنقيح' کے نام سے 'التنقيح' کی شرح لکھی[۲۳]۔ ان تینوں یعنی 'التنقيح والتوضيح والتلويح' پر کثرت سے حواشی، شروح وتعلیقات لکھے گئے۔ صرف 'التلويح' پر حواشی وتعلیقات کی تعداد کم از کم ستاون ۵۷ ہے[۲۴]، جبکہ 'التنقيح والتوضيح' پر شروح وحواشی وتعلیقات کی تعداد کم از کم پچیس ۲۵ ہے[۲۵]۔ اگر 'التنقيح' کے شارحین کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ 'التنقيح' پر لکھی جانے والی بیسویں شرح ہے[۲۶]۔

۱۹۔۔۔عبدالرشید بن مصطفیٰ شمس الحق جونپوری ہندی (متوفی ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء): منطق، حکمت واصول کے ممتاز علماء میں شمار کیا جاتا ہے۔ شیخ نظام الدین سہالوی کے شاگرد تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'حاشیة علی شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب' تالیف کیا[۲۷]۔ اور اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ شیخ عضد الدین الایجی (م: ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء) نے ابن الحاجب کی کتاب 'مختصر المنتهی' کی شرح لکھی۔ ان کی اس شرح کو دوسری تمام شروح کے مقابلے میں زیادہ شہرت اور پذیرائی حاصل ہوئی اور نہ صرف اس شرح پر کثرت سے حواشی لکھے گئے بلکہ اس کے حواشی پر بھی حاشیے لکھنے کا سلسلہ شروع ہو گیا جن کی کم از کم تعداد چوبیس تو ضرور ہے[۲۸]۔ عبدالرشید جونپوری نے بھی عضد الدین الایجی کی شرح پر حاشیہ لکھا تھا۔

۲۰۔۔۔یعقوب ابو یوسف بنانی لاہوری (متوفی ۱۰۹۸ھ/ ۱۶۸۷ء): عارف، عالم ومحدث تھے۔ لاہور میں ولادت ونشوونما اور دہلی میں وفات ہوئی۔ شاہجہاں نے انہیں اپنے لشکر میں امیر عدل مقرر کیا تھا۔ وہ مدرسہ شاہ جہاں میں تدریس کرتے رہے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'الحسامی' کی شرح لکھی[۲۹]۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ جامع پنجاب نوادر المخطوطات نمبر ۲۳۴۴ پر موجود ہے۔

۲۱۔۔۔قطب الدین شہید بن عبدالحلیم (۱۰۴۰ھ۔تقریباً ۱۱۰۳ھ/۱۶۳۱ء۔تقریباً ۱۶۹۲ء): ایک بلند پایہ عالم تھے۔ ان کا سلسلہ نسب حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ ان کے اسلاف میں سے ایک بزرگ شیخ الاسلام خواجہ ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ/ ۱۰۸۸ء) بھی تھے جن کا مزار ہرات میں ہے۔ خواجہ ابو اسماعیل کی اولاد میں سے ملا جلال الدین برصغیر آئے اور انہوں نے دہلی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ یہی ملا جلال الدین جد امجد ہیں نظام الدین محمد سہالوی کے، جنہوں نے درس نظامی مرتب کیا۔ ملا جلال الدین کی اولاد نے دہلی سے ترک سکونت کر کے قصبہ سہالی میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ ملا قطب الدین نے ملا دانیال چوراسی اور قاضی گھاسی الہ آبادی سے اصول فقہ، منطق، فلسفہ اور علم کلام کی تعلیم حاصل کی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے۔ مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ان سے کئی بار ملاقات کی خواہش ظاہر کی تھی مگر انہوں نے دربار
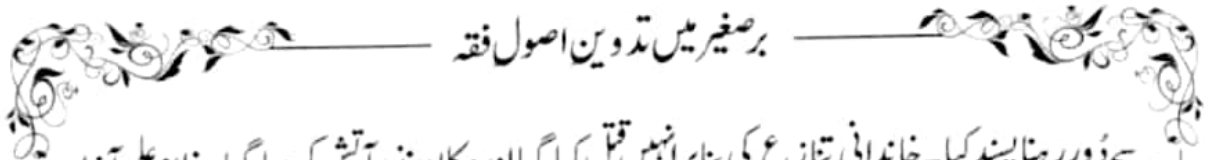
سے دُور رہنا پسند کیا۔ خاندانی تنازع کی بنا پر انہیں قتل کیا گیا اور مکان نذر آتش کر دیا گیا۔ غلام علی آزاد بلگرامی کے مطابق گھر کے سامان کے ساتھ ملا قطب الدین کا 'حاشیہ شرح عقائد دوّانی' بھی جل کر راکھ ہو گیا۔ اورنگ زیب نے ان کے بیٹے ملا محمد سعید کی فریاد پر انہیں رہائش کے لیے لکھنؤ میں فرنگی محل کا علاقہ دے دیا تھا۔ تذکرہ علماء فرنگی محل میں ملا قطب کے حالاتِ زندگی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'التلویح' پر حاشیہ لکھا[۳۰]۔ یہ حاشیہ بحر العلوم مولوی عبد العلی بن ملا نظام الدین کے زمانے تک موجود تھا اور اس کے بعد سے اس کی موجودگی کے بارے میں علم نہیں ہو سکا[۳۱]۔

۲۲۔۔۔محب اللہ بن عبد الشکور العثمانی الصدیقی بہاری حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء): برصغیر میں ولادت و وفات ہوئی۔ فقیہ، اصولی، منطقی، محقق اور باحث تھے۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر (متوفی ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء) نے انہیں لکھنو کا اور پھر حیدر آباد کا قاضی مقرر کیا اور ان کے لیے اپنے محل میں مدرسہ بنوایا۔ رودِ کوثر کے مطابق پھر وہ اورنگ زیب کے جانشین بہادر شاہ کے بیٹے شہزادہ رفیع القدر کے اتالیق مقرر ہوئے[۳۲]۔ قاضی جاوید نے اس زمانے کے علماء کے فکری احوال کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ 'اس عہد کے علماء میں میر محمد زاہد اور ملا محب اللہ بہاری اہم تھے جنہیں سرکاری سرپرستی حاصل تھی مگر اسی سبب سے وہ محض مدرسی علماء ہو کر رہ گئے تھے، چنانچہ ان کے علمی کارنامے قدیم کتابوں کی شرحوں کی نئی شرحیں لکھنے تک محدود رہے'[۳۳]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے اصول الفقہ میں 'مسلم الثبوت' لکھی۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب مدارس میں بطور نصابی کتاب شامل رہی[۳۴]۔ اس کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ متاخرین علمائے اصول فقہ کے طریقہ تدوین پر لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ دقیق اور جامع کتاب ہے۔ اس میں ابن الہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ/ ۱۴۵۷ء) کی 'التحریر' اور تاج الدین السبکی (متوفی ۷۷۱ھ/ ۱۳۶۹ء) کی 'جمع الجوامع' کے انتہائی ایجاز و اختصار کے باوجود بڑے واضح اور سہل انداز میں فقہی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ مظہر بقا لکھتے ہیں کہ 'اصول فقہ پر ہندوستان میں جو کتابیں لکھی گئیں اُن میں ایک 'مسلم الثبوت' ایسی ہے جس نے نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند بھی شہرت و مقبولیت حاصل کی اور اس کی تصنیف کے فوراً بعد اس کے شروح و حواشی کا سلسلہ جاری ہو گیا۔۔۔۔۔ اصول فقہ کے پورے
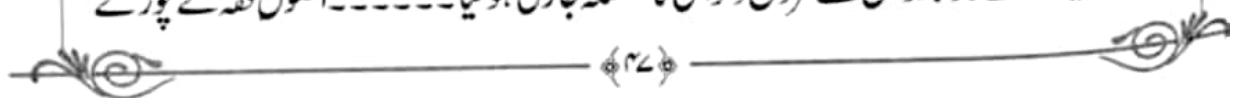
ذخیرہ میں جامع طرز کی کتابوں میں 'مسلم الثبوت' سے بہتر کوئی متن نہیں[۳۵]۔ کتاب 'مسلم الثبوت' مصر، مطبعہ الحسینیہ المصریہ (سنہ، ندارد) سے شائع ہوئی۔

۔۔۔'مسلم الثبوت' پر لکھی جانے والی شروح:

رودِ کوثر میں لکھا ہے کہ 'مسلم الثبوت' فقہ اور اصولِ فقہ سے متعلق ایک بلند پایہ کتاب ہے اور علامہ بحر العلوم اور دوسرے علماء نے اس پر حاشیے لکھے ہیں[۳۶]۔ 'مسلم الثبوت' پر متعدد شروح لکھی گئیں۔ چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

☆ عبد العلی محمد بن نظام الدین الانصاری الہندی (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء): نے اس کی ایک عمدہ شرح لکھی اور اس کا نام 'فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت' رکھا[۳۷]۔ یہ شرح بغداد، مکتبہ المثنیٰ سے ۱۹۷۰ء میں اور مصر، مطبعہ بولاق سے ۱۲۵۴ھ میں، مصر، مطبعہ الامیریہ بولاق سے ۱۳۲۲ھ میں اور انڈیا، مطبع نول کشور ۱۲۹۵ھ۔۱۸۷۸ء میں محمد امان الحق کی تصحیح کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

☆ عبد الحق فرنگی محلی (متوفی ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء): نے 'شرح مسلم الثبوت' لکھی[۳۸]۔

☆ محمد حسن بن غلام مصطفیٰ انصاری سہالوی لکھنوی (متوفی ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء): نے 'مسلم الثبوت' کی ایک شرح لکھی جو اوّل کتاب سے مبادی الأحکام کے آخر تک ہے[۳۹]۔

☆ مبین بن محب بن احمد بن محمد سعید بن قطب الدین شہید انصاری فرنگی محلی حنفی (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء): نے کتاب 'مسلم الثبوت للبهاری' کی ایک بسیط شرح لکھی[۴۰]۔

☆ امین اللہ بن احمد (محمد) اکبر بن احمد بن یعقوب الانصاری لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ۔۱۸۳۶ء): نے 'حاشیہ علی شرح مسلم الثبوت' لکھا[۴۱]۔

☆ ولی اللہ بن حبیب اللہ بن محب اللہ انصاری (متوفی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء): نے اصول فقہ میں کتاب 'نفائس الملکوت شرح مسلم الثبوت' تالیف کی[۴۲]۔

☆ غلام رسول رضوی نے 'حاشیہ مسلم الثبوت' تحریر کیا[۴۳]۔

☆ محمد حیات سنبھلی نے اردو میں 'شرح مسلم الثبوت' لکھی[۴۴]۔

☆ محمد گل احمد عتیقی نے اردو میں 'حاشیۃ مسلم الثبوت' لکھنا شروع کیا تھا شاید مکمل ہو چکا ہو[۴۵]۔

حاصلِ کلام:

مغلیہ سنہری دَور میں اکبر آباد، آگرہ، سیالکوٹ، لکھنؤ، گجرات، گوالیار، کشمیر، جونپور، لاہور، دہلی اور بہار
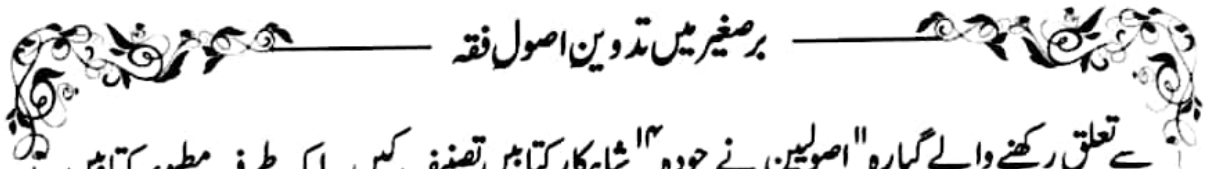
سے تعلق رکھنے والے گیارہ "اصولیین نے چودہ" [۱۴] شاہکار کتابیں تصنیف کیں۔ ایک طرف مطبوعہ کتابیں تخریج اور اچھی طباعت کا تقاضا کر رہی ہیں تو دوسری طرف غیر مطبوعہ کتب باحثین کی توجہ کی منتظر ہیں۔ ملا نظام الدین (متوفی ۱۱۶۱ھ - ۱۷۴۷ء) نے جو درس نظامی کا نصاب مرتب کیا اُس میں اصول فقہ میں ملا محب اللہ بہاری کی کتاب 'مسلم الثبوت' کو شامل کیا جو اُسی دَور میں تصنیف ہوئی۔
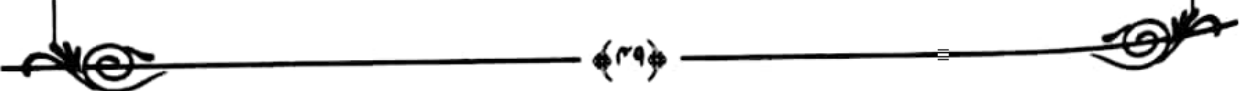
☆ ☆ ☆ ☆ ☆

﴿حواشی﴾

۱۔ نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر، عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) ہند، رائے بریلی مکتبہ دار عرفات ۱۹۹۱ء۔ ۱۴۱۲ھ ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ج ۴، ص ۱۰۔۹

۲۔ 'خزینۃ الاصفیاء'، غلام سرور لاہوری، لاہور، مکتبہ نبویہ ۱۹۹۰ء مترجم اقبال احمد فاروقی ص ۳۲۵۔۳۲۳

۳۔ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو)، لاہور، دانش گاہ پنجاب ۱۹۷۵ء، ج ۱۲، ص ۸۳۵

۴۔ رود کوثر، محمد اکرم، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء، ص ۳۹۱۔۳۹۰

۵۔ حوالہ سابق

۶۔ افکار شاہ ولی اللہ، قاضی جاوید لاہور، نگارشات المطبعہ العربیہ ۱۹۹۵ء ص ۶۳

۷۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، مناظر احسن گیلانی لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ، ند) ج ۱، ص ۳۳۵

۸۔ ھدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین وآثار المصنفین اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء، ج ۵، ص ۵۰۴۔ ألفتح المبین فی طبقات الأصولیین، عبد اللہ المصطفی المراغی، بیروت، محمد امین دمج (سنہ، ند) ج ۳، ص ۹۸۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، مکۃ المکرمہ جامعہ ام القری ۱۴۱۴ھ، ج ۳، ص ۱۶۴(۳۹۹)۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ج ۵، ص ۲۳۰۔۲۲۹ (۳۲۱)

۹۔ فن اُصول فقہ کی تاریخ (عہد رسالت مآب ﷺ تا عصر حاضر)، فاروق حسن، کراچی، دار الاشاعت ۲۰۰۶ء، ص ۴۳۳

۱۰۔ ھدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ج ۵، ص ۵۰۴۔ ألفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی، ج ۳، ص ۹۸۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۱۶۴ (۳۹۹)

۱۱۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص ۳۱۹۔۳۱۸

۱۲۔ تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت، اقبال احمد فاروقی، لاہور مکتبہ نبویہ ۱۹۸۸ء، دیکھئے حاشیہ ص ۱۱۵۔۱۱۴

۱۳۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۲،ص ۲۰۲۔۲۰۱۔نزهة الخواطر ، عبدالحی ، ج ۵،ص ۲۴۴۔ ۲۴۲ (۳۵۰)

۱۴۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ، ج۱، ص ۱۲۸ (۹۰)

۱۵۔ هدية العارفين ، اسماعیل پاشا بغدادی، ج ۵،ص ۸۰۰

۱۶۔ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ،ص ۱۷۳

۱۷۔ نزهة الخواطر، عبدالحی ، ج ۵، ص ۳۳۳ (۳۲۸)

۱۸۔ كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطنی الرومی الحنفی ،ملا کاتب الجلبی ،حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء، ج۱، ص ۴۹۴۔تذکرۃ المصنفین ،محمد حنیف گنگوہی ،کراچی ،میر محمد کتب خانہ (سنہ ،ند) ص ۲۱۷۔ ۲۱۵۔نزهة الخواطر ،عبدالحی ،ج ۵،ص ۴۷۴۔۴۷۳ (۷۵۳)

۱۹۔ خزینۃ الاصفیاء،غلام سرور لاہوری ص ۳۲۵۔۳۲۳

۲۰۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت ،مناظر احسن گیلانی ج۱، ص ۳۱۵

۲۱۔ نزهة الخواطر، عبدالحی ، ج ۵، ص ۲۷۵ (۴۰۴) اس میں ان کی تاریخ وفات ۱۰۹۳ھ مذکور ہے

۲۲۔ هدية العارفين، اسماعیل پاشا بغدادی ، ج ۵، ص ۴۷۸

۲۳۔ كشف الظنون، ملا کاتب الجلبی ،حاجی خلیفہ ج۱، ص ۴۹۶

۲۴۔ فن اُصول فقہ کی تاریخ ،فاروق حسن، ص ۴۳۵۔۴۳۱

۲۵۔ حوالہ سابق ص ۴۳۰

۲۶۔ حوالہ سابق ص ۴۳۳۔۴۳۱

۲۷۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۲،ص ۲۰۰ (۴۳۵)

۲۸۔ فن اُصول فقہ کی تاریخ ،فاروق حسن، ص ۳۳۳۔۳۳۱

۲۹۔ نزهة الخواطر، عبدالحی ،ج ۵،ص ۴۷۵۔۴۷۴ (۷۵۴)

۳۰۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی ،اختر راہی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ ۱۹۷۸ء، ص ۱۵۔۱۱

۳۱۔ تذکرہ علماءِ فرنگی محل ،محمد عنایت اللہ فرنگی محلی ،کراچی ، ماس پرنٹر و پبلشر ۱۹۹۱ء ص ۱۲
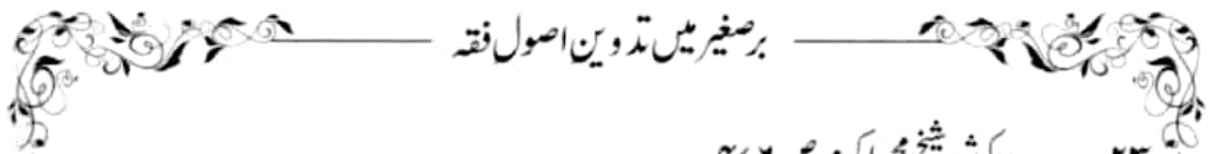
۲۳۔ رود کوثر، شیخ محمد اکرم، ص ۴۷۶

۳۳۔ افکار شاہ ولی اللہ، قاضی جاوید ص ۳۸

۳۴۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶، ص ۲۵۸ (۴۶۶)

۳۵۔ اُصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا، ص ۱۷۵

۳۶۔ رود کوثر، شیخ محمد اکرم، ص ۴۷۶

۳۷۔ إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون، اسمٰعیل باشا بن محمد امین البابانی البغدادی، بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء، ج ۴ ص ۳۸۱۔ ألفتح المبين، عبداللہ المصطفی المراغی، ج ۳، ص ۱۲۲۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۱، ص ۲۲۴

۳۸۔ حوالہ سابق

۳۹۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶، ص ۳۰۴۔۳۰۶ (۵۵۸)

۴۰۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۴۴۳۔۴۴۲ (۷۴۳)۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحٰق بھٹی، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۸۹ء، ج ۳، ص ۲۷۵۔۲۷۳

۴۱۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۸۵۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۱، ص ۲۸۸ (۲۳۱)

۴۲۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۵۷۹۔۵۷۸ (۱۰۰۸)۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحٰق بھٹی، لاہور ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۸۹ء، ج ۳، ص ۴۳۳۔۴۳۲

۴۳۔ دیکھئے گل احمد عتیقی کی تقدیم علی مصباح الحسامی لمولوی محمد اللہ۔ کراچی، میر محمد کتب خانہ (سنہ، ند) ص، د

۴۴۔ حوالہ سابق

۴۵۔ حوالہ سابق

☆ ☆ ☆ ☆ ☆
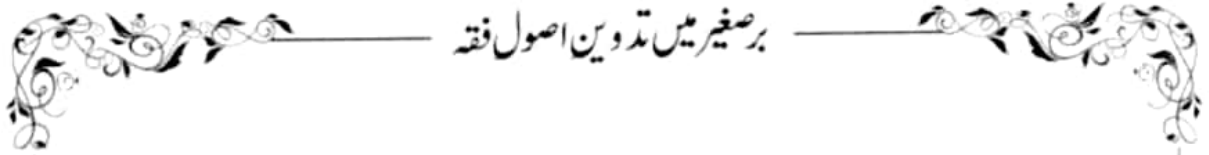
﴿فصل سوم﴾

﴿مغلیہ عہدِ زوال میں علم اصول فقہ کی تدوین﴾

ابتدائیہ:

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر (متوفی ۱۷۰۷ء/ ۱۱۱۸ھ) کے بعد مغلیہ سلطنت رو بہ زوال ہونا شروع ہوئی[1]۔ اور پچاس[50] سال (۱۷۵۷ء۔۱۱۷۱ھ) کے عرصے میں مغلیہ سلطنت کے بائیس[22] صوبوں میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا عمل دخل بڑھنے لگا۔ انگریزوں نے پلاسی کی لڑائی (۱۷۵۷ء/۱۱۷۱ھ) میں بنگال کے صوبیدار کو شکست دے کر اپنی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو کم وبیش دوسو[200] سال تک قائم رہی۔ مغلیہ دَور کے عہد زوال میں عام مسلمان مذہبی اختلافات کا شکار اور ایک دوسرے سے برسرِ پیکار تھے[2]، مظہر بقا نے ہندوستان میں شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۳ء) کے زمانے تک لکھی جانے والی اصول فقہ پر ۴۶ کتابوں کا ذکر کیا ہے[3]، جن میں زیادہ تر مستقل تصانیف کے بجائے شروح، حواشی اور مختصرات ہیں[4]۔

۲۳۔۔۔محمد جمیل بن مفتی عبدالجلیل بن مفتی شمس الدین برونوی جونپوری (متوفی ۱۰۵۵ھ۔۱۱۲۳ھ/ ۱۶۴۵ء۔۱۷۱۱ء): جونپور میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ درسی کتب شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ عثمانی اور نورالدین جعفر بن عزیز اللہ سے پڑھیں۔ وہ اپنے زمانے کے جید عالم اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزھۃ الخواطر' میں ہے:

'والحسامی و أجزاء من نور الأنوار'۔ یعنی حسامی کی شرح اور نور الأنوار کے کچھ حصوں کی شرح لکھی[5]۔

۲۴۔۔۔جمال الدین بن رکن الدین العمری چشتی گجراتی (۱۰۸۸ھ۔۱۱۲۴ھ/ ۱۶۷۷ء۔۱۷۱۲ء): احمد آباد میں پیدا ہوئے، مشہور مشائخ میں سے تھے۔ اپنے والد گرامی سے علمی و روحانی فیض حاصل کیا۔ درس وافادہ، تصنیف و تالیف میں مشغولیت اختیار کی، وہ بہت عبادت گذار تھے۔ ان کی ایک سو بیالیس[142] تصانیف شمار کی گئی ہیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'حاشیہ التلویح' تالیف کیا[6]۔ 'التلویح' جو 'التنقیح' کی شرح ہے، اس شرح پر کم از کم ستاون[57]

حواشی وتعلیقات ہیں۔ جمال الدین گجراتی کا التلویح پر تینتیسواں حاشیہ ہے[7]۔

۲۵۔۔۔احمد بن ابوسعید بن عبید اللہ بن عبدالرازق بن خاصہ خدا حنفی المکی الصالحی ہندی جونپوری، المعروف ملاجیون (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۰ھ/ ۱۶۳۷ء۔۱۷۱۷ء):عوام الناس میں ملاجیون یا شیخ جیون (ہندی لفظ بمعنی حیات وزندگی) کے لقب سے معروف ہیں۔لکھنو کے قریب قصبہ امیٹھی سے تعلق تھا[8]۔غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے سات[7] برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔حصول علم کے لیے مختلف علاقوں کے سفر کیے۔ سولہ۱۶ برس کی عمر میں تعلیم مکمل کی۔۱۱۰۵ھ۔۔یا۔۔ ۱۱۰۲ھ میں پہلی بار مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کا سفر کیا اور پھر ۱۱۱۲ھ/۱۷۰۰ء میں دوبارہ حج وزیارت کے لیے گئے۔ وہاں پانچ[5] برس قیام کے بعد ہندوستان واپس آ گئے۔شہنشاہ عالمگیر نے اُن سے زانوے تلمذ طے کیا۔ یہ یقیناً ۱۰۶۴ھ/ ۱۶۵۳ء اور ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷ء کے درمیان کا زمانہ ہوگا جس سال اورنگ زیب تخت نشین ہوا بہت ممکن ہے کہ شہنشاہ نے اپنی تخت نشینی کے بعد ملاجیون سے بعض کتابیں پڑھی ہوں۔انہوں نے اپنے آبائی شہر امیٹھی میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا اور ممکن ہے کہ وہاں فن اصول فقہ کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہو۔اس مدرسہ کی تفصیلات کو خادم حسین نے تاریخ قصبہ امیٹھی میں بیان کیا ہے۔ملاجیون کو سلسلہء قادریہ اور چشتیہ میں خلافت واجازت حاصل تھی۔محمد طفیل احمد مصباحی نے ملاجیون کی عربی وفارسی میں بارہ[12] کتابوں کی فہرست بیان کی اور لکھا کہ اس وقت صرف 'نور الأنوار' اور 'التفسیرات الأحمدیه' دستیاب ہیں۔اہل علم میں رائج اور مقبول ہیں۔باقی دیگر کتابیں کہاں ہیں کچھ پتہ نہیں[9]۔ان کا انتقال تراسی[83] برس کی عمر میں دہلی کی جامع مسجد میں ہوا اور آپ اپنے آبائی شہر میں مدفون ہیں۔اصول فقہ میں بھی آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔نور الأنوار فی شرح المنار:

ملاجیون نے 'نور الأنوار' کے شروع میں حمد و صلاۃ کے بعد اس کتاب کے لکھنے کی وجہ اِن الفاظ میں بیان فرمائی:

> فلما کان کتاب المنار أوجز کتب الأصول متنا وعبارۃ وأشملها نکتا ودرایۃ ولم یشتغل بحله أحد من الشراح الذین سبقونا بالزمان ولم یعصموا عن النسیان فإن بعض الشروح مختصر قمخلة لفهم المطالب وبعضها مطولة مملة فی درک المارب

وقديما كان يختلج في قلبي أن أشرحه شرحا ينحل منه مغلقاته ويوضح مشكلاته من غير تعرض للاعتراض والجواب ولا ذكر لما صدر منهم من الخلل والإضطراب ولم يتفق لي ذلك إلى مدة لكثرة المشاغل وضيق المحامل فاذا أنا وصلت إلى المدينة المنوره والبلدة المكرمة فقرأ على الكتاب المذكور بعض خلاني وخلص إخواني من الخطباء المعظمة للحرم الشريف والمسجد المنيف فاقترحوا بهذا الأمر العظيم والخطب الجسيم وحكموا على جبرا ولم يتركوا لي عذرا فشرعت في إسعاف مأمولهم وإنجاح مسئولهم على حسب ما كان مستحضرا إلي في الحال منغير توجه إلى ما قيل أو يقال

چونکہ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی کی کتاب المنار اصول فقہ کی کتابوں میں متن اور عبارت کے لحاظ نہایت ہی عمدہ اور مختصر، باریک بنی اور حقیقت فہمی کے اعتبار سے بہت ہی جامع تھی اور پہلے کے شارحین میں سے کسی نے بھی صحیح طور پر کتاب کے حل المطالب کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔ اگر کسی نے کوشش بھی کی تو سہو اور غلطی سے محفوظ نہ رہ سکے۔ کیونکہ بعض شرحیں انتہائی مختصر ہونے کی وجہ سے فہم مطالب میں مخل ثابت ہوئیں اور بعض انتہائی طویل ہونے کے باعث مقاصد کے سمجھنے میں طبیعت کو اکتا دینے کا باعث ہوئیں، اور بہت عرصے سے میرے دل میں یہ بات مجھے مضطرب کر رہی تھی کہ میں اس کتاب کی ایک ایسی شرح لکھوں جس سے اس کے تمام پیچیدہ مسائل حل ہو جائیں اور مشکل سے مشکل مباحث اس طرح واضح ہو سکیں کہ نہ تو اس میں اعتراضات و جوابات کی بوچھاڑ ہو اور نہ اس میں شراح متقدمین کی ان خامیوں کو دہرایا گیا ہو جو مطالب کے فہم میں مخل ہونے کے ساتھ عبارات کی روانی میں اضطراب پیدا کرتی ہوں۔ لیکن مشاغل کی کثرت اور مواقع کی تنگی کے سبب ایک عرصے تک یہ شرح نہ لکھ سکا۔ چنانچہ میں جب حسن اتفاق سے مدینۃ المنورہ اور مکہ مکرمہ پہنچا تو حرم شریف اور مسجد نبوی شریف کے کچھ احباب و مخلصین نے مذکورہ کتاب مجھ سے پڑھی اور اس کی شرح لکھنے کے اہم اور عظیم کام کی انجام دہی کی خواہش ظاہر کی اور بے حد اصرار کیا کہ میرا کوئی بھی عذر قابل قبول نہ ہو سکا۔ لہٰذا میں نے ان کی ضروریات اور مطالبات اسی طرح پورے کرنے شروع کر دیے جس طرح کہ میرے ذہن میں اس وقت مضامین سوال و جواب کے بغیر حاضر تھے۔

---ملا جیون 'نور الأنوار ' کے اختتامیہ میں اس کتاب کی تالیف کا زمانہ اور اس کی مدت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

قد فرغت من تسويد نور الأنوار في شرح المنار بسابع شهر جماد الأولى ١١٠٥ھ

ألف ومائتو خمس من هجرة النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی الحرم الشریف
للمدینۃ المنورہ والبلدۃ المطہرۃ وکان ابتداء وہ فی غرۃ شہر المولود من الربیع
الأول من السنۃ المذکورۃ فی مدۃ کان عمری ثمانیۃ وخمسین سنۃ

میں نے کتاب 'نور الأنوار فی شرح المنار' کی تصنیف سے پاک سرزمین مدینہ منورہ
کے حرم شریف میں ۷ جمادی الاولی ۱۱۰۵ھ کو فراغت پائی۔ جس کا آغاز سال مذکور کے ماہ
ربیع الاول کی ابتداء میں کیا تھا۔ اُس وقت میری عمر اٹھاون ۵۸ سال تھی۔

۔۔۔ملاجیون نے شرح 'نور الأنوار' مدینۃ المنورہ کے چند طلبہ کی درخواست پر دو [۲] ماہ کے مختصر عرصے میں لکھی [۱۰]۔ 'نزھۃ الخواطر' میں ہے:

وھو شرح نفیس ممزو حامل المتن تلقاہ العلماء بالقبول تعلیقا وتدریسہ [۱۱]

یہ ایک بہترین شرح ہے جو اپنے متن کے ساتھ ہے۔ تمام علماء نے
اسے پسند کیا تھا اور مدارس میں یہ اب بھی پڑھائی جارہی ہے

'نور الأنوار فی شرح المنار' ایک اہم فنی کتاب ہے۔ یہ دراصل ابوالبرکات عبداللہ بن احمد معروف بہ حافظ الدین النسفی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) کے متن 'المنار' کی شرح ہے۔ یہ متاخرین کی کتب میں سے ایک بہترین کتاب ہے اور برصغیر کے مدارس میں متداول رہی ہے۔

۔۔۔مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں: 'ہندی نصاب میں اصول فقہ کا یہ مشہور متن یعنی 'المنار نسفی' بھی داخل تھا۔ بعد کو اس کی بہترین شرح ملاجیون ہندی نے 'نور الانوار' کے نام سے لکھی [۱۲]'۔

امام نسفی کی 'المنار' پر پچاس [۵۰] سے زائد شروح، ان شروح پر حواشی، نظم و تعلیقات لکھے گئے۔ شارحین کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے اعتبار سے 'نور الأنوار' تیسویں شرح ہے، یعنی اِس سے قبل 'المنار' کی کم از کم انتیس [۲۹] شروح لکھی گئیں [۱۳]۔ یہ کتاب متعدد بار شائع ہوئی، مثلاً: مصر، مطبعہ الکبری الامیریہ سے ۱۳۱۶ھ میں، بیروت، دارالکتب العلمیہ سے ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء میں، اور مرکز الامام بخاری 'للتراث والتحقیق الجامعۃ الاسلامیہ' صادق آباد پاکستان سے دو [۲] مجلدات میں حافظ ثناء اللہ الزاھدی کی تحقیق و تعلیق حواشی کے ساتھ ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔ مفتی عبدالغفور نے اردو زبان میں 'خلاصۃ الأنوار شرح نور الأنوار' لکھی جو کراچی مکتبہ دارالقلم سے ۴۳۷ صفحات میں (سنہ ند) شائع ہوئی۔ مولانا جمیل احمد نے اردو زبان میں 'قوت الأخیار شرح نور الأنوار' لکھی جو دو [۲] جلدوں میں کراچی قدیمی کتب خانہ سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی۔ ملاجیون کی اس 'شرح نور الأنوار' پر محمد عبدالحلیم لکھنوی حنفی (م: ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء)

نے حاشیہ تحریر کیا اور اس کا نام 'قمر الأقمار' رکھا۔ سید الاحد قاسمی اور عبید الحق جلال آبادی نے ۱۳۸۷ھ۔ ۱۹۶۷ء میں 'نور الأنوار' کا اردو میں ترجمہ کیا اور 'أزهر الأزهار' کے نام سے عربی زبان میں 'نور الأنوار' پر حاشیہ لکھا جس میں 'حاشیہ قمر الأقمار' سے بھرپور استفادہ کیا۔ حواشی 'أزهر الأزهار' مع 'نور الأنوار' (متن اور اردو ترجمہ) کراچی، محمد سعید اینڈ سنز (سن۔ند) سے شائع ہو چکے ہیں۔ محمد یونس المختصر نے حسن الاخیار فی شرح المنار کے نام سے اردو ترجمہ کیا جو کراچی مکتبہ، انعامیہ (سن۔ند) سے شائع ہوا۔ نعیم احمد نے تنویر الابصار کے نام سے اردو شرح لکھی جو ملتان، مکتبہ امدادیہ (سن۔ند) سے دو[۲] مجلدات میں شائع ہوئی۔ محمد عبدالجبار خان کا قدیم اردو ترجمہ جلاء الابصار کے نام سے ہندوستان، مطبع مفید عام سے ۱۹۰۲ء میں دو[۲] جلدوں میں شائع ہوا۔ اس کی دوسری جلد کا نسخہ آن لائن مطالعہ کے لیے ڈیجیٹل لائبریری آف انڈیا کے آئیٹم نمبر 2015.398318، ویب سائٹ https:\\dli.ernet.in پر موجود ہے۔

۲۔۔۔التفسیرات الأحمدیہ: 'التفسیرات الأحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ مع تعریفات المسائل الفقهیہ' (معروف بہ تفسیر احمدی)۔ زمانہ طالب علمی میں ۱۰۶۴ھ میں بہ عمر سولہ[۱۶] سال لکھنا شروع کی اور ۱۰۶۹ھ بہ عمر اکیس[۲۱] برس مکمل کی اور تدریس کے دوران ۱۰۷۵ھ میں بہ عمر ستائیس[۲۷] برس نظر ثانی کی[۱۴]۔ اگرچہ یہ مکمل قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ بالعموم آیات الاحکام کی اور بالخصوص ان آیات کی توضیح وتفسیر ہے جن سے فقہی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ ملا جیون آیات کی تشریح میں ان کے نزول کا پس منظر، الفاظ کی لفظی ولغوی تحقیق، فقہی استنباط ومنطقیانہ استدلال کے ذریعہ حنفی نقطہ نظر کو پیش کرتے ہیں۔ ملا جیون نے 'التفسیرات الأحمدیہ' کے مقدمہ میں مختلف علوم وفنون کی اٹھارہ[۱۸] کتابوں کا ذکر کیا جو اس کتاب کی تالیف کے دوران بطور خاص ماخذ ومراجع کی طور پر ان کے زیر نظر تھیں۔ ان میں اصول فقہ کی 'أصول البزدوی، الحسامی، توضیح، تلویح' اور 'أصول ابن حاجب' بھی شامل ہیں۔ اس لیے اس کتاب میں اصول فقہ کی بحثیں منتشرہ نظر آتی ہیں۔ یہ تفسیر متعدد بار چھپ چکی ہے۔ مثلاً: ۱۲۶۳ھ۔ ۱۸۴۶ء میں کلکتہ سے، ۱۳۲۷ھ۔ ۱۹۰۹ء میں مطبعہ الکریمی ممبئی (محشی رحیم بخش) اور مکتبہ رحیمیہ دیوبند سے اور لاہور، قرآن کمپنی سے قاری عادل کے اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۹۷۸ء میں اور کراچی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز سے محمد شرف الدین کے اردو ترجمہ کے ساتھ ۲۰۰۶ء میں ۹۹۲ صفحات میں شائع ہوئی۔ اس کا قدیم اردو ترجمہ عبدالعلی بلگرامی نے ۱۲۷۰ھ میں کیا جس کا قلمی نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے مگر اب شائع ہو چکا ہے۔

دراصل 'التفسیرات الأحمدیہ' ایسے احکام شرعیہ سے بحث کرتی ہے جنہیں صرف قرآن حکیم ہی سے متخرج کیا گیا ہے[۱۵]۔ 'حرکة التألیف' میں اس کتاب پر ان الفاظ سے تبصرہ کیا گیا ہے:

جمع فيه الأيات القرانية التي تستخرج منها الأحكام الفقهية و تستنبط منها القواعد الأصولية والمسائل الكلاميه ثم فسرها و شرحها بأحسن وجه يقبله العقل والمنطق[16]

انہوں نے اس میں اُن آیاتِ قرآنیہ کو جمع کیا جن سے احکام فقہیہ کا استخراج اور قواعد اصولیہ اور کلامی مسائل کا استنباط ہوتا ہے، پھر اُن کی تفسیر اور شرح ایسے عمدہ پیرائے میں کی جسے عقل اور منطق قبول کرتی ہے۔

'التفسیرات الأحمدیه' کے مطالعہ سے صاف نظر آتا ہے کہ وہ جگہ جگہ اس میں اصول فقہ کے مسائل کی تطبیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مثلاً: صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اس بارے میں مختلف آراء تھیں بعض کی رائے تھی کہ ان قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے جس کو قبول کر لیا گیا"[17]۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا"[18] ﴿۸:۶۷-۶۹﴾

کسی نبی کے لیے یہ لائق نہیں کہ اس کے لیے قیدی ہوں، حتیٰ کہ وہ زمین میں (کافروں کا) اچھی طرح خون بہادے، تم اپنے لیے دُنیا کا حال چاہتے ہو اور اللہ (تمہارے لیے) آخرت کا ارادہ فرماتا ہے اور اللہ بہت غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اگر پہلے سے (مالِ غنیمت کو حلال کرنے کا) حکم لکھا ہوا نہ ہوتا، تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کی وجہ سے بڑا عذاب ہوتا۔ پس تم نے جو مالِ غنیمت حاصل کیا ہے اس میں سے کھاؤ وہ حلال وطیب ہے۔

۔۔۔ ملا جیون حنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ) نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

إنما وقع هذه المصلحة منكم بسبب إجتهادكم ورأيكم ......

وحكمه أنه لايعذب أحدا بالعمل بالإجتهاد[19]

اَے نبی (ﷺ)! یہ جو مصلحت تمہارے اجتہاد اور رائے کے سبب سے واقع ہوئی..... اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اجتہاد سے کام لیا گیا ہے اس لئے کسی کو بھی سزا وار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔

۔۔۔ اور پھر اس کے بعد ملا جیون اس سے نکلنے والے ثمرہ کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
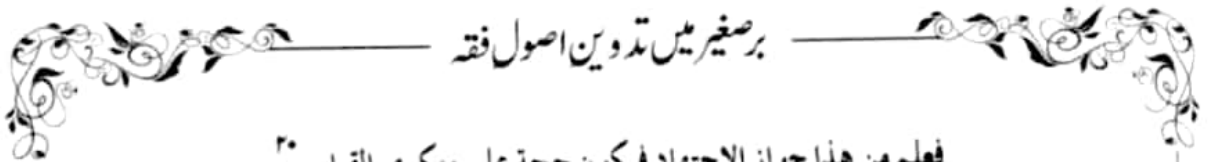
فعلم من هذا جواز الإجتهاد فيكون حجة على منكرى القياس [۲۰]

اِس سے اجتہاد کا جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ بات منکرین قیاس پر ایک واضح دلیل ہے

۲۶۔۔۔امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بناری حنفی (متوفی ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء): بنارس میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال فرمایا۔ فقہ، اصول، منطق، کلام اور دوسرے علوم کے عالم اور حافظ قرآن بھی تھے۔ درسی کتابیں شیخ محمد ماہ دیوگامی اور شیخ قطب الدین حسینی وغیرہ سے پڑھیں۔ شہنشاہ عالمگیر بن شاہجہاں کے زمانے میں لکھنو میں عہدۂ صدرات پر فائز رہے۔ اس زمانے میں قاضی محبّ اللہ بن عبدالشکور بیاری وہاں کے قاضی تھے اس لیے ان دونوں کے درمیان مباحثے اور علمی مقابلے اتنے ہوئے کہ صفحے پر صفحے بھر گئے۔ ملا نظام الدین جن کے نام پر درسِ نظامی ہے وہ بھی آپ کے تلامذہ میں شامل تھے۔ انہوں نے کئی یادگار کتابیں چھوڑیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔المفسر فی الأصول

۲۔۔۔شرح محکم الأصول: یہ دراصل 'المفسر' کی شرح ہے۔ قاضی اطہر مبارکپوری نے اپنے مضمون میں ان کی اصول فقہ پر تینوں کتابوں کا ذکر کیا اور لکھا کہ 'المفسر' اصول فقہ میں عربی زبان میں نہایت جامع متن ہے اور اس کی 'شرح محکم الأصول' کا قلمی نسخہ مفتی محمد ابراہیم بناری کے کتب خانہ میں موجود ہے"[۲۱]۔

۳۔۔۔حواش علی التلویح: محشیین کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے لحاظ سے یہ 'التلویح' پر پینتیسواں حاشیہ ہے"[۲۲]۔ 'نزهة الخواطر' میں ان کی تصانیف کو بڑی قیمتی اور مفید بتایا گیا ہے، چنانچہ اس طرح مذکور ہے:۔۔۔'وله مصنفاته الرشيقة الممتعة المفسر وشرحه المحكم فی أصول الفقه' اور پھر لکھا "وله حواش وشروح على العضدى والتلويح"[۲۳]۔

۲۷۔۔۔بہاؤالدین محمد بن تاج الدین حسن الاصبہانی الفاضل ہندی امامی (۱۰۶۲ھ۔۱۱۳۷ھ/۱۶۵۲ء۔۱۷۲۴ء): یہ شیعہ امامی علماء میں سے تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'الخور البديعة (البريعه) فی أصول الشريعه' اور 'رموز الأحكام الشريعه من الخمسة التكليفية والوضعيه'[۲۴] تالیف کیں۔
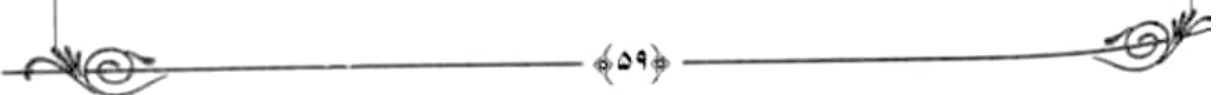
۲۸۔۔۔ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالھادی سندھی کبیر حنفی (متوفی ۱۱۳۸ھ/۱۷۲۵ء): ان کی صوبہ سندھ کے ٹھٹھہ شہر میں ولادت ہوئی پھر مدینہ المنورہ تشریف لے گئے اور مستقل سکونت اختیار کر لی، وہیں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ سید محمد بن عبدالرسول برزنجی اور شیخ ابراہیم بن حسن کورانی مدنی وغیرہ سے علوم طریقت حاصل کیے۔ حرم نبوی شریف میں درس دینے لگے۔ جس سے ان کی ذکاوت و فضیلت کے چرچے ہونے لگے۔ وہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، مثلاً: صحاح ستہ میں سے ہر ایک پر حاشیہ لکھا۔ صرف جامع الترمذی کا حاشیہ مکمل نہیں ہو سکا۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے تاج الدین سبکی شافعی (۷۲۷ھ۔ ۷۷۱ھ/ ۱۳۲۷ء۔ ۱۳۶۹ء) کی کتاب 'جمع الجوامع' کی شرح پر حاشیہ لکھا۔ جبکہ 'نزھۃ الخواطر' میں اس طرح مذکور ہے:

حاشية على حاشية شرح جمع الجوامع لابن القاسم المسماة بالايات البينات[۲۵]

انہوں نے 'جمع الجوامع' کی شرح پر لکھے گئے حاشیہ پر حاشیہ لکھا تھا۔

۲۹۔۔۔نورالدین احمد بن محمد صالح احمد آبادی گجراتی حنفی (۱۰۶۳ھ۔ ۱۱۵۵ھ/ ۱۶۵۳ء۔ ۱۷۴۲ء): کا شمار جید علماء میں ہوتا تھا۔ انہوں نے درسی کتب احمد بن سلیمان گجراتی اور فریدالدین احمد آبادی سے پڑھیں۔ علم حدیث اور علم طریقت شیخ محمد بن جعفر حسینی بخاری سے حاصل کیا۔ وہ ۹۱ برس کی عمر میں حرمین شریفین گئے اور حج و زیارت کر کے ہندوستان واپس آ گئے۔ انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں۔ وہ احمد آباد میں مدفون ہیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'حاشيه على التلويح' تالیف کیا[۲۶]۔ اور یہ لکھنے والوں کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے اعتبار سے 'التلويح' سینتیسواں حاشیہ ہے[۲۷]۔

۳۰۔۔۔حمداللہ بن شکراللہ بن دانیال الصدیقی (م: ۱۱۶۰ھ/ ۱۷۴۷ء): حکیم، منطقی، اصولی اور طبیب تھے۔ سندیلہ میں ولادت، نشوونما اور وفات ہوئی۔ شیخ قطب الدین اونتی کے مقبرہ (دہلی) میں مدفون ہوئے۔ وہ مذھباً شیعہ تھے۔ علماء اجلہ میں ان کا شمار تھا۔ شیخ کمال الدین فتح پوری اور نظام الدین (م: ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء) بن قطب الدین سہالوی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ علم و تدریس میں درجہ امامت کو پہنچے۔ اودھ کے حاکم نے ان کو فضل اللہ خان کا لقب دیا اور مختلف دیہات ان کے نام کر دیے تو شیخ حمداللہ نے سندیلہ شہر میں ایک بہت بڑے مدرسہ کی بنیاد ڈال دی۔ انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں۔ فاضل محب اللہ بہاری کی 'سلم
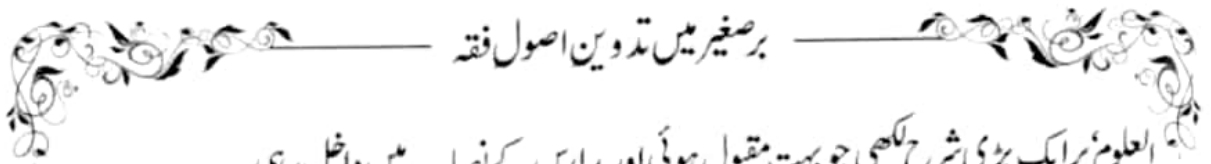
العلوم' پر ایک بڑی شرح لکھی جو بہت مقبول ہوئی اور مدارس کے نصاب میں داخل رہی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'شرح زبدة الأصول للعاملی' تالیف کی[28]۔ دراصل زبدۃ الاصول یہ شام میں پیدا ہونے والے اور طوس میں مدفون بہاؤ الدین، محمد بن حسین بن عبد الصمد الحارثی العاملی الھمدانی (متوفی ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء) کی کتاب ہے جس کی حمد اللہ نے شرح لکھی۔

۳۱۔۔۔**نظام الدین بن قطب الدین بن عبد الحلیم انصاری سہالوی لکھنوی** (۱۰۸۸ھ۔۱۱۶۱ھ/ ۱۶۷۷ء۔ ۱۷۴۸ء): سہالی میں پیدا ہوئے اور لکھنؤ میں وفات و تدفین ہوئی۔ وہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں نابغہ روزگار تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، لکھنؤ اور پھر بنارس جا کر حافظ امان اللہ بن نور اللہ بنارسی (متوفی ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء) کی شاگردی اختیار کی۔ درس و تدریس میں شہرت پائی اور ان کی تصانیف کو زندگی ہی میں قبولیت حاصل ہوئی۔ ہندوستانی علماء نے ان کے درسی نصاب کو اپنے مدارس میں اپنایا۔ انہوں نے چالیس [40] سال کی عمر میں شیخ عبد الرزاق بن عبد الرحیم بانسوی (متوفی ۱۱۳۵ھ/۱۷۲۲ء) سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔ باکمال شاگردوں کی جماعت تیار کی اور کتابیں لکھیں۔ امام فضل حق خیر آبادی نے نظام الدین کو کثیر التصانیف لکھا ہے۔۔۔'تصانیف بسیار در علوم حکمیہ و اصول دارد'[29]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

ا۔۔۔'نزھۃ الخواطر' میں ہے:

> ومن مصنفاته شرحان على مسلم الثبوت للقاضي محب الله الأطولو الطويل و شرح له على منار الأصول

۔۔۔اس عبارت سے واضح ہے آپ نے اصول فقہ میں یہ کتابیں لکھیں۔ الأطول شرح مسلم الثبوت للقاضی محبّ اللہ۔ اس شرح کے بارے میں عبد الحی لکھتے ہیں:

> واما شرحه الأطول على مسلم الثبوت فانه فقد منه مدة طويلة

اور ان کی 'مسلم الثبوت' کی شرح 'الاطول' بہت زمانے سے نایاب ہے

۲۔۔۔اور الطویل شرح مسلم الثبوت للقاضی محبّ اللہ۔ نظام اللہ نے مسلم الثبوت کی دو[2] شرحیں لکھی تھیں ایک بہت طویل اور دوسری طویل[30]۔

۳۔۔۔اور 'صبح الصادق شرح منار الأنوار' اور 'شرح التحریر من أصول الدین' (اصول الفقہ): یہ شرح مکمل نہ ہو سکی، بعد میں ملا عبد العلی محمد بحر العلوم نے پایہ تکمیل تک پہنچائی[31]۔

۴۔۔۔مظہر بقانے بھی 'شرح التحریر' کا تذکرہ کیا ہے[۳۲]۔

۵۔۔۔اس کے علاوہ 'شرح المنازریة' بھی تالیف کی۔ یہ راجہ مناز ر بن اسماعیل حسن پوری کی کتاب 'المنازریه' کی شرح ہے[۳۳]۔

۳۲۔۔۔شاہ ولی اللہ، ابوالفیاض ابوعبدالعزیز، احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین العمری دہلوی حنفی (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ/۱۷۰۳ء۔۱۷۶۲ء): فقیہ، محدث، مفسر اور اصولی تھے۔ حفظ قرآن و تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد پندرہ ۱۵ برس کی عمر سے بارہ برس تک اپنے والد کے مدرسہ میں تدریس کی۔ انہوں نے علوم ظاہرہ، تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد، نحو وصرف کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی ۱۱۴۴ھ/ ۱۷۳۱ء میں حرمین شریفین کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے مستفید ہوئے پھر واپس دہلی لوٹ آئے۔ مختلف فنون وموضوعات پر متعدد کتابیں لکھیں۔ آپ کی زیادہ تر کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ اٹھارویں صدی عیسوی کے تیسرے سال کی ابتداء میں ہندوستان کے آخری جلیل القدر بادشاہ اورنگ زیب کی وفات سے چار[۴] سال پہلے پیدا ہوئے، یعنی وہ مغل سلطنت کے عہدِ زوال اور برصغیر میں مغرب کے معاشی، تہذیبی، نفسیاتی اور سیاسی غلبہ کے درمیانی عہد سے تعلق رکھتے تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

شاہ ولی اللہ نے سوائے '**عقد الجيد في أحكام الإجتهاد والتقليد**' کے اصول فقہ کے جمیع ابواب پر محیط مکمل کتاب نہیں لکھی۔ وہ اس میں ابوابِ اصول فقہ میں سے ایک باب '**الإجتهاد والتقليد**' کو زیر بحث لائے ہیں مگر جمیع مسائل اصول فقہ میں آپ کی منتشرہ صورت میں آراء موجود ہیں جنہیں محمد مظہر بقانے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ بعنوان 'اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ' میں یکجا کیا ہے۔ اس پر کراچی یونیورسٹی، پاکستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی اور یہ مقالہ کتاب کی صورت میں بقا پبلیکیشنز کراچی سے ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء میں ۶۳۲ صفحات پر چھپ چکا ہے۔ '**عقد الجيد**' چار[۴] ابواب پر مشتمل ہے، جس میں اجتہاد کی قسمیں اور مجتہد کی خصوصیات و مدارج ('**مجتهدين مطلق**' یعنی **أئمة أربعه**، '**مجتهد في المذهب**' اور '**مجتهد في الفتوى**') کو بھی بیان کیا ہے۔ اس کتاب کو کئی اعتبار سے اہمیت حاصل ہے۔ مولانا عبد الحی نے اجتہاد وتقلید پر لکھی جانے والی ہندوستانی علماء کی تصانیف میں سب سے پہلے شاہ ولی اللہ کی '**عقد الجيد**' ہی کو شمار کرایا ہے اور اس کے بعد ۱۳۸، ایسے کتب و رسائل شمار کرائے جو شاہ صاحب کے بعد اس بحث پر لکھے گئے[۳۴]۔ یہ کتاب مختلف زبانوں میں، مختلف مقامات سے شائع ہوتی رہی۔ مکتبۃ السلفیہ قاہرہ سے ۱۳۸۵ھ/ ۱۹۶۵ء میں عربی زبان میں چھپی۔ دار الفتح الشارقہ سے ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء میں عبد
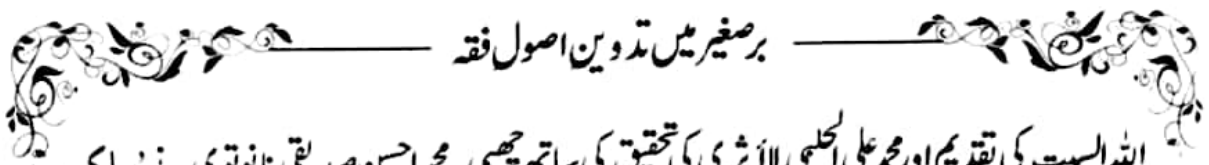
اللہ السبت کی تقدیم اور محمد علی الحلبی الأثری کی تحقیق کی ساتھ چھپی۔ محمد احسن صدیقی نانوتوی نے 'سلک الموارد' کے نام سے ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء میں اردو زبان میں ترجمہ کیا جو بعد میں مکتبہ مجتبائی، دہلی سے شائع ہوا، محمد حسین نے بھی اس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا جو مطبعہ فاروقی دہلی سے ۱۸۷۳ء۔ ۱۲۹۰ھ میں شائع ہوا۔ محمد میاں صدیقی نے بھی اس کا اردو ترجمہ کیا جو شریعہ اکیڈمی اسلام آباد سے ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔

۔۔۔المراغی نے لکھا ہے:

من مؤلفاته الإنصاف في بيان سبب الإختلاف وهو

كما يرى من إسمه كتاب في أصول الفقه[۳۵]

ان کی مؤلفات میں سے ایک 'الإنصاف في بيان سبب الإختلاف' ہے

اور جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ اصول فقہ میں کتاب ہے

یہ کتاب عہدِ رسالت تا پانچویں صدی ہجری تک فقہ کی تدوین، کتب احادیث اور مختلف فقہی مذاہب کے آغاز کی ایک جامع تاریخ ہے۔ ان اہم بنیادی مسائل کا ذکر کیا جن پر علماء میں اختلافات ہوئے اور مسلمانوں میں تقلیدی رجحانات کے فروغ پانے کی وجوہات بیان کیں۔ شاہ ولی اللہ کی یہ کتاب مختلف زبانوں میں، مختلف مقامات سے شائع ہو چکی ہے، یہ کتاب عربی زبان میں مکتبہ محب الدین الخطیب قاہرہ سے ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۵ء میں اور ھیئۃ الاوقاف پنجاب لاھور سے راشد احمد جالندھری کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔ دار النفائس بیروت سے ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء میں عبد الفتاح ابوغداہ کی تحقیق سے اور دار حزم بیروت سے محمد صبحی بن حسن حلاق اور عامر حسین کی تحقیق، تعلیق اور تخریج احادیث کے ساتھ ۱۷۴ صفحات میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب دہلی مطبعہ مہا کاشی (سنہ، ند) سے بھی چھپ چکی ہے۔ محمد عبد اللہ بلیاوی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جو لکھنؤ سے ۱۸۸۶ء۔ ۱۳۰۳ھ میں چھپا۔ اور 'کشاف فی ترجمۃ الانصاف' کے نام سے محمد احسن صدیقی نے اردو میں ترجمہ کیا جو مکتبہ مجتبائی، دہلی سے ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۱ء میں شائع ہوا۔ محمد احسن نانوتوی نے سلیس اردو میں ترجمہ مرتب کیا۔ غلام مصطفیٰ قاسمی نے سندھی زبان میں ترجمہ کیا جو شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سے ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔ محمد عبد الوھاب نے Difference of Opinion in Fiqh کے نام سے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا، جولندن سے ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔

۔۔۔اصول فقہ سے متعلق ان کی بہت سی آراء ہیں جیسے امام بزدوی فرماتے ہیں:
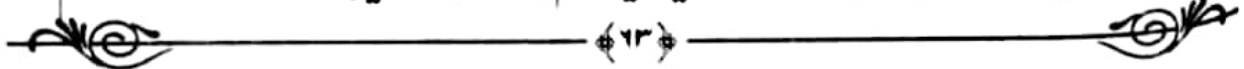
والدليل على أن الملازب هو الذى مكينا أن أبا حنيفة رحمة الله قال ان الخاص لا يقضى على العام بل يجوز أن ينسخ الخاص به مثل حديث العرنين فى بول مايو كل كل لحمه[٣٦]۔

اس بات کی دلیل کہ مذہب یہی ہے جو ہم نے بیان کیا امام ابوحنیفہ کا یہ قول ہے کہ خاص عام پر قاضی نہیں ہوسکتا بلکہ ممکن ہے عام خاص کو منسوخ کر دے، جیسے حلال مویشیوں کے بول کے بارے میں عرینہ والوں کی حدیث۔

۔۔۔بزدوی اِس اصل کو فروعاتِ مرویہ پرمبنی بتانے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اس کو براہ راست امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاص عام کو ختم نہیں کرسکتا بلکہ عام خاص کو منسوخ کرسکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۳ء) کی تحقیق کے مطابق یہ نسبت یا اس طرح کی نسبت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف درست نہیں وہ لکھتے ہیں:

لاتصح بها رواية عن أبى حنيفة وصاحبيه[٣٧]

ان کو ابوحنیفہ اوران کے دونوں اصحاب سے مروی بتانا درست نہیں

۔۔۔امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب سے منسوب اصول وقواعد کے بارے میں شاہ ولی اللہ 'الإنصاف فی بیان سبب الإختلاف' میں فرماتے ہیں:

إنى وجدت أكثرهم يزعمون ان بناء الخلاف بين أبى حنيفة و الشافعى على هذا الأصول المذكورة فى كتاب البزدوى ونحوه وإنما الحق أن أكثرها أصول مخرجة على قولهم وعندى أن المسائلة القائلة بأن الخاص مبين ولايلحقه البيان وان الزيادة نسخ وأن قطعى العام كالخاص وأن لاترجيح بكثرة الرواة وإنه لايجب العمل بحديث غير الفقيه إذا انسد باب الرأى ولا عبرة بمفهوم الشرط والوصف أصلا وإن موجب الأمر هو الوجوب ألبتة، والمثال ذلک أصول مخرجة على كلام الأئمة وإنها لاتصح بها رواية عن أبى حنيفة وصاحبيه وإنه ليست المحافظة عليها والتكلف فى جواب مايرد عليها من صنائع المتقدمين فى استنباطهم كما يفعله البزدوى وغيره[٣٨]

اکثر لوگ اس زعم کا شکار ہیں کہ ابوحنیفہ اور شافعی کا اختلاف بزدوی وغیرہ کی کتابوں میں ذکر کردہ اصولوں پرمبنی ہے۔لیکن حق یہ ہے کہ یہ اصول زیادہ تر اُن کے اقوال سے مستخرج ہیں۔میرا خیال ہے کہ یہ قاعدہ کہ 'خاص واضح ہوتا ہے اور اسے بیان

کرنے کی حاجت نہیں'۔۔یا۔۔یہ کہ زیادۃ علی کتاب اللہ نسخ کا حکم رکھتی ہے یا یہ کہ 'عام خاص کی طرح قطعی ہوتا ہے' یا یہ کہ 'کثرتِ روایات موجبِ ترجیح نہیں' اور یہ کہ 'غیر فقیہ راوی کی حدیث پر عمل کرنا ضروری نہیں، جبکہ حدیث پر عمل کرنے سے قیاس کا خلاف آتا ہو' اور یہ اصول کہ 'شرط اور وصف کا مفہوم معتبر نہیں'۔۔یا۔۔یہ کہ 'امر وجوب کے لئے ہوتا ہے'۔ مذکورہ بالا جملہ اصول وقواعد ائمہ کے کلام سے مستخرج ہیں اور کسی روایت میں یہ ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب سے منقول نہیں ہیں۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ ان قواعد کی پابندی اور ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات دینے میں تکلف سے کام لینا، جیسا کہ بزدوی کا انداز ہے متقدمین کا شیوہ ہرگز نہیں تھا۔

شاہ ولی اللہ مندرجہ بالا بیان کو اپنی کتاب حجة اللّٰه البالغة میں بھی لائے ہیں[۳۹]۔ پھر ان قواعد کے ائمہ مذہب سے منقول نہ ہونے پر اس امر سے استدلال کیا ہے کہ اس قاعدہ 'غیر فقیہ راوی کی روایت خلافِ قیاس ہو تو اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے' پر عمل ترک کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

ویکفیک دلیلا علیٰ هذا قول المحققین فی مسئلة لایجب العمل بحدیث من اشتهر بالضبط والعدالة دون الفقه إذا أنسد باب الرأی کحدیث المصراة إن هذا مذهب عیسیٰ بن أبان[۴۰]

ان قواعد کے ائمہ مذہب سے منقول نہ ہونے پر محققین کا یہ قول کافی ہے کہ یہ قاعدہ کہ ایک راوی جو ضبط عدالت میں معروف ہو مگر فقہ میں شہرت نہ رکھتا ہو اُس کی وہ روایت واجب العمل نہیں جس سے رائے وقیاس کا راستہ بند ہو جاتا ہے، جیسے 'حدیث مصراۃ' (وہ بکری جس کا دودھ کئی روز سے دوہا نہ گیا ہو)۔ یہ عیسیٰ بن ابان کا مذہب ہے)

۳۳۔۔۔رستم علی بن علی اصغر صدیقی قنوجی (۱۱۱۹ھ۔۱۱۷۸ھ/۱۷۰۳ء۔۱۷۶۷ء): کی قنوج میں ولادت وتدفین ہوئی۔ اُن کی وفات اور چھ ماہ تک پہلی تدفین بریلی میں رہی۔ فقیہ، اصولی اور مفسر تھے۔ اکثر درسی کتابیں اپنے والد گرامی سے پڑھیں اور اُن کی وفات کے بعد لکھنؤ جا کر تمام کتابیں شیخ نظام الدین السہالوی سے پڑھیں اور پھر واپس آ کر اپنے والد کے مدرسے میں تدریس کی۔ قنوج پر مرہٹوں کے تسلّط کے بعد فرح آباد اور پھر بریلی آ کر یہیں مقیم ہو گئے تھے۔ بریلی کے امیر نواب رحمت خان نے ان کی بڑی عزت افزائی کی۔
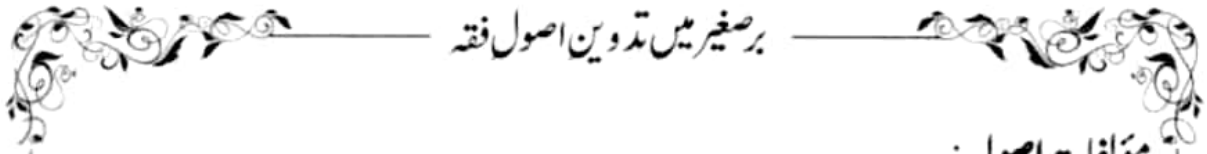
مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'منتخب نور الأنوار شرح منار الأنوار لملا' جیون تالیف کی۔ 'نزھۃ الخواطر' کے الفاظ ہیں:

'ومنہ منتخب نور الأنوار شرح منار الأصول'[41]۔

۳۴۔۔۔عبدالحق فرنگی محلی (متوفی ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۴ء): احمد عبدالحق بن محمد سعید بن قطب الدین فرنگی محلی نے اپنے چچا ملا نظام الدین سے اکتساب فیض کیا اور پھر مدرسہ فرنگی محلی میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ لکھنو کے اکابرین میں عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'شرح مسلم الثبوت' تالیف کی[42]۔

۳۵۔۔۔ابوالحسن بن محمد صادق سندھی صغیر (متوفی ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء): جید عالم ومحدث تھے۔ اُن کی ولادت سندھ میں ہوئی اور پھر مدینۃ المنورہ ہجرت کر گئے۔ وہاں شیخ محمد حیات سندھی وغیرہ سے علم حاصل کیا اور وہیں درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ متعدد کتابیں لکھیں اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بروز جمعہ مدینۃ المنورہ میں انتقال فرمایا۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'جامع الأصول' کی شرح لکھی[43]۔

۳۶۔۔۔احمد نگری، قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول (متوفی ۱۱۸۳ھ بعدہ/۱۷۶۹ء بعدہ): اپنے زمانے کے مشہور عالم تھے۔ احمد نگر میں ولادت ونشو ونما ہوئی۔ ابتدائی کتب اپنے والد سے اور پھر عبداللہ احمد نگری اور سید بخش حسینی کرمانی خیر آبادی وغیرہ سے اور پھر گجرات جا کر شیخ قطب الدین عثمانی گجراتی وغیرہ سے پڑھیں۔ وہ احمد نگر میں قضاء کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ ساری زندگی درس وتدریس وتصنیف میں گذاری۔ مغل بادشاہ اکبر کے عہد میں صدر الصدور تھے۔ بادشاہ اکبر شیخ عبدالنبی کا دِل و جان سے احترام کرتا اور کبھی کبھی درس حدیث سننے اُن کے پاس جاتا۔ شہزادہ سلیم کو اُن کی شاگردی میں داخل کیا تاکہ جامی کی چہل حدیث اُن سے پڑھے۔ شیخ عبدالنبی گنگوہی (متوفی ۹۴۴ھ/۱۵۳۷ء) قاضی عبدالنبی کے دادا تھے۔ شیخ عبدالنبی کا نام اس زمانے کی مذہبی تاریخی کتب میں کثرت سے آتا ہے، ایک بڑے پائے کے بزرگ
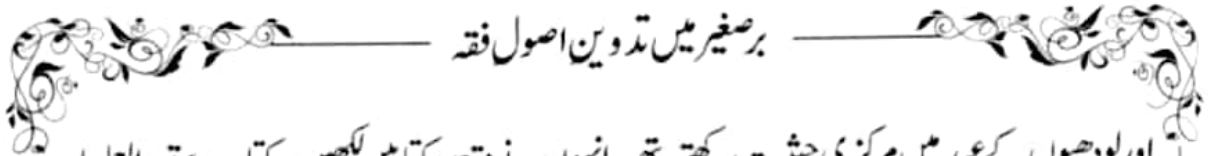
اورلودھیوں کے عہد میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں۔کتاب دستور العلماء ۱۸۸۳ھ میں مکمل کی جس سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان کا انتقال اس کے بعد ہوا۔ان کی حتمی تاریخ وفات دستیاب نہیں ہے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'حاشیہ علی الحسامی' تالیف کیا[۴۴]۔

۳۷۔۔۔محمد اعلم بن محمد شاکر سندھیلوی (متوفی ۱۱۸۹ھ/۱۷۷۵ء): عالم دین تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

ا۔۔۔شرح المنار ۲۔۔۔شرح دائرۃ الأصول[۴۵]

۳۸۔۔۔نور محمد کشمیری (متوفی ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۰ء): عالم دین تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'حاشیہ علی حاشیہ السیالکوٹی علی التلویح' لکھا[۴۶]۔

۳۹۔۔۔شاہ فقیر اللہ بن عبدالرحمٰن بن شمس الدین علوی (متوفی ۱۱۹۵ھ-۱۷۸۱ء): ولادت روتاس (افغانستان) اور وفات وتدفین شکار پور (سندھ) میں ہوئی۔اصلاً حصارک، جلال آباد، افغانستان سے تھے اور ہجرت کر کے شکار پور آ گئے تھے۔علومِ ظاہریہ کی تکمیل افغانستان وہندوستان کے مختلف علاقوں میں جید علماء، فقہاء ومحدثین سے کی۔علوم باطنی میں کمال کے لئے پشاور میں شیخ محمد مسعود دائم کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور پھر اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔وقت کے امراء وسلاطین، حکمران اور شہنشاہ جیسے افغانستان سے احمد شاہ ابدالی، قلات سے نصیر خان بلوچ، سندھ سے میاں سرفراز خان کلھوڑا اور مکران سے محبت خان بلوچ وغیرہ عام وخاص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے، ہمیشہ حکمرانوں کو خلق خدا کی خیر خواہی کی تلقین کی۔وہ حرمین شریفین بھی تشریف لے گئے۔عربی وفارسی میں مختصر وضخیم منظوم ومنثور رسولہ[۱۶] اور بعض کے مطابق سترہ[۱۷] کتابیں لکھیں،[۴۷] لیکن بعض اب تک غیر مطبوعہ ہیں۔ ان کی کتاب 'فتوحات الغیبیۃ فی شرح عقائد الصوفیہ' پر سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کے مقالہ کی سطح پر کام ہوا ہے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔انہوں نے اصول فقہ میں 'منتخب الأصول' تالیف کی[۴۸]۔
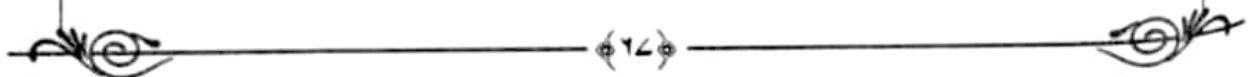
۴۰۔۔۔محمد حسن بن غلام مصطفیٰ بن محمد اسعد بن قطب الدین انصاری سہالوی لکھنوی (متوفی ۱۱۹۹ھ/ ۱۷۸۴ء): لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور رامپور میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور وہیں انتقال فرمایا۔ درسی کتب اپنے ماموں کمال الدین فتح پوری اور چچا نظام الدین انصاری سہالوی سے پڑھیں۔ لکھنؤ، دہلی اور پھر رامپور میں تدریس کی اور کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزھۃ الخواطر' میں ہے:

> ومنها شرح على مسلم الثبوت في الأصول من أوله إلى اخر مبادى الأحكام
>
> انہوں نے فن اصول فقہ میں 'مسلم الثبوت' کی ایک شرح لکھی جو اول کتاب سے مبادی الأحکام کے آخر تک ہے[۴۹]۔

۴۱۔۔۔الہ داد گوپاموی (متوفی بارھویں صدی ہجری/ اٹھارویں صدی عیسوی): الہ (اللہ) داد بن اللہ بخش بن عبدالحی عمری، قنوجی، گوپاموی وہ بلند پایے کے عالم، علماء ربانیین اور عباداللہ الصالحین میں سے تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزھۃ الخواطر' میں مصطفیٰ علی خان گوپاموی کی کتاب 'تذکرۃ الانساب' کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے 'اصول البزدوی' پر تعلیقات لکھے اور پھر وہ اپنے دعوی پر دلیل بھی پیش کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

> له تعليقات مفيدة على أصول البزدوى، تمسك بقوله الشيخ أحمد بن أبى سعيد الأميتهوى فى التفسير الأحمدى فى عدم جواز بيع الحر فى المخمصة وغير المخمصة، انتهى، وفى هذا الكلام نظر لأن الشيخ أحمد تمسك بقول الشيخ اله داد الجونپورى شارح البزدوى والهداية لابقول اله داد القنوجى[۵۰]
>
> أصول بزدوی پر ان کے بہترین تعلیقات ہیں۔ انہوں نے اپنے دعویٰ میں اس قول کو پیش کیا کہ شیخ احمد بن ابی سعید امیٹھوی نے 'تفسیر احمدی' میں یہ کہا کہ آزاد انسان کو انتہائی مجبوری کے تحت بھی کسی حالت میں بھی بیچنا جائز نہیں ہے۔ انتہی۔ مگر اس کلام میں نظر ہے اس لیے کہ شیخ احمد نے شیخ الہ داد جونپوری کے قول کو دلیل میں پیش کیا ہے جو بزدوی اور ہدایہ کے بھی شارح ہیں، تو یہ الہ داد قنوجی کا قول نہیں ہے (یعنی شیخ الہ داد جونپوری اور شیخ الہ داد قنوجی دو[۲] الگ اشخاص ہیں)

۴۲۔۔۔**محمد عبدالعلی قنوجی (متوفی بارھویں صدی ہجری/اٹھارویں صدی عیسوی)**: عالم اجل اور بہترین فاضل تھے۔ توابع کوڑہ، جہان آباد میں وفات پائی۔ اصول فقہ کی تعلیم اپنے بھائی مولانا رستم علی بن علی اصغر صدیقی قنوجی (متوفی ۱۷۶۷ء۔۱۱۷۸ھ) سے حاصل کی جنہوں نے اصول الفقہ میں 'منتخب نور الأنوار' تالیف کی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

مولوی محمد عبدالعلی نے اصول الفقہ میں شرح منار کا حاشیہ لکھا[۵۱]۔

۴۳۔۔۔**رضا بن قطب شہید (متوفی بارھویں صدی ہجری/اٹھارویں صدی عیسوی)**: نے تحصیل علم اپنے بھائی ملا نظام الدین کے اساتذہ کی۔ وہ اپنے زمانے کے بہترین عالم دین تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے مسلم پر شرح لکھی[۵۲]۔

حاصل کلام:

ظہیرالدین محمد بابر نے ۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی اور پھر مغلیہ عہد زرین کے چھٹے مغل حکمران اورنگ زیب عالمگیر (متوفی ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) کے بعد سے برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے سیاسی زوال، معاشرتی انتشار، مذہبی اختلافات، معاشی تنگ دستی و بدحالی، تعلیمی وفکری انحطاط کا آغاز ہوتا ہے۔ بدلتے حالات و ماحول سے علماء مشائخ کا متاثر ہونا ایک فطری بات تھی۔ اس کے باوجود برصغیر پاک و ہند کے جونپور، لکھنؤ، بنارس، سندھ، گجرات، دہلی، قنوج، احمد نگر اور جہان آباد سے تعلق رکھنے والے، مغلیہ عہد زوال کے اکیس[۲۱] اصولیین کی فن اصول فقہ پر اکتیس[۳۱] شاندار کتابیں لکھیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

﴿حواشي﴾

۱۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند(۱۷۰۷ء۔۱۸۰۳ء)مدیر سیّد وقار عظیم،لاہور، پنجاب یونیورسٹی طبع اوّل ۱۹۷۱ء،ج ۷،ص ۳۳۶

۲۔ حوالہ سابق ص ۴۶۶

۳۔ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ،محمد مظہر بقا،گلشن اقبال:بقا پبلیکیشنز ۱۹۸۶ء ص ۱۷۵

۴۔ حوالہ سابق

۵۔ نزھة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر،عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) ہند،رائے بریلی مکتبہ دار عرفات ۱۹۹۱ء۔۱۴۱۲ھ ملتان،ادارہ تالیفات اشرفیہ، ج ۶، ص ۳۰۲۔۳۰۳ (۵۵۶)

۶۔ معجم الأصوليين،محمد مظہر بقا،مکة المکرمہ جامعہ ام القری ۱۴۱۴ھ،ج ۲، ص ۲۰ (۲۴۹)۔۔نزھة الخواطر،عبدالحی،ج ۶،ص ۶۴۔۶۵ (۱۱۹)۔۔هدية العارفين في اسماء المؤلفين و آثار المصنفين ،اسماعیل باشا بغدادی(متوفی ۱۳۳۹ھ)بیروت ،دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء، ج ۲، ص ۲۰

۷۔ فنِ اُصول فقہ کی تاریخ،عہد رسالت مآب ﷺ تا عصر حاضر،فاروق حسن کراچی،دار الاشاعت ۲۰۰۶ء،ص ۳۳۳

۸۔ رود کوثر،شیخ محمد اکرم،لاہور،ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء،ص ۴۷۶

۹۔ ملا احمد جیون امیٹھوی حیات اور خدمات،محمد طفیل احمد مصباحی،یوپی،دار العلوم اہل سنت ملا احمد جیون ۲۰۱۵ء ص ۱۵۰ اور ۸۰۔۷۹۔دائرہ معارفِ اسلامیہ(اردو)،لاہور،دانش گاہ پنجاب طبع اوّل ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء،ج ۷،ص ۲۰۶

۱۰۔ ألفتح المبين في طبقات الأصوليين، عبداللہ مصطفی المراغی،بیروت،محمد امین دمج (سنہ ند)ج ۳، ص ۱۲۴۔معجم الأصوليين،محمد مظہر بقا،ج ۱، ص ۱۲۱۔۱۲۲ (۸۶)

۱۱۔ نزھة الخواطر ،عبدالحی، ج ۶، ص ۲۱۔۲۴ (۳۶)

۱۲۔ پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت،مناظر احسن گیلانی لاہور،مکتبہ رحمانیہ(سنہ ند) ج ۱،ص ۱۴۷

۱۳۔ دیکھئے تحقیقی مقدمہ' إفاضۃ الأنوار'، محمود بن محمد الدہلوی، تحقیق خالد محمد عبدالواحد حنفی ریاض، مکتبہ الرشد الناشرون ۱۴۲۶ھ۔ ۲۰۰۵ء ص ۳۷ اور فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن ص ۴۰۲۔۴۰۸

۱۴۔ دائرہ معارفِ اسلامیہ (اردو)، ج ۷، ص ۶۰۵ اور دیکھئے محمد عارف اعظمی کا مضمون ملاجیون امیٹھوی اور ان کی تفسیر احمدیہ، معارف نومبر ۱۹۸۹ء ص ۳۵۴۔۳۴۴

۱۵۔ دائرہ معارفِ اسلامیہ (اردو)، لاہور، ص ۶۰۶

۱۶۔ حرکة التألیف فی الإقیم الشمالی الهندی فی القرنین الثامن عشر والتاسع عشر، جمیل احمد کراچی، جامعہ الدراسات الاسلامیہ (سنہ ند)۔ ص ۱۰۸

۱۷۔ صحیح مسلم، امام مسلم، کتاب الجهاد، باب ربط الأسیر وجواز المن علیه

۱۸۔ الأنفال: ۶۷۔۶۹ ترجمہ ماخوذ من تبیان القرآن، غلام رسول سعیدی، لاہور فرید بک اسٹال ۲۰۰۲ء ج ۴، ص ۶۹۰۔

۱۹۔ التفسیرات الأحمدیه فی بیان الایات الشرعیه، ملاجیون حنفی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۰ھ) ص ۴۴۵ بمبئی، مطبعہ الکراهیمی محشی مولوی رحیم بخش

۲۰۔ حوالہ سابق، ص ۴۴۶

۲۱۔ إیضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسمٰعیل باشا بن محمد امین البابانی البغدادی۔ بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء، ج ۴ ص ۴۴۴ اور ۵۳۰۔ هدیة العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ج ۵، ص ۲۲۷۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، ج ۱، ص ۲۸۱۔۲۸۲ (۲۲۵) اور ج ۱، ص ۲۰۳۔۲۰۴ (۱۵۲)۔ دیکھئے قاضی اطہر مبارکپوری کا مضمون حافظ امان اللہ بنارسی، معارف ستمبر ۱۹۷۲ء ص ۱۸۹۔۱۹۷

۲۲۔ فن أصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن ص ۴۳۴

۲۳۔ 'نزهة الخواطر'، عبدالحی، ج ۶، ص ۴۲۔۴۴ (۷۹)

۲۴۔ هدیة العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ج ۶، ص ۳۱۸

۲۵۔ حوالہ سابق، ج ۶، ص ۳۱۸۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶، ص ۸

۲۶۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶، ص ۴۰۱۔۴۰۳ (۷۳۹)۔ إیضاح المکنون، اسمٰعیل باشا، ج ۴ ص ۱۷۳۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطنی الرومی

الحنفی، ملا کاتب الجلبی، حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء، ج۱، ص۴۹۴۔ تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی، میر محمد کتب خانہ کراچی، (سنہ، ند) ص ۲۱۵۔۲۱۷

۲۷۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص۴۳۴۔۴۳۱

۲۸۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، ج۲، ص۸۴ (۳۱۸)۔ نزھة الخواطر، عبدالحی، ج۶، ص۸ (۱۴۳)

۲۹۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی، اختر راہی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ ۱۹۷۸ء ص۱۶

۳۰۔ نزھة الخواطر، عبدالحی، ج۶، ص۳۹۴۔۳۹۶ (۴۲۶)

۳۱۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی، اختر راہی ص۱۶

۳۲۔ أصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا ص۱۷۴

۳۳۔ حوالہ سابق، ص۱۵۲ اور ۴۴، تذکرہ علماء فرنگی محل ص۱۸۲۔۱۷۹ میں بھی ان کے حالات زندگی مذکور ہیں اور یہ تحریر ہے کہ علامہ شبلی نعمانی نے ان کے حالات زندگی پر ایک رسالہ لکھا تھا۔

۳۴۔ حوالہ سابق، ص۱۷۶

۳۵۔ ألفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی، ج۳، ص۱۳۰۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا،م، ج۱، ص۲۸۱۔۲۸۲ (۲۲۵) اور ج۱، ص۱۴۷۔۱۴۹ (۱۰۳)۔ ھدیة العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ج۵، ص۱۷۷۔ نزھة الخواطر، عبدالحی، ج۶، ص۴۰۹۔۴۲۸ (۷۵۴)

۳۶۔ أصول البزدوی، ابوالحسن علی بن محمد بن حسین البزدوی، کراچی، صدف پبلیکیشنز (سنہ، ند) ج۱، ص۲۹۱

۳۷۔ حجة اللہ البالغه، شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ۔۱۷۶۳ء)، ادارہ الطباعہ المنیریہ ۱۳۵۲ھ، ج۱، ص۱۶۰

۳۸۔ الإنصاف فی بیان سبب الإختلاف، شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ۔۱۷۶۳ء)، دہلی مطبعہ مہا کاشی (سنہ، ند) ص۶۱

۳۹۔ حجة اللہ البالغه، شاہ ولی اللہ دہلوی ج۱ص۱۶۰

۴۰۔ الإنصاف فی بیان سبب الإختلاف، شاہ ولی اللہ دہلوی، ص۶۳۔ حجة اللہ البالغه، شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ۔۱۷۶۳ء) باب اختلاف الصحابه و التابعین فی الفروع۔ کراچی شیخ غلام
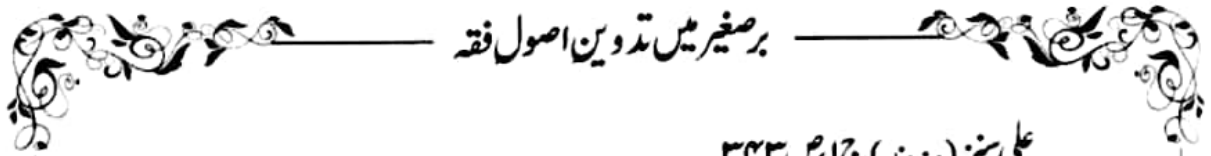
علی سنز (سنہ،ند) ج ۱،ص ۳۴۳

۴۱۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶،ص ۱۷۹۔۱۸۰(۳۲۷)۔رود کوثر، شیخ محمد اکرم، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء، ص ۸۸۔۹۶

۴۲۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۱،ص ۲۳۱(۱۷۴)

۴۳۔ حوالہ سابق ج ۲،ص ۱۰۴(۳۴۲)۔نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶،ص ۹۳۔۹۴(۱۲۶)

۴۴۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶،ص ۸۔۹(۱۱)

۴۵۔ دیکھئے مفتی گل احمد عتیقی کی تقدیم علی مصباح الحسامی لمولانا محمد اللہ، کراچی، میر محمد کتب خانہ (سنہ،ند)ص د

۴۶۔ حوالہ سابق

۴۷۔ سندھ کے صوفیائے نقشبند، ابوالخیر محمد زبیر، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۷ء، ج ۲، ص ۴۴۳۔۴۵۲

۴۸۔ تذکرہ اولیائے پاکستان، عالم فقری، لاہور شبیر برادرز ۱۹۹۳ء ج ۲، ص ۳۰۴۔۳۰۵

۴۹۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶،ص ۳۰۴۔۳۰۶(۵۵۸)،تذکرہ علماء فرنگی محل میں ص ۴۶۔۴۸،ان کی تصنیفات میں شرح علی مسلم الثبوت کا بھی ذکر ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے محمد حسن کی اکثر کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔تاریخ وفات ۱۲۰۹ھ بیان کی ہے۔

۵۰۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۶،ص ۴۱(۷۴)

۵۱۔ حدائق الحنفیہ، مولوی فقیر محمد جہلمی کراچی: مکتبہ ربیعہ (سنہ،ند) ص ۴۷۶۔۴۷۵۔

۵۲۔ تذکرہ علمائے فرنگی محل، محمد عنایت اللہ فرنگی محلی، کراچی، ماس پرنٹرز و پبلشرز ۱۹۹۱ء، ص ۵۹

☆ ☆ ☆ ☆ ☆
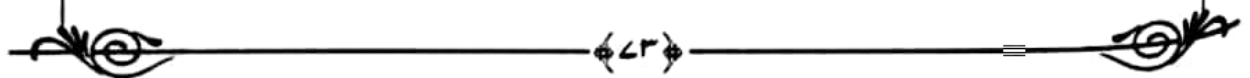
﴿فصل چہارم﴾

﴿مغلیہ عہد زوال میں علم اصول فقہ کی تدوین﴾

(تیرھویں صدی ہجری)

ابتدائیہ:

بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء میں وفات کے بعد بدامنی وانتشار کا آغاز ہوتا ہے اور برطانوی سامراج کے ہاتھوں آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۸ء میں معزولی اور اس کے ساتھ ہی برصغیر پر مغلوں اور مسلمانوں کی طویل حکمرانی کے دور کا خاتمہ ہوتا ہے، بہادر شاہ ظفر کا انتقال اسیری کی حالت میں ۱۲۷۹ھ/۱۸۶۲ء کو ہوا۔ تیرھویں صدی ہجری میں صرف چار[۴] مغل حکمران گذرے۔ بیدار شاہ بن احمد شاہ ۱۲۰۲ھ/ ۱۷۸۸ء میں، شاہ عالم دوئم ۱۲۰۳ھ/ ۱۷۸۸ء میں، ابونصر محمد معین الدین، اکبر دوئم بن شاہ عالم دوئم ۱۲۲۱ھ/ ۱۸۰۶ء میں اور پھر ابوالمظفر محمد سراج الدین، بہادر شاہ دوئم بن اکبر دوئم ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء میں حکمران رہے[۱]۔ مغل حکومت کے زوال کا اثر امراء اور رؤسا سے لے کر عوام الناس تک سب پر پڑا اور مسلم ہندوستان کے تہذیب وتمدن اور ذہن وفکر کے تمام شعبے براہ راست ۔۔یا۔۔ بالواسطہ اس سے متاثر ہوئے۔ مغل حکومت کے زوال سے اقتصادی بدحالی ہوئی جس سے معاشی اور معاشرتی انتشار پھیلا، اخلاقی قدروں کی پامالی بڑھنے لگی[۲]۔ ان نامساعد حالات کے باوجود برصغیر پاک وہند کے علمائے کرام نے اصول فقہ میں شاندار کتابیں لکھیں۔

۴۴۔۔۔**اسلم بن یحییٰ بن معین الحق کاشمیری** (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء): عالم، اور اصولی تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'الحسامی' پر حاشیہ لکھا[۳]۔

۴۵۔۔۔**ابوالعباس، بحرالعلوم عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد لکھنوی الانصاری حنفی** (۱۱۴۴ھ-۱۲۲۵ھ ۱۷۳۱ء-۱۸۱۰ء): فقیہ، اصولی اور منطقی تھے۔ درس نظامی کے بانی ملا نظام الدین کے کئی بیٹے تھے، اُن میں سب سے زیادہ شہرت ملا عبدالعلی بحرالعلوم لکھنوی نے پائی۔ اپنے والد سے کتب درسیہ پڑھ کر سترہ[۱۷] برس کی عمر میں فراغت پائی۔ اسی سال والد کی وفات کے بعد ان کی جگہ مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ میں تدریس کی۔ وہ لکھنؤ چھوڑ کر شاہ جہاں پور پھر رام پور اور بنگال ہوتے ہوئے مدراس پہنچے، کرناٹک کے رئیس محمد علی خان نے اُن کی بڑی قدردانی کی۔ وہ زندگی بھر درس وتدریس کرتے رہے اور انہوں نے بحرالعلوم کا خطاب
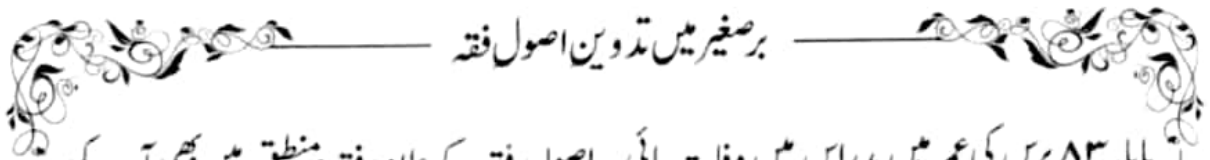
پایا۔۸۳ برس کی عمر میں مدراس میں وفات پائی ۔ اصولِ فقہ کے علاوہ فقہ و منطق میں بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

(۱)۔۔'فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت في أصول الفقه' یہ شرح اور امام غزالی کی کتاب 'المستصفی' دونوں ایک ساتھ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں مطبع مطبعہ بولاق سے دو[۲] جلدوں میں اور شیخ ڈکتور ناجی السوید کے اعتناء کے ساتھ دو[۲] مجلدات میں اور شیخ ابراہیم محمد رمضان کی تقدیم، ضبط و تعلیق کے ساتھ بیروت دار الارقم بن ابی الارقم ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء میں دو مجلدات میں شائع ہو چکی ہیں۔'فواتح الرحموت' اور 'مسلم الثبوت' ایک ساتھ عبداللہ محمود محمد عمر کے ضبط و تصحیح کے ساتھ دار الکتب العلمیہ سے دو[۲] مجلدات، ۹۲۴ صفحات میں ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء میں بھی طبع ہو چکی ہے۔

'فواتح الرحموت' پر حواشی:

شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء) نے اس پر حواشی لکھے جو تقریباً ۱۴۱ صفحات میں ہیں۔ اس کے غیر مطبوعہ نسخہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی میرے پاس موجود ہے جو کراچی میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی لائبریری سے محترم محمد وسیم سہروردی کے توسط سے حاصل کی گئی ہے۔اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے: قوله غوامض القران قديراً ولقد تصدى لتخاطبه في إطلاق القدير غيره.....وفيه خلف والراجح المنع..

(۲)۔۔۔نزهة الخواطر میں ہے: 'ومنها تكملة شرح تحرير الأصول لإبن الهمام لوالده' دراصل کمال الدین محمد المشہور بہ ابن الہمام نے اصول الفقہ میں 'تحرير الأصول' تالیف کی اور پھر اس کتاب کی متعدد شروح لکھی گئیں۔ بحر العلوم کے والد محترم ملا نظام الدین سہالوی نے بھی اس کتاب کی شرح لکھنا شروع کی مگر اس کی تکمیل سے پہلے ہی انتقال کر گئے۔ اُن کی وفات کے بعد اس کتاب کی تکمیل ان کے صاحبزادہ بحر العلوم نے کی۔

(۳)۔۔۔'تنوير المنار' یہ 'المنار' کی فارسی میں شرح ہے۔تنویر المنار لکھنؤ سے ۱۲۹۴ھ میں چھپ چکی ہے، اس کو ڈاکٹر فاضل برکات احمد ٹونکی نے عربی زبان میں منتقل کیا۔ مظہر بقا نے لکھا کہ اس کے نسخہ کی فوٹو کاپی ان کے پاس موجود ہے۔ جو انہوں نے اُن کے پوتے ڈاکٹر سید محمود احمد برکاتی سے لی تھی سید محمد حسین بدایونی کے مطابق اس شرح کا نام تنویر الابصار ہے[۴]۔

(۴)۔۔۔شرح أصول البزدوی: (۵)۔۔۔'أركان أربعه' در اُصولِ فقہ[۵]

۴۶۔۔۔محمد مبین بن محب بن احمد بن محمد سعید بن قطب الدین شہید انصاری فرنگی محلی حنفی (متوفی ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء): لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور ۶۷ سال کی عمر میں وہیں وفات پائی۔ وہ بے مثل حل مطالب کرنے والے، جامع معقول و منقول، فقیہ، اصولی و محدث تھے۔ انہوں نے اپنے زمانے کے معقول و منقول کے جید عالم ملا حسن فرنگی محلی لکھنوی سے علم حاصل کیا اور پھر کبار فقہاء حنفیہ میں شمار ہونے لگے۔ کئی موضوعات پر شاندار کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'مسلم الثبوت للبهاری' کی ایک بسیط شرح لکھی۔ صاحب تذکرہ علماء فرنگی محل کے مطابق شرح 'مسلم الثبوت تا ختم مبادی کلامیہ' تحریر کی اور انہوں نے اس شرح سے استفادہ بھی کیا تھا[6]۔

۴۷۔۔۔قاضی ثناء اللہ بن قاضی محمد حبیب اللہ پانی پتی حنفی (۱۱۴۰ھ یا ۱۱۴۳ھ۔ ۱۲۲۵ھ/ ۱۷۲۷ء۔۔۔یا۔۔ ۱۷۳۱ء۔ ۱۸۱۰ء): آپ جلال الدین عثمانی چشتی (متوفی ۷۶۷ھ) کی اولاد میں سے ہیں اور ننھیالی نسب حضرت ایوب انصاری ﷺ تک پہنچتا ہے۔ محمد شاہ رنگیلے کے زمانے (۱۱۳۱ھ۔ ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۱۹ء۔ ۱۷۴۷ء) میں پانی پت کے قاضی رہے۔ تصوف میں شیخ محمد عابد سنامی (متوفی ۱۱۴۰ھ) سے اکتسابِ فیض کیا۔ تفسیر مظہری سمیت چالیس ۴۰ کتابیں لکھیں[7]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

اُصول فقہ میں 'مختارات' تحریر کی[8]۔

۴۸۔۔۔امین اللہ بن سلیم اللہ بن علیم اللہ انصاری عظیم آبادی (متوفی ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء): نگرنہسہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ الہ آباد اور پھر دہلی جاکر شاہ ولی اللہ دہلوی کے صاحبزادہ عبد العزیز سے علم حاصل کیا اور پھر واپس کلکتہ آکر ساری زندگی مدرسہ عالیہ میں پڑھاتے رہے اور یہیں انتقال فرمایا۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزهة الخواطر' میں ہے کہ انہوں نے 'حاشیه علی مسلم الثبوت' لکھا[9]۔

۴۹۔۔۔سیّد دلدار علی مجتہد بن محمد معین بن عبد الهادی حسینی نقوی نصیر آبادی لکھنوی (تقریباً ۱۱۶۶ھ۔ ۱۲۳۵ھ/ ۱۷۵۳ء۔ ۱۸۲۰ء): رائے بریلی سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع شہر نصیر آباد میں پیدا ہوئے۔ اور
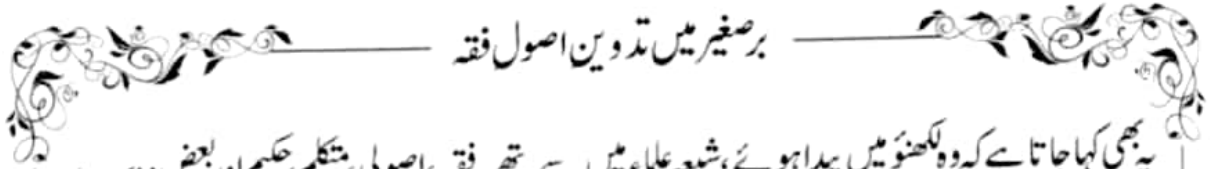
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ لکھنؤ میں پیدا ہوئے، شیعہ علماء میں سے تھے۔فقیہ، اصولی، متکلم، حکیم اور بعض دوسرے علوم وفنون کے بھی عالم تھے۔ان کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہند کی اقلیم شمالی میں امامی مذہب کے ارکان کو مضبوط کیا۔لکھنؤ اور عراق کے افاضل شیعہ علماء سے تعلیم حاصل کی، نواب آصف الدولہ کی دعوت اور درخواست پر لکھنؤ میں مقیم ہو گئے تھے۔تحصیل علم کے لیے الہ آباد اور پھر سندیلہ اور پھر عراق گئے، مشائخ کی زیارت اور ان سے استفادہ کیا، دوسرے مذاہب بالخصوص احناف، صوفیہ و اخباریہ کو باطل قرار دیتے۔اپنے شہر اودھ میں اپنے شیعہ مذہب کو عام کر دیا۔بہت سی کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

ا۔۔۔أساس الأصول فی الرد علی الفوائد المدینہ للاستر آبادی ۔۔۔مرکز احیاء آثار برصغیر کی ویب سائٹ www.maablib.org پر فقہ و اصول فقہ کی کتابوں میں کاتب کے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک قدیم نسخہ آن لائن مطالعہ کے لیے موجود ہے۔

۲۔۔۔منتھی الأفکار فی أصول الفقہ[10]

۔۔۔جبکہ 'نزہۃ الخواطر' میں اس طرح مذکور ہے: 'ولہ مصنفات کثیرۃ منھا: أساس الأصول فی إثبات الأدلۃ الأربعۃ و إبطال الفوائدالمدینہ للاستر ابادی' ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں سے ایک أساس الأصول فی إثبات الأدلۃ الأربعۃو إبطال الفوائد المدنیہ للاستر ابادی ہے) اور پھر لکھا: 'ومنھامنتھی الأحکام کتاب مبسوط لہ فی أصول الفقہ[11]' (فن اصول فقہ میں ان کی ایک کتاب منتھی الأحکام بھی ہے جو کافی ضخیم ہے)

۵۰۔۔۔محمد اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی (۱۱۹۳ھ۔۱۲۴۶ھ/ ۱۷۷۹ء۔۱۸۳۱ء):

دہلی میں ولادت اور بالاکوٹ میں وصال ہوا۔عالم، فقیہ، محدث، معقول ومنقول کے ماہر، اصول وفروع کے امام مجاہد ومبلغ تھے۔شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر کے بھتیجے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے۔آٹھ ۸ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔پندرہ سولہ سال کی عمر میں حصول علم سے فارغ ہوئے۔کئی علوم وفنون پر متعدد کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'أصول فقہ' لکھی۔یہ عربی زبان میں ایک مختصر رسالہ ہے اس میں ضمناً حدیث متواترہ اور تقلید واجتہاد کے بارے میں بھی گفتگو کی گئی ہے۔پہلی مرتبہ ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۵ء میں مجتبائی پریس دہلی سے طبع ہوا اور دائرہ المعارف لاہور نے بھی اسے شائع کیا[12]۔
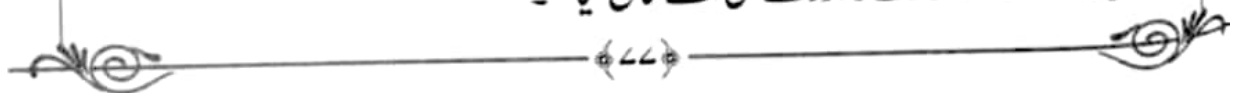
۵۱۔۔۔امین اللہ بن محمد اکبر بن احمد بن یعقوب الانصاری لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۷ء): لکھنؤ میں پیدا ہوئے، فقیہ و عالم تھے۔ اپنے چچا مفتی محمد اصغر اور نانا مفتی ظہور اللہ سے تعلیم حاصل کی اور کئی یادگار کتابیں چھوڑیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔'حاشیہ علی التوضیح'

۲۔۔۔'حاشیہ علی التلویح'

۳۔۔۔'حاشیہ علی شرح مسلم الثبوت'

۔۔۔واضح رہے کہ 'التوضیح والتلویح' پر حاشیہ لکھنے والوں کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ ان کا 'التوضیح' پر پچیسواں اور 'التلویح' پر چھتیسواں حاشیہ ہے[۱۳]۔

۵۲۔۔۔قاضی عبدالسلام بن عطاء الحق بدایونی (متوفی ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء):

مؤلفاتِ اصولیہ:

انھوں نے اصول فقہ میں 'منار' کی شرح المسمی باشراحات العالی' تصنیف کی[۱۴]۔

۵۳۔۔۔مہدی بن محمد شفیع مازندرانی استر آبادی لکھنوی (متوفی ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء): شیعہ مجتہد تھے، ایران کے شہر مازندران میں ولادت ونشو نما پائی، سید علی طباطبائی ودیگر سے تعلیم حاصل کی، انھوں نے ۱۲۴۰ھ میں غازی الدین حیدر کے عہد حکومت میں لکھنؤ آکر سکونت اختیار کی اور یہیں انتقال کیا۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

'قاطیس العقول فی قواعد الأصول'[۱۵]۔

۵۴۔۔۔حبیب اللہ کاکر بن فیض اللہ، اخوزادہ بن ملا بابر، جبوا اخوزادہ، القندھاری (۱۲۱۳ھ۔۱۲۶۵ھ/۱۷۹۸ء۔۱۸۴۸ء): قندھار افغانستان میں پیدائش ہوئی۔ ایران اور ہندوستان کے کئی سفر کیے اور علماء واکابرین سے علمی فیض حاصل کیا۔ قندھار کے قاضی القضاۃ ملا احمد الکوزی قندھاری آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ عربی اور فارسی زبانوں میں مختلف فنون پر تقریباً چونتیس [۳۴] کتابیں تصنیف کیں۔
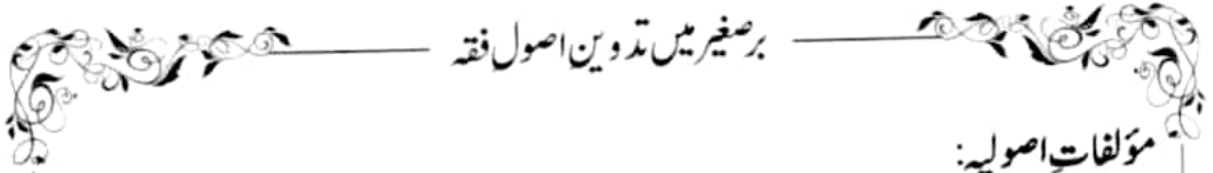
مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'مغتنم الحصول فی علم الأصول' تالیف کی۔ مکتبہ کلیہ اسلامیہ، پشاور، پاکستان میں شمار نمبر ۲۲۲ پر یہ کتاب موجود ہے۔ اس کے علاوہ بھی پاکستان کے مختلف مقامات پر اُس کے نسخے موجود ہیں۔
یہ کتاب دَرحقیقت فاضل محب اللہ بہاری کی کتاب 'مسلم الثبوت' کا رَد ہے۔ ڈاکٹر مظہر بقا نے 'مغتنم' کے مقدمہ میں سے یہ حصہ تحریر کیا ہے جس سے اس کتاب کے لکھنے کی وجہ تسمیہ کا اندازہ ہوتا ہے:

لما وجدت کتاب 'المسلم' للفاضل محب الله البهاری من متون الفن موصوفا بالمتانة، ومعروفا بالرصانة، حتی رأیت الطالبین مکبین علیه، ملقین أسماعهم إلیه، اذا وصفه مصنفه بأنه حاول طریقتی الحنفیة والشافعیة، وغیر مائل عن الوقعیة، أحببت أن أحتذی علی مثاله، وأنسخ علی منواله معترضا لأکثر ما فیه أو فی حواشیه حلا وعقدا، معتنیا بذکر ماله أو علیه ردا ونقدا، مراعیا فیه شریطة الإنصاف، مستعیذا بالله سبحان عن الجور والاعتساف، فحررت۔

جب میں نے فاضل محب اللہ بہاری کی کتاب 'المسلم' کو اس فن کے عمدہ اور بہترین الفاظ کے متون میں سے پایا جس کی شہرت کی وجہ سے میں نے طالبین کو اس کی طرف متوجہ ہوتے دیکھا۔ صاحب کتاب نے اس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب حنفی وشافعی طریقے پر جامع ہے اور حقائق سے کسی طرح دُور نہیں۔ میں نے چاہا کہ اپنے اسلوب کو ان کے طرز پر رکھوں اور اس کی عبارت وحواشی میں پائی جانے والی قابل گرفت آسان ومشکل باتوں کے ذکر سے صرف نظر کروں۔ میں نے حق راستی کو اختیار کرتے ہوئے رَد وتنقید میں اس کے محاسن ومعائب کا خیال رکھا ہے۔ اللہ کے غضب اور تنگی سے پناہ مانگتے ہوئے یہ کتاب تحریر کی ہے۔

---کتاب 'المغتنم' پر تحقیق:

سید فدا محمد نے کتاب 'المغتنم' کے باب القیاس پر تحقیقی مقالہ پیش کیا اور سندھ یونیورسٹی، پاکستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی[16]۔

۵۵---ولی اللہ بن حبیب اللہ بن محب اللہ انصاری بن احمد عبد الحق بن سعید بن قطب شہید (۱۱۸۲ھ-۱۲۷۰ھ/ ۱۷۶۸ء-۱۸۵۴ء): لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور بعمر ۸۸ سال وفات پائی۔ اپنے والد اور چچا ملا مبین انصاری سے تعلیم حاصل کی۔ کتب متقدمین ومتاخرین کا مطالعہ کیا اور دسترس حاصل کی۔ مولانا انوار الحق

سے بیعت کی اور متعدد کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب 'نفائس الملکوت شرح مسلم الثبوت' تالیف کی۔ صاحب تذکرہ علمائے فرنگی محل نے وہ نسخہ دیکھا تھا جو ولی اللہ نے اپنے قلم سے تحریر کیا تھا۔ اُس پر شرح مکمل ہونے کی تاریخ ۲۶ شعبان ۱۲۲۹ھ یوم چہار شنبہ درج تھی"[۱۷]۔

۵۶۔۔۔خادم احمد بن حیدر علی بن محمد مبین فرنگی محلی (متوفی ۱۲۷۱ھ/ ۱۸۵۵ء): فقہ واصول کے امام تھے۔ وہ لکھنو میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ اپنے چچا شیخ محمد معین سے تعلیم حاصل کی۔ تدریس وافتاء میں مشغولیت اختیار کی۔ واضح رہے کہ فرنگی محل، لکھنؤ کا ایک محلّہ ہے۔ شروع میں وہاں ایک فرانسیسی تاجر مقیم تھا جس کے تعلق کی وجہ سے یہ علاقہ فرنگی محل کہلاتا ہے"[۱۸]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'تعلیقات علی نور الأنوار شرح منار الأنوار للنسفي' لکھے اور 'نزہۃ الخواطر' میں لکھا ہے کہ انہوں نے 'نور الأنوار' کی شرح لکھی۔ تذکرہ علمائے ہندوستان کے مطابق انہوں نے 'نور الأنوار' پر حاشیہ لکھا[۱۹]۔

۵۷۔۔۔احمد علی عباسی چریا کوٹی حنفی (۱۲۰۱ھ۔۱۲۷۳ھ/ ۱۷۸۶ء۔۱۸۵۶ء): اعظم گڑھ کے مشاہیر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ علوم وفنون متداولہ میں کمال حاصل کیا۔

مؤلفاتِ اصولیہ: التلویح پر حاشیہ لکھا۔[۲۰]

۵۸۔۔۔سید مہدی بن ہادی بن مہدی بن دلدار علی حسینی لکھنوی (متوفی ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء): لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ شیعہ عالم، فقیہ ومجتہد اور صاحبِ تصنیفات تھے۔ اپنے والد سید ھادی سے علم حاصل کیا اور والد کے عم محترم سید محمد بن دلدار علی سے سند حاصل کی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'رسالۃ في الإجتهاد والتقليد' تالیف کیا[۲۱]

۵۹۔۔۔سید محمد بن دلدار علی حسینی نقوی نصیر آبادی لکھنوی (۱۱۹۹ھ۔۱۲۸۴ھ/ ۱۷۸۵ء۔۱۸۶۷ء): شیعی مجتہد وامام تھے، لکھنؤ میں ولادت ہوئی۔ فقہ واصول اور کلام میں بلند مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے سلطان العلماء کا لقب پایا۔ عوام وخواص شیعہ کے ساتھ ساتھ بادشاہان اودھ کے یہاں بھی بڑی عزت ومنزلت رکھتے
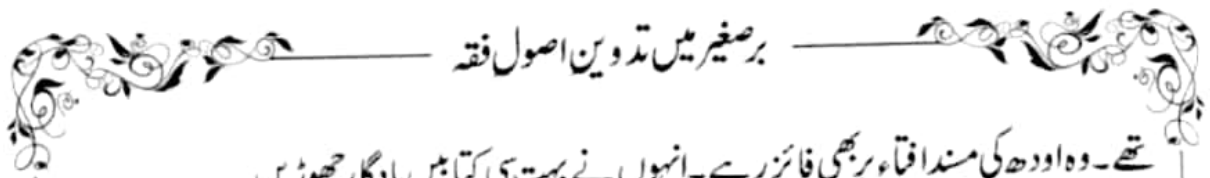
تھے۔ وہ اودھ کی مسندِ افتاء پر بھی فائز رہے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں یادگار چھوڑیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

ا۔۔۔'أصل الأصول': یہ کتاب سید مرتضی اخباری کے رد میں ہے جنہوں نے ان کے والد سید دلدار علی نقوی کی کتاب 'أساس الأصول' پر نقض وارد کیا۔ 'نزھۃ الخواطر' میں اس طرح مذکور ہے۔۔۔'و منها كتابه أصل الأصول في الرد علي السيد مرتضى الأخباري الذى نقض علي أساس الأصول لوالده السيد دلدار علي'

۲۔۔۔عاملی کی کتاب 'زبدة الأصول' کی شرح لکھی۔ یہ اصول فقہ پر اُن کی نامکمل کتاب ہے۔

۳۔۔۔'إحياء الإجتهاد' یہ اصول فقہ میں ہے[۲۲]۔

۶۰۔۔۔عبدالحلیم بن امین اللہ بن محمد اکبر بن احمد بن یعقوب لکھنوی انصاری حنفی (۱۲۳۹ھ-۱۲۸۵ھ/ ۱۸۲۳ء-۱۸۶۸ء): لکھنؤ میں پیدا ہوئے، قرآن کریم حفظ کیا۔ اپنے والد، چچا اور ماموں سے علم حاصل کیا۔ لکھنؤ، جونپور اور حیدرآباد میں تدریس کی۔ ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۵ء میں حیدرآباد میں عدل وقضا کا منصب سنبھال کر ساری زندگی خدمت کرتے رہے۔ فقیہ، اصولی اور منطقی تھے۔ ۱۲۷۹ھ/ ۱۸۶۳ء میں اہل و عیال کے ساتھ حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں شیوخ حدیث سے اجازتِ حدیث حاصل کی۔ صاحبِ 'الفوائد البهية' عبدالحی لکھنوی اُن کے بیٹے اور شاگرد تھے۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'قمر الأقمار حاشيه علی نور الأنوار شرح المنار' تالیف کیا[۲۳]۔ یہ کتاب مطبع العلوی محمد علی بخش خان ہندوستان سے مولوی سید محمد معشوق علی کی تصحیح کے ساتھ طبع ہوئی۔ 'قمر الأقمار' کا حاشیہ، 'نور الأنوار شرح المنار' اور 'حاشيه السنبلی' ایک ساتھ دو[۲] جلدوں، ۸۶۰ صفحات میں کراچی، مکتبۃ البشری سے ۱۴۲۹ھ۔ ۲۰۰۸ء اور پھر ۱۴۳۲ھ۔ ۲۰۱۱ء میں، اور 'حاشيه قمر الأقمار' مصر، مطبعہ بولاق سے ۱۳۱۶ھ میں اور بیروت، دارالکتب العلمیہ سے ۱۴۱۵ھ میں محمد عبدالسلام شاہین کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا۔

۶۱۔۔۔ابو البقاء، عبدالوہاب بن محمد غوث بن ناصر الدین شافعی (۱۲۰۸ھ-۱۲۸۵ھ/۱۷۹۳ء-۱۸۶۸ء): مدراس میں ولادت ہوئی اپنے والد مولانا محمد دائم مرید اور غلام عبدالعلی لکھنوی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ مطولات مولانا نور الحق سے پڑھے۔ شاہ نجات اللہ کرسوی سے بیعت واجازت حاصل کی۔ دو[۲] مرتبہ حج وزیارت کے لیے حرمین شریفین گئے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد بادشاہی خدمات میں مشغول
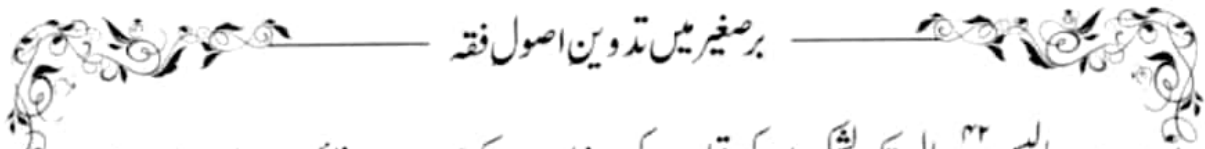
رہے۔ بیالیس[۴۲] سال تک لشکروں کی قیادت کی، وزارت کے عہدے پر فائز رہے اور بڑے بڑے القابات سے نوازے گئے، اور بہت سی کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب 'كاشف الرموزات إلى الورقات' تالیف کی[۴۴]۔

۶۲۔۔۔عبدالحکیم بن عبدالرب بن عبدالعلی بحرالعلوم لکھنوی (متوفی ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء): لکھنؤ میں پیدا ہوئے پوری زندگی درس وتدریس اور عبادت وریاضت میں گذاری۔ فقہ، اصول، منطق وحکمت میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'مسیر الدائر، شرح دائر الأصول في علم الأصول' تالیف کی۔ اس شرح کی موجودگی کے بارے میں صاحب 'نزھۃ الخواطر' لکھتے ہیں:

رأيتها عند ولده شيخنا المرحوم محمد نعيم الكهنوى

میں نے یہ شرح اپنے شیخ مرحوم محمد نعیم لکھنوی کے صاحبزادہ کے پاس دیکھی تھی[۴۵]

۔۔۔تذکرہ علمائے فرنگی محل ص ۱۴۷ میں ان کی 'شرح منار' کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۶۳۔۔۔(محمد) بشیر الدین بن (محمد) کریم الدین قاضی عثمانی قنوجی (۱۲۳۴ھ-۱۲۹۶ھ/۱۸۱۸ء-۱۸۷۸ء): فقیہ واصولی تھے، درسیات فقہ واصول فقہ میں تبحر حاصل کیا۔ ان علوم میں سند مانے جاتے تھے اور فتاوی میں اُن کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ قنوج میں ولادت اور بریلی میں نشو نما پائی، ہندوستان میں وفات ہوئی اور نجف میں تدفین ہوئی۔ فقہ اور دوسرے علوم اپنے والد سے حاصل کیے، ہندوستان کے علماء سے اکتسابِ فیض کیا۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی کے بھی شاگرد رہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تدریس کی۔ وہ بھوپال بھی تشریف لے گئے جہاں ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں منصبِ قضا پر فائز کیے گئے اور پھر ایک سال بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ مختلف فنون پر کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'كشف المبهم مما في المسلم' کے نام سے 'مسلم الثبوت' کی شرح لکھی جو اصول فقہ میں ہے۔ یہی بات 'هدية العارفين'، 'معجم الأصوليين'، 'الفتح المبين' اور 'نزهة الخواطر' کی عبارات سے واضح ہوتی ہے، جو ۱۲۸۷ھ میں کانپور سے چھپ چکی ہے[۴۶]۔ جبکہ 'إيضاح المكنون' میں اس طرح مذکور ہے

۔۔۔'کشف المبہم مما فی المسلم أعنی مسلم الثبوت فی المنطق'[۲۷]۔۔یا۔۔تو یہ ان کا سہو ہے۔۔یا۔۔ کاتب کی غلطی سے فی اصول الفقہ کے بجائے فی المنطق ہوگیا ہوا۔ور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ منطق میں بھی اس نام کی کتاب پر انہوں نے شرح لکھی ہو۔واللہ اعلم

۶۴۔۔۔**نصر اللہ خان بن محمد عمر خویشگی خورجوی حنفی** (۱۲۲۶ھ-۱۲۹۹ھ/۱۸۱۱ء-۱۸۸۲ء): خورجہ (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ مولانا احمد علی عباسی چریاکوٹی اور دیگر علمائے عصر سے حصول علم کیا۔ بعد میں حیدر آباد دکن چلے گئے، وہاں کے قاضی بھی بنائے گئے۔ متعدد کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

اصولِ فقہ میں 'إرشاد البلید فی إثبات التقلید' تالیف کی[۲۸]۔

۶۵۔۔۔**عرفان بن عمران بن عبدالحلیم تاجیکی، خراسانی، رامپوری**، (متوفی ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۷ء): خراسان میں ولادت ونشو ونما اور تعلیم ہوئی، پھر ہندوستان تشریف لاکر علامہ عبدالعلی بن نظام الدین سہالوی لکھنوی سے سند فراغت حاصل کی، پھر رامپور میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔ ان کے پانچ ۵ بیٹے تھے سب کے سب علماء تھے۔ ان میں سب سے بڑے قاضی خلیل الرحمٰن ٹونکی تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔'مدار الأصول'　　　۲۔۔۔'دوار الأصول'

۔۔۔یہ دونوں کتابیں 'دائر الاصول إلی علم الأصول' کی شرح ہیں۔ 'نزہۃ الخواطر' میں ان کی فقہ واصول فقہ میں کتابوں کی تعریف کی گئی ہے اور لکھا ہے:

له مصنفات جليلة فی الفقه والأصول منها: 'مدار الأصول' و 'دوار الأصول' كلاهما شرح دائر الأصول إلی علم الأصول'[۲۹]۔ نور الأنوار پر حاشیہ قمر الأقمار میں ملا عرفان رامپوری کے حواشی کا متعدد جگہوں پر حوالہ ملتا ہے۔ سندھ یونیورسٹی، جامشورو کے مقالہ نگار ساجد حسن خان نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے بعنوان 'علمائے ٹونک کی دینی وعلمی خدمات کا تحقیقی مطالعہ' میں ص ۵۲۔۵۵ پر اصول فقہ پر اُن کی دونوں کتابوں کی تفصیل بیان کی ہیں۔

۶۶۔۔۔**خلیل الرحمٰن بن عرفان بن عمران بن عبدالحکیم ٹونکی رامپوری** (تیرہویں صدی ہجری/ انیسویں صدی عیسوی): رامپور میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو ونما پائی۔ اپنے والد اور مفتی شرف الدین وغیرہ سے علم حاصل

کیا۔نواب میر خان کے زمانہ میں ٹونک شہر میں قضاء اکبر کے عہدہ پر فائز رہے۔ ریاضی ،تاریخ وطب میں بھی مہارت رکھتے تھے اور انہوں نے کئی کتابیں بھی لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزھۃ الخواطر' میں ہے:

'ومن مصنفاته :الدائر شرح علی منار الأصول'

ان کی مصنفات میں الدائر ہے جو منار الأصول کی شرح ہے"[30]

۶۷۔۔۔سید مرتضی اخباری لکھنوی (تیرھویں صدی ہجری/انیسویں صدی عیسوی): مشہور شیعہ علماء میں سے تھے، اخباری مذہب رکھتے اور اُسی کی حمایت کرتے۔ سید دلدار علی بن محمد معین نصیر آبادی مجتہد (متوفی ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء) سے علم حاصل کیا۔ حج وزیارت کے لیے حجاز کا سفر کیا لیکن 'مخا' میں وفات پا گئے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

نزھۃ الخواطر میں ہے'ومن مصنفاته كتابه في الرد على أساس الأصول لشيخه دلدار علي المذكور ورد عليه السيد محمد بن دلدار علي في كتابه أصل الأصول'۔

انہوں نے کتاب 'الرد علی أساس الأصول' لکھی جو اُن کے شیخ دلدار علی کی کتاب 'أساس الأصول' کا رد ہے جن کا ذکر گزر چکا ہے، اور سید محمد بن دلدار علی نے اپنی کتاب 'أصل الأصول' میں اس کا رد کیا ہے"[31]۔

حاصل کلام:

اس فصل میں برصغیر کے لکھنو، فرنگی محل، پانی پت، عظیم آباد، رائے بریلی، دہلی، بدایوں، قندھار (افغانستان)، مدراس، قنوج، یوپی، رامپور اور اعظم گڑھ سے تعلق رکھنے والے پچیس[25] اصولیین کی فن اصول فقہ پر چونتیس[34] کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا تعلق مغلیہ عہد زوال میں تیرھویں صدی ہجری/انیسویں صدی عیسوی سے تھا۔ اس دَور کے اصولیین نے برصغیر سے مغل اور مسلم حکمرانی کے خاتمہ کا مشاہدہ کیا اور وہ اس صدی میں تاریخ کی ایک کروٹ کے تجربہ سے گذر رہے تھے۔ اس دَور کے اصولیین نے زیادہ تر توجہ ماضی میں لکھی گئی کتابوں کی تشریحات وحواشی وتعلیقات وغیرہ پر مرکوز رکھی۔ فن اصول فقہ میں درس وتدریس اور حل المشکلات میں تو بہت سے اساتذہ ومشائخ کا تذکرہ ملتا ہے لیکن جن اصولیین کی تصنیف وتالیف کے بارے میں ہمیں آگاہی ہو سکی صرف اُن کا ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

﴿حواشي﴾

۱۔ Clifford Edmund Bosworth,The New Islamic Dynasties, Edinburgh: Edinburgh University press (2004)p.332

۲۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند(۱۷۰۷ء۔۱۸۰۳ء)مدیر سیّد وقار عظیم،لاہور پنجاب یونیورسٹی،طبع اوّل ۱۹۷۱ء،ج ۷،ص ۹۔۸

۳۔ حدائق الحنفیہ محمد فقیر محمد جہلمی ص،۴۸۰

۴۔ هدية العارفين في أسماء المؤلفين و آثار المصنفين،اسماعیل باشا بغدادی(متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت،دارالفکر ۱۴۰۲ھ ج ۵،ص ۵۸۶۔۵۸۷۔ألفتح المبين في طبقات الأصوليين،عبد اللہ مصطفیٰ المراغی، بیروت،محمد امین دمج (سنہ،ند) ج ۳، ص ۱۳۲۔اس میں اُن کی تاریخ وفات ۱۱۸۰ھ مذکور ہے۔معجم الأصوليين،محمد مظہر بقا،مکۃ المکرمہ جامعہ ام القریٰ ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۲۱۶۔۲۱۵ (۴۴۸)۔نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر،عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ)ہند،رائے بریلی مکتبہ دار عرفات ۱۹۹۱ء۔ ۱۴۱۲ھ ملتان،ادارہ تالیفات اشرفیہ،ج ۷،ص ۳۱۸۔۳۱۳ (۴۹۸)۔حدائق حنفیہ ص ۴۸۵۔تذکرہ علمائے فرنگی محل،محمد عنایت اللہ فرنگی محلی،کراچی،ماس پرنٹرز و پبلشرز ۱۹۹۱ء،ص ۱۴۱۔۱۳۷۔تذکرہ علمائے ہندوستان،سید محمد حسین بدایونی (م:۱۹۱۸ء)لاہور،دارالنعمان پبلیشرز ۲۰۱۸ء ص ۲۳۹

۵۔ رودِ کوثر،شیخ محمد اکرم،لاہور،ادارہ ثقافتِ اسلامیہ ۱۹۷۹ء،ص ۶۱۰،اس میں بحرالعلوم کی تاریخ وفات ۱۲۳۵ھ/۱۸۱۹ء مذکور ہے

۶۔ نزهة الخواطر،عبدالحی،ج ۷،ص ۴۴۳۔۴۴۲(۷۴۳)۔فقہائے پاک و ہند،محمد اسحٰق بھٹی، لاہور ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۸۹ء،ج ۳،ص ۲۷۵۔۲۷۳۔تذکرہ علمائے فرنگی محل،محمد عنایت اللہ ص ۱۷۳۔تذکرہ علمائے ہندوستان،سید محمد حسین بدایونی ص،۳۶۰۔۳۵۹

۷۔ تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی محمود الحسن عارف۔لاہور،ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۵ء ص ۳۱

۸۔ پانی پت کے علماء و مشائخ کی علمی و دینی خدمات،عبدالمحسن چندریگر،لاہور،فکشن ہاوس ۲۰۱۷ء، ص ۸۸

۹۔ نزهة الخواطر،عبدالحی،ج ۷، ص ۹۷۔۹۶(۱۴۵)

کیا۔نواب میر خان کے زمانہ میں ٹونک شہر میں قضاء اکبر کے عہدہ پر فائز رہے۔ریاضی ،تاریخ وطب میں بھی مہارت رکھتے تھے اورانہوں نے کئی کتابیں بھی لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزھۃ الخواطر' میں ہے:

'ومن مصنفاته :الدائرشرح علی منارالأصول'

ان کی مصنفات میں الدائر ہے جومنارالأصول کی شرح ہے[30]

۶۷۔۔۔**سید مرتضی اخباری لکھنوی (تیرھویں صدی ہجری/انیسویں صدی عیسوی):** مشہور شیعہ علماء میں سے تھے، اخباری مذہب رکھتے اوراُسی کی حمایت کرتے۔سید دلدار علی بن محمد معین نصیرآبادی مجتہد (متوفی ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء) سے علم حاصل کیا۔حج وزیارت کے لیے حجاز کا سفر کیا لیکن 'مخا' میں وفات پاگئے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

نزھۃ الخواطر میں ہے'ومن مصنفاته كتابه في الرد على أساس الأصول لشيخه دلدار علي المذكور ورد عليه السيد محمد بن دلدار علي في كتابه أصل الأصول'۔

انہوں نے کتاب'الرد علی أساس الأصول' لکھی جواُن کے شیخ دلدار علی کی کتاب 'أساس الأصول' کا رَد ہے جن کا ذکر گزر چکا ہے،اورسید محمد بن دلدار علی نے اپنی کتاب 'أصل الأصول' میں اس کا رَد کیا ہے[31]۔

حاصل کلام:

اس فصل میں برصغیر کے لکھنو،فرنگی محل، پانی پت،عظیم آباد، رائے بریلی، دہلی، بدایوں،قندھار(افغانستان)، مدراس،قنوج، یوپی، رامپوراوراعظم گڑھ سے تعلق رکھنے والے پچیس[25] اصولیین کی فن اصول فقہ پر چونتیس[34] کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا تعلق مغلیہ عہدِ زوال میں تیرھویں صدی ہجری/ انیسویں صدی عیسوی سے تھا۔اس دَور کے اصولیین نے برصغیر سے مغل اور مسلم حکمرانی کے خاتمہ کا مشاہدہ کیا اوروہ اس صدی میں تاریخ کی ایک کروٹ کے تجربہ سے گذر رہے تھے۔اس دَور کے اصولیین نے زیادہ تر توجہ ماضی میں لکھی گئی کتابوں کی تشریحات وحواشی وتعلیقات وغیرہ پر مرکوز رکھی۔فن اصول فقہ میں درس وتدریس اور حل المشکلات میں تو بہت سے اساتذہ ومشائخ کا تذکرہ ملتا ہے لیکن جن اصولیین کی تصنیف وتالیف کے بارے میں ہمیں آگاہی ہوسکی صرف اُن کا ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

﴿حواشی﴾

۱۔ Clifford Edmund Bosworth,The New Islamic Dynasties, Edinburgh: Edinburgh University press (2004)p.332

۲۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند (۱۷۰۷ء۔۱۸۰۳ء) مدیر سیّد وقار عظیم، لاہور پنجاب یونیورسٹی، طبع اوّل ۱۹۷۱ء، ج ۷، ص ۹۔۸

۳۔ حدائق الحنفیہ محمد فقیر محمد جہلمی ص ۴۸۰،

۴۔ هدية العارفين في أسماء المؤلفين و آثار المصنفين، اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ ج ۵، ص ۵۸۶۔۵۸۷۔ الفتح المبين في طبقات الأصوليين، عبد اللہ مصطفی المراغی، بیروت، محمد امین دج (سنہ، ند) ج ۳، ص ۱۳۲۔ اس میں اُن کی تاریخ وفات ۱۱۸۰ھ مذکور ہے۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، مکۃ المکرمہ جامعہ ام القری ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۲۱۶۔۲۱۵ (۴۴۸)۔ نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) ہند، رائے بریلی مکتبہ دار عرفات ۱۹۹۱ء۔ ۱۴۱۲ھ ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ج ۷، ص ۳۱۸۔۳۱۳ (۴۹۸)۔ حدائق حنفیہ ص ۴۸۵۔ تذکرہ علمائے فرنگی محل، محمد عنایت اللہ فرنگی محلی، کراچی، ماس پرنٹرز و پبلشرز ۱۹۹۱ء، ص ۱۴۱۔۱۳۷۔ تذکرہ علمائے ہندوستان، سید محمد حسین بدایونی (م: ۱۹۱۸ء) لاہور، دارالنعمان پبلیشرز ۲۰۱۸ء ص ۲۳۹

۵۔ رودِ کوثر، شیخ محمد اکرم، لاہور، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ ۱۹۷۹ء، ص ۶۱۰، اس میں بحرالعلوم کی تاریخ وفات ۱۲۳۵ھ/۱۸۱۹ء مذکور ہے

۶۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۴۴۳۔۴۴۲ (۷۴۳)۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحٰق بھٹی، لاہور ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۸۹ء، ج ۳، ص ۲۷۵۔۲۷۳۔ تذکرہ علمائے فرنگی محل، محمد عنایت اللہ ص ۱۷۳۔ تذکرہ علمائے ہندوستان، سید محمد حسین بدایونی ص ۳۶۰۔۳۵۹

۷۔ تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی محمود الحسن عارف۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۵ء ص ۳۱

۸۔ پانی پت کے علماء و مشائخ کی علمی و دینی خدمات، عبدالمحسن چندریگر، لاہور، فکشن ہاوس ۲۰۱۷ء، ص ۸۸

۹۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۹۷۔۹۶ (۱۴۵)

۱۰۔ هدية العارفين، اسماعیل باشا بغدادی ج ۵، ص ۲۷۷۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۱۰۲ (۳۴۰)

۱۱۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۱۸۸۔۱۸۶ (۲۹۴)

۱۲۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحق بھٹی، ج ۳، ص ۱۹۹۔۱۸۷ ملخص۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۷۱-۶۶ (۹۹)

۱۳۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۸۵۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۱، ص ۲۸۸ (۲۳۱) فن اصول فقہ کی تاریخ، عہد رسالت مآب ﷺ تا عصر حاضر فاروق حسن، کراچی، دارالاشاعت ۲۰۰۶ء، ص ۳۳۴۔ تذکرہ علمائے فرنگی محل، محمد عنایت اللہ ص ۳۸

۱۴۔ حدائق حنفیہ، مولوی فقیر محمد جہلمی کراچی: مکتبہ ربیعہ (سنہ ندارد) ص ۴۹۱

۱۵۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحق بھٹی، ج ۳، ص ۳۴۴۔۳۴۳۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۵۳۷ (۹۴۷)

۱۶۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۳۱۔۳۰ (۲۵۹)

۱۷۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۵۷۹۔۵۷۸ (۱۰۰۸)۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحق بھٹی، ج ۳، ص ۴۳۳۔۴۳۲۔ تذکرہ علمائے فرنگی محل، محمد عنایت اللہ ص ۱۹۹۔۱۹۷

۱۸۔ رود کوثر، شیخ محمد اکرم، ص ۶۰۴

۱۹۔ نزهة الخواطر، محمد مظہر بقا، ج ۷، ص ۱۷۵۔۱۷۴ (۲۷۷)۔ ألفتح المبين، عبداللہ المصطفى المراغي، ج ۳، ص ۱۵۴۔ معجم الاصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۸۶ (۳۲۱)۔ حركة التاليف باللغة العربية في الإقليم الشمالي الهندي في القرنين الثامن عشر والتاسع عشر، جمیل احمد، ص ۳۵۵۔۳۵۴، کبرائی جامع الدراسات الإسلاميه (سنہ ندارد) تذکرہ علمائے ہندوستان، سید محمد حسین بدایونی ص ۱۵۳، اور ۵۳۹

۲۰۔ تذکرہ علمائے ہندوستان، سید محمد حسین بدایونی ص ۱۰۲۔۱۰۱، اور ۴۷۸

۲۱۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۵۳۸ (۹۲۵)۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحق بھٹی، ج ۳، ص ۳۴۴

۲۲۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحق بھٹی، ج ۳، ص ۱۲۸۔۱۲۶۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۴۵۶۔۴۵۵ (۷۶۸)

۲۳۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۲۷۶۔۲۷۵ (۴۴۸)۔ الفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی، ج ۳، ص ۱۵۴۔ تذکرہ علماء فرنگی محل، محمد عنایت اللہ ص ۱۳۰۔۱۲۹

۲۴۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۳۴۹۔۳۴۸ (۵۵۰)

۲۵۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۱۲۳ (۳۹۸)۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۲۷۳ (۴۴۳) اس میں تاریخ وفات ۱۲۸۶ھ مذکور ہے۔۔ تذکرہ علماء فرنگی محل، محمد عنایت اللہ ص ۱۴۷

۲۶۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۵ (۱۳۴)۔ هدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی ج ۶، ص ۳۷۲۔ ألفتح المبین، عبداللہ المصطفی المراغی، ج ۳، ص ۱۵۱۔ نزہۃ الخواطر، عبد الحی، ج ۷، ص ۱۱۵۔۱۱۳ (۱۶۹)

۲۷۔ إیضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسمعیل باشا بن محمد امین البابانی البغدادی۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء، ج ۴، ص ۳۶۴

۲۸۔ فقہائے پاک و ہند، محمد اسحٰق بھٹی، ج ۳، ص ۳۶۲۔۳۶۳۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۵۰۱۔ ۵۰۰

۲۹۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ج ۷، ص ۳۵۱ (۵۵۴)

۳۰۔ حوالہ سابق، ص ۱۸۰ (۲۸۷)

۳۱۔ حوالہ سابق، ص ۵۲۶۔۵۲۵ (۸۹۶)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆
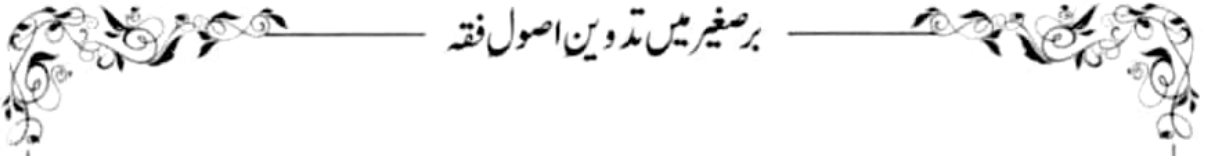
فصل پنجم

برصغیر میں علم اصول فقہ کی تدوین

(چودھویں صدی ہجری)

ابتدائیہ:

چودھویں صدی ہجری (۱۸۸۲ء۔۱۹۷۹ء) میں برصغیر کے مسلمان تاریخ کے ایک نئے دَور اور تجربے سے گذرے۔ جنگ عظیم اوّل و دوئم شروع ہو کر ختم ہوئیں، خلافتِ عثمانیہ اور پھر برطانوی عہد کا خاتمہ ہوا، ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۱۳ء/ ۱۳۳۱ھ میں مچھلی بازار کانپور کی مسجد میں احتجاج کرنے والوں اور پُر امن جلوس کے شرکاء پر برطانوی فوج کی گولیوں سے ۷۰ مسلمان شہید ہو گئے، بے شمار کو گرفتار کیا گیا، مقدمات قائم کئے گئے۔ ۱۹۱۹ء/ ۱۳۳۷ھ میں برطانوی حکومت نے مالا بار کے موپلا مسلمانوں پر تحریکِ آزادی ہند میں حصہ لینے کی پاداشت میں مظالم کئے۔ ۱۹۲۶ء/ ۱۳۴۴ھ میں مہاسبھائیوں اور آریا سماجیوں نے شدھی سنگھٹن تحریک شروع کی جس کا مقصد مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوشش کرنا اور اسلام کا مذاق اُڑانا تھا۔

۶۸۔۔۔امیر علی بن معظم علی الحسینی ملیح آبادی لکھنوی (۱۲۷۴ھ۔۱۳۰۰ھ بعدہ۔۔یا۔۔۱۳۳۷ھ)/ ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۸۲ء بعدہ۔۔یا۔۔۱۹۱۸ء): نے لکھنو میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔ قاضی بشیر الدین عثمانی القنوجی وغیرہ سے اصول و کلام و منطق و حکمت کی تعلیم حاصل کی۔ علم حدیث دہلی میں نذیر حسین دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ۔۱۹۰۲ء) سے حاصل کیا۔ تیس ۳۰ برس تک ندوۃ العلماء لکھنؤ سے وابستہ رہے۔ مطبع نول کشور سے وابستہ ہو کر کتابوں کی تصحیح اور اُن پر حاشیہ لکھنے کی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ انہوں نے ہندوستان کے مختلف مدارس اور جدہ میں تدریس کی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'التوضیح والتلویح' پر ایک مفصل حاشیہ لکھا[1]۔ 'التنقیح' متن ہے، 'التوضیح' اس متن کی شرح ہے جو خود صاحب متن صدر الشریعہ الاصغر نے لکھی۔ بعد میں علامہ التفتازانی شافعی نے التلویح کے نام سے 'التنقیح' کی شرح لکھی۔ 'التنقیح والتوضیح والتلویح' پر کثرت سے حواشی، شروح و تعلیقات لکھے گئے۔ صرف 'التلویح' پر حواشی و تعلیقات کی تعداد کم از کم ستاون[2] جبکہ 'التنقیح والتوضیح' پر ان کی

تعداد کم از کم پچیس ۲۵ ہے[۳]۔

برصغیر پاک و ہند کے متعدد علماء کرام نے 'التنقیح والتوضیح والتلویح' پر شروح، شرح الشرح، حواشی و تعلیقات وغیرہ لکھے۔ مثلاً: جمال الدین دہلوی، عبداللہ بن محمد حسین (متوفی ۷۵۰ھ/۱۳۴۹ء) معروف بہ نقرہ کار نے 'التنقیح' کی شرح لکھی اور اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے زین الدین قاسم بن قطلو بغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ/۱۴۷۴ء) نے اس شرح پر حاشیہ لکھا[۴]۔ شاہ وجیہ الدین احمد بن سیّد نصر اللہ بن سیّد عماد الدین بن سید عطاء الدین گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء) نے 'حاشیہ علی التلویح' لکھا[۵]۔ سیّد ابوظفر ندوی نے اپنے مضمون 'حضرت شاہ وجیہ الدین علوی' میں اس حاشیہ کا مختصر تعارف پیش کیا ہے جو مارچ ۱۹۳۳ء۔ ذیقعدۃ ۱۳۵۱ھ میں معارف اعظم گڑھ ہندوستان سے شائع ہوا۔ شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری (متوفی ۱۰۰۳ھ/۱۵۹۴ء)[۶] عبدالحکیم بن شمس الدین محمد ملک العلیٰ سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۶ء) نے 'حواشی علی التلویح علی المقدمات الأربع تالیف' کیے[۷]۔ عبداللہ بن عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۸۰ھ۔۔۔یا۔۔۔۱۰۹۳ھ) نے 'شرح التنقیح اور التصریح بغوامص التلویح' تالیف کی[۸]۔ جمال الدین بن رکن الدین العمری چشتی گجراتی (متوفی ۱۱۲۴ھ/ ۱۷۱۲ء) نے 'التلویح' پر حاشیہ لکھا[۹]۔ امان اللہ بن نور اللہ بن الحسین بنارسی حنفی (متوفی ۱۱۳۳ھ/۱۷۲۰ء) نے 'حواشی علی التلویح' لکھے[۱۰]۔ امین اللہ بن احمد لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء) نے 'حاشیہ علی التوضیح والتلویح' لکھا[۱۱]۔ اور نور الدین بن محمد صالح احمد آبادی گجراتی حنفی (متوفی ۱۱۵۵ھ/۱۷۴۲ء) وغیرہ نے بھی حواشی لکھے[۱۲]۔

۶۹۔۔۔سید حیدر علی رضوی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء): شیعہ عالم و مجتہد تھے۔ اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، 'زبدۃ الأصول، تہذیب الأصول اور مسلم الثبوت' مولوی احمد علی محمد آبادی سے پڑھیں۔ لکھنؤ کے مدرسہ ایمانیہ میں تدریس کی، علم معقول و منقول اور شعر و ادب میں مہارت رکھتے تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'زبدۃ الأصول' کی شرح لکھی[۱۳]۔

۷۰۔۔۔ابوالحسنات، محمد عبدالحی بن محمد عبدالحلیم بن محمد امین فرنگی محلی لکھنوی حنفی (۱۲۶۴ھ۔۱۳۰۴ھ/ ۱۸۴۸ء۔۱۸۸۶ء): باندہ (اتر پردیش) میں پیدا ہوئے اور لکھنؤ میں وفات و تدفین ہوئی۔ انہوں نے اپنے والد، ماموں اور دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ وہ پہلی بار ۱۲۷۹ھ/۳۔۱۸۶۲ء میں اپنے والد کے ہمراہ اور دوسری بار ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء میں زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ مکہ معظمہ میں شیخ الشافعیہ سید

احمد دحلان سے ان تمام علوم کی اجازت حاصل کی جواُن کو اپنے شیوخ سے حاصل تھی۔ وہ کثیر الدرس اور کثیر التصانیف تھے[14]۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے 'مقدمہ عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایہ' میں اپنی ۸۷ تصنیفات کے نام تحریر کیے ہیں۔ ان کے فتاویٰ 'مجموعۃ الفتاویٰ' کے نام سے تین جلدوں میں لکھنؤ سے ۹۰۔۱۸۸۹ء میں چھپ چکے ہیں۔ 'ھدیۃ العارفین' میں ان کا نام محمد بن عبدالحی مذکور ہے 'الفوائد البھیہ' اور 'نزھۃ الخواطر' میں ان کا نام محمد عبدالحی مذکور ہے۔

'نزھۃ الخواطر' میں اصول وفروع میں ان کی کامل دسترس کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے: 'ولہ فی الأصول والفروع قوۃ کاملۃ وقدرۃ شاملہ، وفضیلۃ تامۃ، وإحاطۃ عامۃ[15]...'

مؤلفاتِ اصولیہ:

ولی الدین ندوی کے مطابق انہوں نے 'التوضیح والتلویح' پر حاشیہ لکھا[16]۔ اور امام لکھنوی نے خود اپنے اس حاشیہ کا ذکر 'کتاب النافع الکبیر' میں[17] اور اسی طرح شیخ محمد عبدالباقی نے 'حسرۃ الفحول' میں اور محمد عنایت اللہ نے 'تذکرۂ علمائے فرنگی محل' میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے[18]۔ شیخ المراغی کے مطابق ان کی مجموعی تالیفات چار سو چالیس[440] تک جا پہنچتی ہیں اور انہوں نے کتاب 'اکام النفائس فی أداء الأذکار بلسان فارس' بھی اصول میں لکھی تھی[19]۔ 'تذکرہ علماے ہند' میں اس طرح مذکور ہے: آکام النفائس فی أداء الأذکار فی لسان فارس۔ 'نزھۃ الخواطر' میں اس کو عبدالحی کی فقہ وحدیث کی کتابوں کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے[20]۔

۱۷۔ محمد حسن بن ظہور حسن بن شمس علی، بنی اسرائیلی سنبھلی (۱۲۶۴ھ۔۱۳۰۵ھ/۱۸۴۸ء۔۱۸۸۸ء):

نے سنبھل شہر میں ولادت ونشونما اور وفات پائی اور پہلے سنبھل اور پھر رام پور اور بدایوں جا کر تعلیم حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں مفتی عبدالسلام سنبھلی، مولانا عبدالکریم خان، مولانا محمد قاسم نانوتوی، اور مولانا یونس علی بدایونی وغیرہ شامل ہیں۔ وہ نول کشور پریس سے بھی وابستہ رہے۔ وہ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ صحابی کی اولاد میں سے تھے اس لیے بنی اسرائیلی کہلاتے تھے[21]۔ انہوں نے مختلف مدارس عربیہ میں تدریس کرنے کے ساتھ کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'شرح بالقول علی أصول الشاشی' تالیف کی[22]۔ 'تذکرۂ علمائے ہند' کے مطابق انہوں نے 'أصول الشاشی' پر حاشیہ لکھا تھا[23]۔

۷۲۔۔۔عباس قلی خان (متوفی ۱۳۰۵ھ بعدۂ/۱۸۸۷ء بعدۂ):
مؤلفاتِ اصولیہ:
انہوں نے 'عمدة الحواشي على أصول الشاشي' لکھی جو اصل کتاب کے ساتھ چھپ چکی ہے[۲۴]۔

۷۳۔۔۔عباس بن علی بن جعفر بن ابی طالب بن نور الدین بن نعمت اللہ موسوی، جزائری، تستری لکھنوی
(۱۲۲۴ھ۔۱۳۰۶ھ/۱۸۰۹ء۔۱۸۸۸ء): کے دادا جعفر بن طالب نے ہندوستان آ کر لکھنؤ شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت حاصل کی۔ اور پھر امجد علی شاہ کے زمانہ میں مدرسہ سلطانیہ میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ ۱۲۶۱ھ/۱۸۴۵ء میں دیوان وزارت میں افتاء کی ذمہ داری سونپی گئی۔ بادشاہِ اودھ نے آپ کو 'تاج العلماء' اور 'افتخار الفضلاء' کا لقب دیا۔ تقریباً ڈیڑھ سو ۱۵۰ کتابیں لکھیں۔
مؤلفاتِ اصولیہ:
اصول فقہ میں کتاب 'خلاصة جامع الأصول' تالیف کی[۲۵]۔

۷۴۔۔۔نواب محمد صدیق حسن خان بن علی ابن لطف اللہ ابو الطیّب الحسینی البخاری قنوجی ھندی (۱۲۴۸ھ۔۱۳۰۷ھ/۱۸۳۲ء۔۱۸۸۹ء): بریلی میں پیدا ہوئے اور پھر اپنے آبائی وطن قنوج آ گئے، پھر حصول علم ورزق کے لیے بھوپال آئے۔ ریاست بھوپال کی ملکہ نواب شاہجہاں بیگم سے نکاح کیا۔ ائمہ فقہ خاص کر امام ابو حنیفہ اور تصوف سے سخت بدگمان تھے مگر اس کے باوجود احناف کے طریقے پر نماز ادا کرتے۔ آمین بالجہر نہیں کہتے، ہاتھ کو سینے پر نہیں باندھتے، تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہیں کرتے، ایک ہی رکعت کا وتر کرتے اور تراویح میں ۸ رکعتیں پڑھتے۔ تقریباً تین سو ۳۰۰ کتابیں اور کتابچے عربی، فارسی اور ہندی میں لکھے۔
مؤلفاتِ اصولیہ:
المراغی نے ان کی اجتہاد وتقلید پر ان دو ۲ کتابوں کا ذکر کیا ہے 'الاقليد لأدلة الإجتهاد والتقليد في علم الأصول'۔ یہ کتاب مطبعہ الجوائب الکائنۃ القسطنطیہ سے ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۹ء میں ۷۴ صفحات میں اور دوسری کتاب الطريقة المثلى في الإرشاد إلى ترك التقليد واتباع ما هو الأولى مطبعہ الجوائب آستانہ سے ۱۲۹۶ھ میں ۵۹ صفحات میں طبع ہوئی اور پھر دار ابن حزم بیروت سے ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء میں ابو عبد الرحمن سعید مع شائۃ کی تحقیق، تعلیق اور تخریج احادیث کے ساتھ شائع ہوئی۔ نواب صاحب نے اپنے حالات میں کتاب 'البقاء المنن بالقاء المحن' لکھی جو بھوپال سے شائع ہوئی جبکہ ان کی مکمل ومفصل سوانح عمری ماثر صدیقی معروف بہ سیرت والا جاہی

کے نام سے ان کے صاحبزادے نواب علی حسن خان بہادر نے چار[۴] جلدوں میں مرتب کی جو مطبع نول کشور لکھنؤ سے ۱۳۴۳ھ/ ۲۵-۱۹۲۴ء میں شائع ہوگئی۔ انہوں نے کتاب 'حصول المامول من علم الأصول' لکھی جو کہ محمد بن عبداللہ الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) کی کتاب 'إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من الأصول' کی تلخیص ہے"[۲۶]۔ 'إرشاد الفحول' مختلف مطابع سے کئی بار چھپ چکی ہے۔ یہ کتاب مطبعہ الجوانب القسطنیہ سے ۱۲۹۶ھ/۱۸۶۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ دکتور شعبان محمد اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ دو[۲] جلدوں میں مصر، دارالکتبی (سن، ند) سے، مطبع السعادۃ سے ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء میں اور مصر مکتبہ المنیر یہ سے ۱۳۴۷ھ/ ۱۹۲۹ء میں اور مصر مکتبہ الحلبی سے ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء میں اور ریاض، مکتبہ دارالفضیلۃ سے ۱۴۲۱ھ میں دو[۲] جلدوں میں ابوحفص سامی بن العرب الاثری مصری کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد اور جامع ریاض کلیہ شریعہ کے استاد سعد بن ناصر بن عبدالعزیز الشثری کی تقدیم کے ساتھ بھی طبع ہو چکی ہے۔

کتاب تحصیل المأمول من علم الأصول، مختصر ارشاد الفحول پر احمد فرید المزیدی نے تحقیق وتعلیق پیش کی۔ منتھی السّول فی علم الأصول لسیف الدین امدی (م ۶۳۱ھ) اور تحصیل المأمول من علم الأصول، مختصر ارشاد الفحول ایک ساتھ بیروت دارالکتب العلمیہ سے ۲۰۰۳ء۔۱۴۲۴ھ میں ۳۶۷ صفحات میں شائع ہو چکی ہیں۔

'حصول المامول' پہلی مرتبہ قاہرہ دارالصحوۃ سے مقتدی حسن الازہری کی تعلیق کے ساتھ ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۵ء میں چھپی تھی۔ امام محمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ/ ۱۸۳۵ء) نے بہت سے مقامات میں برصغیر کے پہلے اصولی صفی الدین محمد بن عبدالرحیم بن محمد ہندی دہلوی الشافعی (۶۴۴ھ۔ ۷۱۵ھ/ ۱۲۴۶۔ ۱۳۱۵ء) کی کتاب 'نهاية الوصول إلى علم الأصول' سے نقل کیا ہے۔ جس کا ذکر دکتور محمد شعبان نے 'إرشاد الفحول' کے تحقیقی مقدمہ میں کیا ہے۔ دراصل امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) نے 'المحصول فی علم الأصول' تالیف کی۔ شیخ صفی الدین نے 'نهاية الوصول إلى علم الأصول' کے نام سے اس کی شرح لکھی جو تین[۳] مجلدات پر مشتمل تھی۔ اور اب یہ شرح 'نهاية الوصول فی دراية الأصول' کے نام سے صالح بن سلیمان الیوسف اور دکتور سعد بن سالم الشریح کی تحقیق کے ساتھ ۸ مجلدات میں مکۃ المکرمہ، المکتبہ التجاریہ (سن، ند) سے چھپ چکی ہے۔

۷۵۔۔۔ارشاد حسین رامپوری ۱۲۴۸ھ۔ ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۳۲ء۔ ۱۸۹۳ء: رامپور میں تدریس علوم شریعت اور تعلیم فنون طریقت میں کمال استقلال کے ساتھ مشغول رہے۔ سلسلۂ نسب حضرت مجدد الف ثانی سے جا ملتا ہے۔ حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی سے شرف بیعت وخلافت حاصل کی۔
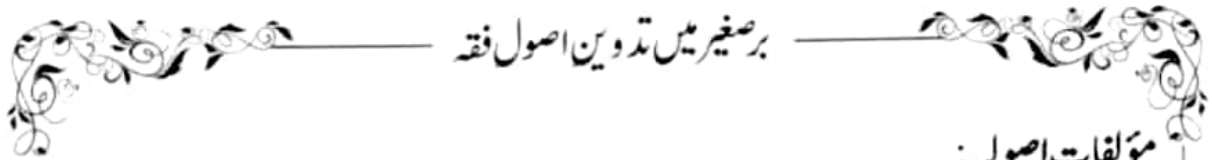
مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'انتصار الحق' تالیف کی۔ سید نذیر حسین دہلوی کی کتاب 'معیار الحق' کے جواب میں ایک شاندار کتاب تالیف کی جو تائید تقلید حنفی میں ہے۔ سید نذیر حسین کے شاگرد امیر حسن سہوانی (م ۱۸۷۴ء۔ ۱۲۹۱ھ) نے 'انتصار الحق' کے رد میں چار[۴] کتابیں لکھیں[۲۷]۔

۷۶۔۔۔السید ابوالحسن کشمیری امامی لکھنوی معروف بہ میر ابو صاحب (۱۲۶۰ھ۔۱۳۱۳ھ/۱۸۴۴ء۔۱۸۹۵ء):

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'إسعاف المامول شرح زبدة الأصول' تالیف کی جو ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء میں لکھنؤ سے چھپ چکی ہے[۲۸]۔

۷۷۔۔۔عبدالحق بن فضل حق بن فضل امام العمری خیرآبادی حنفی (۱۲۴۴ھ۔۱۳۱۶ھ/۱۸۲۸ء۔۱۸۸۹ء):

فن منطق وحکمت اور دوسرے علوم میں کمال رکھتے تھے۔ وہ علوم عقلیہ میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ وہ مولانا فضل حق خیرآبادی کے صاحبزادے اور شاگرد تھے جنہیں انگریزوں نے غدر کے الزام میں دریائے شور کی سزا دی اور اُسی اسر وقید کی حالت میں آپ کا انتقال جزیرہ انڈمان میں ہوا۔ وہ رئیس رام پور کے دربار میں اعزاز کے ساتھ وابستہ تھے[۲۹]۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں دہلی میں تھے، والد کی گرفتاری پر لکھنؤ پہنچ کر پیروی کی۔ خیرآباد، ٹونک، اور پھر مدرسہ عالیہ کلکتہ میں خدمات انجام دینے لگے۔ نواب کلب علی خان رامپوری کی خواہش پر رامپور آئے جہاں نواب نے ان کی شاگردی اختیار کی۔ وہ تقریباً چودہ[۱۴] برس تک حاکم مدافعہ اور مدرسہ عالیہ رامپور کے عمید رہے۔ شاہ اللہ بخش تونسوی سے چشتیہ سلسلہ میں بیعت کی۔ انگریز حکومت نے انہیں 'شمس العلماء' کا خطاب دیا[۳۰]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے اصول فقہ میں کتابیں لکھیں، جیسے 'شرح مسلم الثبوت للبهاري' 'رود کوثر' میں لکھا ہے کہ 'مسلم الثبوت' فقہ اور اصول فقہ سے متعلق ایک بلند پایہ کتاب ہے اور علامہ بحرالعلوم اور دوسرے علماء نے اس پر حاشیے لکھے ہیں[۳۱]۔ 'مسلم الثبوت' پر متعدد شروح لکھی گئیں۔ مثلاً: عبدالعلی محمد بن نظام الدین الانصاری الہندی (متوفی ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) نے اس کی ایک عمدہ شرح لکھی اور اس کا نام 'فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت' رکھا[۳۲]۔ کتب خانہ مدرسہ محمدی باغ دیوان صاحب، مدراس میں جو ان کے خود تحریر کردہ مخطوطات ہیں اُن میں ایک 'شرح مبادی المسلم' دو[۲] جلدوں پر ہے۔ اس کی دوسری جلد کے مزید دس[۱۰] نسخے ہیں

جن میں سے بعض مخطوطات پر 'شرح مبادی المسلم' اور بعض پر 'فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت' تحریر ہے۔ عبدالحق فرنگی محلی (متوفی ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء) نے بھی 'شرح مسلم الثبوت' لکھی[۳۳]۔ محب اللہ بن عبدالشکور العثمانی الصدیقی بہاری حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء) نے 'مسلم الثبوت' لکھی جو مدارس کے نصاب میں شامل رہی۔ اس کتاب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ متاخرین علمائے اصول فقہ کے طریقہ تدوین پر لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے زیادہ دقیق اور جامع کتاب ہے۔ اس میں ابن الہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ/۱۴۵۶ء) کی 'التحریر' اور تاج الدین السبکی شافعی (متوفی ۷۷۱ھ/۱۳۶۹ء) کی کتاب 'جمع الجوامع' کے انتہائی ایجاز واختصار کے باوجود بڑے واضح اور سہل انداز میں فقہی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 'شرح حصول المأمول للنواب صدیق حسن خان'[۳۴] بھی تالیف کی۔

۷۸۔۔۔سید محمد نذیر حسین دہلوی زیدی (۱۲۲۰ھ-۱۳۲۰ھ/۱۸۰۵ء-۱۹۰۲ء): بہار کے ضلع مونگیر، سورج گڑھ میں پیدا ہوئے، عرصہ دراز تک دہلی میں رہے۔ ان کا خاندان علم وفضل اور دولت ووجاہت میں ممتاز تھا۔ پٹنہ، دہلی، غازی پور، بنارس اور کانپور جاکر تعلیم حاصل کی۔ مولانا اخوند قندھاری اور مولانا جلال الدین ہروی سے معقولات کی کتابیں پڑھیں۔ سرسید احمد خان نے 'آثار الصنادید' میں فقہ واصول فقہ میں ان کی دسترس کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ اس کا اندازہ ان کے فتاویٰ سے بھی ہوتا ہے۔ انہوں نے مسجد اورنگ آبادی میں اپنا مستقل حلقہء درس قائم کیا جہاں اصول فقہ سمیت فنون درسیہ کے ہر شعبہ کی تعلیم دیتے۔ ان کے حلقہ درس میں ہندوستانی طلبہ کے علاوہ حجاز، یمن، نجد، شام، حبش، افریقہ، تیونس، الجزائر، کابل، غزنی، قندھار، پشاور، سمرقند، بلخ، بخارا، داغستان، ایشائے کوچک، ایران، خراسان، مشہد، ہرات اور چین وغیرہ کے طلبہ بھی شامل تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

مولانا عبدالرقیب کے مطابق انہوں نے فن اصول فقہ پر کتاب 'معیار الحق' تالیف کی تھی[۳۵]۔ دراصل یہ کتاب تقلید کے بارے میں ہے۔ مولانا ارشاد حسین رامپوری (۱۲۴۸ھ-۱۳۱۱ھ/۱۸۳۲ء-۱۸۹۳ء) نے 'انتصار الحق' کے نام سے اردو زبان میں ۴۱۶ صفحات پر کتاب لکھی جو 'معیار الحق' کا رد ہے۔ یہ کتاب آن لائن موجود ہے[۳۶]۔

۷۹۔۔۔محمد عبدالباقی بن علی محمد (ولادت ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء۔م:۱۳۲۱ھ بعدہٗ/۱۹۰۳ء بعدہٗ): فرنگی محل کے عالی سند اور جید عالم دین تھے۔ ۱۳۰۸ھ-۱۸۹۰ء میں علمائے حرمین سے حدیث کی سند حاصل کی۔ ۱۳۱۲ھ-۱۸۹۴ء میں فریضہ حج ادا کیا اور پھر ۱۳۲۱ھ-۱۹۰۳ء میں آخری حج ادا فرمانے کے بعد مستقل مدینہ
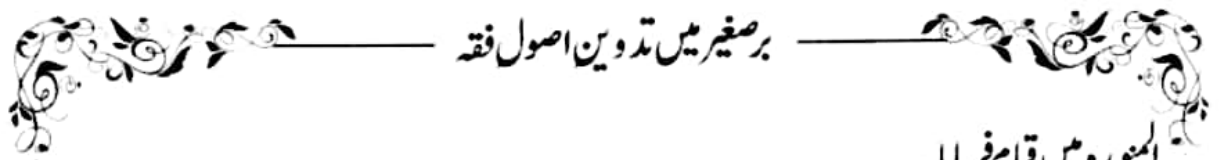
المنورہ میں قیام فرمایا۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

آپ نے 'حاشیہ توضیح و تلویح' لکھا جو نامکمل رہا۔ مگر اس کے باوجود تذکرہ علمائے فرنگی محل میں اس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے: ۔حاشیہ توضیح و تلویح بیمثل اور نہایت مفید ہے[۳۷]۔

۸۰۔۔۔قاضی عبدالحق بن محمد اعظم کابلی حنفی (متوفی ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء): کی کابل میں ولادت ونشو ونما اور بھوپال میں وفات ہوئی۔ ہندوستان کے مختلف شہروں کے علمی اسفار کئے، علماء ومشائخ سے تحصیل علم کیا۔ حج وزیارت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ وہ شام وعراق بھی گئے۔ ہندوستان واپس آئے اور مدرسہ شاہجہانیہ میں استاد مقرر کئے گئے، مفتی اور پھر قاضی کے منصب پر فائز کئے گئے اور کئی کتابیں بھی لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'التلویح' پر حاشیہ لکھا[۳۸]۔

۸۱۔۔۔عبدالوہاب بن عبدالرزاق (متوفی ۱۲۶۲ھ۔۱۳۲۱ھ/۱۸۴۶ء ۔۱۹۰۳ء): نے حفظِ قرآن کے بعد کتبِ درسیہ اور اشغال واوراد وتصوف کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کیں۔ مولانا ریاست علی خان شاہجہانپوری آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'حواشی توضیح و التلویح' تحریر کئے[۳۹]۔

۸۲۔۔۔ظہیر احسن شوق نیموی عظیم آبادی (۱۲۷۸ھ۔۱۳۲۲ھ/۱۸۶۱ء۔۱۹۰۴ء): فقہ، حدیث وتفسیر کی تعلیم علامہ عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی سے حاصل کی۔ تحقیق احادیث میں کمال حاصل کیا۔ مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی سے سلسلۂ روحانیہ میں بیعت کی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'اوشحه الجید: فی تحقیق الاجتهاد والتقلید' تالیف کی[۴۰]۔

۸۳۔۔۔سید محمد حسین بن بندہ حسین بن محمد بن دلدار علی حسینی نقوی نصیر آبادی (۱۲۶۷ھ۔۱۳۲۵ھ): لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ وہ مسلکاً شیعہ تھے۔ فقہ، اصول، کلام اور تفسیر کی درسی کتب اپنے والد سے

پڑھیں عراق کا سفر کیا اور علماء ومشائخ سے استفادہ کیا، کئی سال تک تدریس کرتے رہے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'زبدۃ الأصول' کی شرح تالیف کی[۴۱]۔ دراصل 'زبدۃ الأصول' کے مصنف بہاؤالدین، محمد بن حسین بن عبدالصمد الحارثی العاملی الہمدانی (متوفی ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۲ء) ہیں۔ جو شام میں پیدا ہوئے اور طوس میں مدفون ہیں۔

۸۴۔۔۔ظہیر احسن بن سبحان علی نیموی عظیم آبادی حنفی (متوفی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء): حصول علم کے لیے لکھنؤ گئے، علامہ عبدالحی بن عبدالحلیم لکھنوی اور دوسرے علماء سے استفادہ کیا۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'أو شحۃ الجید فی تحقیق الإجتھاد و التقلید' تالیف کی[۴۲]۔

۸۵۔۔۔عبدالحکیم بن محمد نور بن الحاج میرزا افغانی حنفی (۱۲۵۱ھ-۱۳۲۶ھ/۱۸۳۵ء-۱۹۰۸ء):

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'تعلیقات علی شرح المنار للعلائی الحصکفی' لکھے[۴۳]۔

۸۶۔۔۔عبدالحق حقانی بن محمد امیر دہلوی حنفی (متوفی ۱۲۶۸ھ-۱۳۳۳ھ/۱۸۵۱ء-۱۹۱۵ء): فقیہ اور مفسر تھے۔ پنجاب کے علاقہ انبالہ میں پیدا ہوئے۔ محمد شاہ تبریزی کی اولاد میں سے تھے۔ شاہانِ مغلیہ کے دَور میں آپ کے بزرگوار ہند تشریف لائے۔ کانپور، مرادآباد، اور دہلی جا کر علماء ومشائخ سے اکتسابِ فیض کیا۔ دہلی میں تدریس کی۔ تفسیر حقانی سمیت کئی کتابیں بھی لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب 'النامی شرح الحسامی لمحمد بن محمد الأخسیکثی فی الأصول' تالیف کی جو ہندوستان سے ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء میں چھپ چکی ہے[۴۴]۔ 'النامی مع الحسامی' کراچی مکتبہ البشری سے ۳۶۰ صفحات میں ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء میں بھی چھپ چکی ہے۔ علامہ حسام الدین محمد بن محمد الاخسیکثی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ/۱۲۴۶ء) نے 'المنتخب الحسامی' لکھی، یہ اصول فقہ میں ایک اہم کتاب ہے، اس کا شمار جامع اور مشکل متون میں ہوتا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت مسائل کے بیان کرنے میں اختصار ہے۔ اس پر زیادہ تر حواشی، شروح وتعلیقات وغیرہ عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں لکھے گئے[۴۵]۔
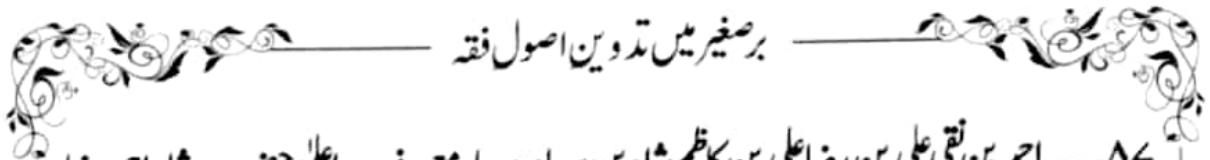
۸۷۔۔۔احمد بن نقی علی بن رضا علی بن کاظم شاہ بن سعادت یار معروف بہ اعلیٰ حضرت، شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی (۱۲۷۲ھ۔۱۳۴۰ھ/۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء): بریلی، یوپی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء واجداد قندھار، افغانستان سے ہجرت کر کے پہلے لاہور اور پھر بریلی میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کے والد اور دادا اپنے زمانے کے مشہور فقیہ و عالم تھے۔ والد سے تعلیم حاصل کی جنہوں نے کم از کم پچیس ۲۵ کتابیں ضرور تالیف کیں۔ آپ کے اساتذہ میں شاہ آلِ رسول مارہروی، علامہ احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ، علامہ عبدالرحمٰن مکی، علامہ حسین بن صالح مکی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ چودہ ۱۴ سال کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ اردو، ہندی، فارسی اور عربی زبانوں میں فقہ و اصول فقہ سمیت ۵۰ سے زائد علوم وفنون پر سینکڑوں کتابیں لکھیں۔ وہ ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں پہلی بار اور پھر ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء میں زیارتِ حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے[۴۶]۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

امام شاہ احمد رضا خان نے بحرالعلوم عبدالعلی لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۲۱ھ/۱۸۱۰ء) کی 'فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت في أصول الفقه' پر حواشی لکھے جو تقریباً ۱۴۱ صفحات میں ہیں۔ اس کے غیر مطبوعہ خطیہ نسخہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی میرے پاس موجود ہے جو کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری سے حاصل کی گئی ہے۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے:

> قوله غوامض القران قديراً ولقد تصدى لتخاطبه في إطلاق القدير غيره....وفيه خلف والراجح المنع ....

اعلیٰ حضرت نے اس کتاب کے حوالے اپنی دوسری کتابوں میں بھی دیے ہیں جس سے کتاب کی ان کی طرف نسبت درست ہونے کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ مثلاً: وہ اپنی کتاب ختم نبوت میں ایک مسئلہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

> وقد تكلمت في المسئلة على هامش فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت لبحر العلوم بما يكفي ويشفي فاني اجدني فيها أركن وأميل إلى قول ساداتنا الأشعرية رحمهم الله تعالى ورحمنا بهم جميعا والله أعلم بالصواب في كل باب ۔ میں نے 'فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت' کے حاشیہ پر یہ مسئلہ کھول کر بیان کر دیا ہے۔ وہاں میں نے اشعریہ کی طرف میلان کا اظہار کیا ہے[۴۷]۔
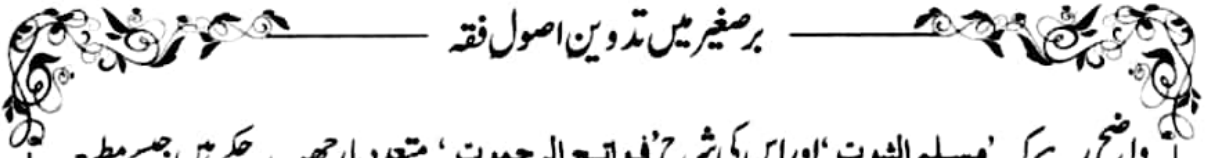
واضح رہے کہ 'مسلم الثبوت' اور اس کی شرح 'فواتح الرحموت' متعدد بار چھپ چکے ہیں جیسے مطبعہ بولاق مصر سے ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں دو۲ جلدوں میں، دارالکتب العلمیہ بیروت سے ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء میں عبداللہ محمود محمد عمر کی تحقیق کے ساتھ، اور دارالارقم بن ابی الارقم لبنان سے (س ن: ند)، شیخ محمد رمضان کے اعتناء سے دو۲ جلدوں میں چھپ چکے ہیں۔

اس کے علاوہ امام شاہ احمد رضا نے فقہ میں 'فتاویٰ رضویہ' تالیف کی۔ یہ کتاب تخریج اور عربی عبارات کے ترجمہ کے ساتھ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور سے ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء میں ۳۰ جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس میں اصول فقہ کی ادق و معرکۃ الآراء ابحاث اور مسائل منتشرہ صورت میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ قاری کی سہولت کے لیے ہر مجلد کے شروع میں فہرستِ ضمنی مسائل کے تحت ذیلی عنوانات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ مثلاً: فوائد تفسیریہ وغیرہ فوائد اصولیہ میں اصولی مباحث کی کسی حد تک نشاندہی کی گئی ہے۔ پاکستانی عالم، محمد اسلم رضا میمن شیوانی تحسینی اور ہندوستانی عالم، محمد حنیف خان رضوی نے مل کر اس کی تحقیق و ترتیب جدید پر مزید کام کیا۔ صحت متن کو پرکھا، تخریج کی، ماضی میں رہ جانے والی اغلاط کی تصحیح کی۔ یہ کتاب بائیس ۲۲ جلدوں میں کراچی، مکتبہ غوثیہ سے ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۶ء میں شائع ہوئی۔ امام شاہ احمد رضا خان 'فتاویٰ رضویہ' میں 'مسلم الثبوت، فواتح الرحموت' سمیت اصول فقہ کی بنیادی کتابوں سے عبارات نقل کر کے استدلال و استنباط کرتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں تقلید کے ساتھ ساتھ اجتہادی رنگ بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ شاہ احمد رضا اپنے فتاویٰ میں اصول فقہ اور فتاویٰ نویسی کے اصول و آداب المفتی کی پابندی کرتے ہوئے فقہائے سلف سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔

۸۸۔۔۔ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن محمد بن شہاب الدین العلوی الحسینی شافعی (متوفی ۱۲۶۲ھ۔۱۳۴۱ھ/۱۸۴۶ء۔۱۹۲۲ء): حضرموت میں ولادت اور حیدرآباد دکن میں وفات ہوئی۔

مؤلفات اصولیہ:

انہوں نے 'الترياق النافع بايضاح وتكميل مسائل جمع الجوامع' تالیف کی۔ یہ کتاب دو۲ اجزاء میں ہے اور حیدرآباد دکن سے ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۰ء میں طبع ہو چکی ہے[۴۸]۔

۸۹۔۔۔سید ابوالحسن بن نقی شاہ ابن امیر شاہ رضوی، لکھنوی، کشمیری (۱۲۶۶ھ۔۱۳۳۲ھ/۱۸۴۹ء۔۱۹۲۲ء): شیعہ عالم تھے۔ ان کی لکھنؤ میں ولادت و نشو نما ہوئی، حج و زیارت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ زیارت کے لیے کربلا گئے وہاں عراق کے علماء سے علم و فیض حاصل کیا پھر ہندوستان واپس آکر درس
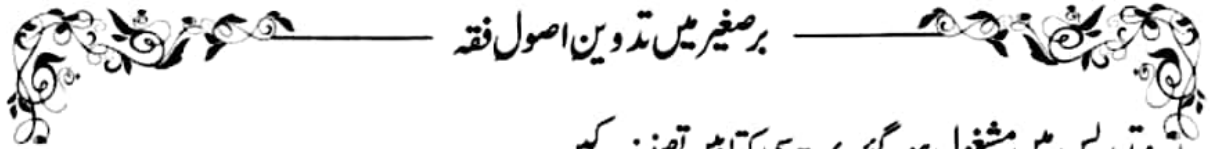
وتدریس میں مشغول ہو گئے، بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

آپ نے 'إسعاف المأمول شرح زبدة الأصول' تصنیف کی[۴۹]۔ یہ کتاب لکھنؤ، مطبع اثنا عشری سے ۲۸۴ صفحات میں ۱۳۱۲ھ میں شائع ہوئی۔ مرکز احیاء آثار، برصغیر کی ویب سائٹ www.maablib.org پر فقہ واصول فقہ کی کتابوں میں اس کا ایک قدیم نسخہ آن لائن مطالعہ کے لیے دستیاب ہے۔

۹۰۔۔۔ **عبدالعلیم بن عبد الرحیم مبارک پوری** (۱۲۷۰ھ تقریباً۔۱۳۴۲ھ/۱۸۵۴ء تقریباً۔۱۹۲۳ء): اپنے زمانے کے جید عالم دین، فقیہ، ماہر طب، مدرس اور محقق تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی مگر یہ کتاب غیر مطبوعہ ہے[۵۰]۔

۹۱۔۔۔ **قیام الدین، عبدالباری بن عبدالوہاب بن عبدالرزاق انصاری فرنگی محلی لکھنوی** (۱۲۹۵ھ۔ ۱۳۴۳ھ/۱۸۷۸ء۔۱۹۲۵ء): لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ہندوستان کے علماء سے اکتساب علم کیا اور پھر ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء میں حج وزیارت کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے، وہاں کے مشائخ سے حدیث کی سند حاصل کی۔ شام کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے اکتسابِ فیض کیا۔ ان کی کوششوں سے فرنگی محلی میں مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ جہاں سے متعدد اصحابِ فکر اور اہل قلم پیدا ہوئے۔ وہ وہاں تدریس، تصنیف وتالیف میں مشغول ہو گئے۔ ان کی تصنیفات ورسائل کی فہرست ایک سو[۱۰۰] کے قریب بیان کی جاتی ہے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔۔۔ کتاب 'ملهم الملكوت شرح مسلم الثبوت'[۵۱]

۲۔۔۔ 'شرح المنار'

۳۔۔۔ 'حاشیه نور الأنوار'

۴۔۔۔ 'حاشیه أصول البزدوی'[۵۲]

۹۲۔۔۔ کے طلبہ ان کے درس میں شریک ہوتے۔ ان کی ۴۸ تصانیف (مطبوعہ اور غیر مطبوعہ) شمار کی گئی ہیں جو عربی، اردو اور فارسی میں ہیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

ان کی غیر مطبوعہ تصانیف میں 'تنویر المنار' شامل ہے جو مولانا بحر العلوم کی شرح منار (فارسی) کا عربی ترجمہ ہے۔ مناظر احسن گیلانی، مولانا برکات ٹونکی کے شاگردوں میں سے تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کاش یہ

کتاب شائع ہو جاتی تو نصاب کے لیے بہترین کتاب ہے[53]۔

۹۳۔۔۔حکیم نجم الغنی خان رامپوری (۱۲۷۶ھ-۱۳۵۱ھ/۱۸۵۹ء-۱۹۳۲ء): کی رامپور میں ولادت و وفات ہوئی۔انہوں نے تاریخ اودھ پر بھی کتاب لکھی تھی جو مطبع نول کشور لکھنؤ سے ۱۳۳۷ھ-۱۹۱۹ء میں شائع ہوئی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'مزیل الغواشي شرح أصول الشاشي' یہ اردو زبان میں اصول الشاشی کی ایک بہترین شرح ہے۔ یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی (سنہ ند) سے چھپ چکی ہے۔ بعد میں طلبہ کی سہولت و آسانی اور استفادہ کے پیش نظر اس کتاب کو کچھ تغیر و تبدل کے ساتھ، متن کی عبارت کو ٹکڑوں میں کر کے سوالیہ جوابیہ انداز پر اسحاق صدیقی نے مرتب کیا اور اس کا نام 'معلم الأصول' رکھا جسے مکتبہ شرکت علمیہ ملتان نے شائع کیا۔

۹۴۔۔۔فضل حق بن عبدالحق رامپوری حنفی (۱۲۷۳ھ-۱۳۵۸ھ/۱۸۵۶ء-۱۹۳۹ء): کی رامپور میں ولادت و وفات ہوئی۔قرآن کریم حفظ کیا۔ بریلی، علی گڑھ اور رامپور میں تعلیم حاصل کی۔ رامپور کے مدرسہ عالیہ کے صدر مدرس رہے۔اس کے علاوہ کلکتہ میں بھی تدریس کی۔ کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے 'التلويح' پر حاشیہ لکھا[54]۔

۹۵۔۔۔مشتاق احمد بن مخدوم بخش بن نوازش علی حنفی انصاری، انبیٹھوی (۱۲۷۳ھ-۱۳۶۰ھ/۱۸۵۶ء-۱۹۴۱ء): سہارن پور کے علاقہ انبیٹھ میں پیدا ہوئے۔علم حاصل کیا اور تدریس کی۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'رفيق الطريق في أصول الفقه' تالیف کی[55]۔

۹۶۔۔۔سید سبط حسین بن رمضان علی حسینی سبزواری جائسی لکھنوی (متوفی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۷ء): شیعہ عالم تھے، ان کی لکھنؤ میں ولادت و نشو و نما ہوئی۔ شیخ ابوالحسن بن بندی حسین وغیرہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں کمال حاصل کیا۔عراق جا کر مرزا محمد حسین شہرستانی سے استفادہ کیا۔اجتہاد کی اجازت حاصل کی اور پھر ہندوستان واپس آ کر درس و تدریس، تصنیف و تالیف میں مشغولیت اختیار کی۔ 'نزهة الخواطر' میں ہے:
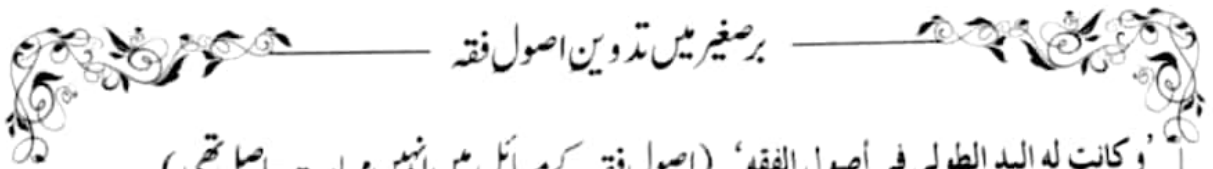
'وكانت له اليد الطولى في أصول الفقه'۔(اصول فقہ کے مسائل میں انہیں مہارت حاصل تھی)۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

انہوں نے کتاب 'مناهج الأصول' تالیف کی[56]۔

۹۷۔۔۔قاضی ظفر الدین بن امام الدین لاہوری حنفی (چودھویں صدی ہجری/بیسویں صدی عیسوی): علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت حاصل کی اور پھر لاہور شہر کے مدرسہ عالیہ میں مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔وہ لاہور سے عربی زبان میں ایک ماہانہ رسالہ 'نسيم الصباء' بھی نکالتے تھے۔انہوں نے کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

فن اصول فقہ میں 'نيل المرام في أصول الأحكام' لکھی[57]۔

۹۸۔۔۔عبدالکریم ٹونکی حنفی (چودھویں صدی ہجری/بیسویں صدی عیسوی): پیشہ کے لحاظ سے خطاط تھے،عربی لغت اوراشعار کی تقطیع میں مہارت رکھتے تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

۔۔۔'نزهة الخواطر' میں ہے:

'منها شرح على رسالة الشيخ اسماعيل بن عبد الغني الدهلوي في أصول الفقه[58]'

فن اصول فقہ میں شیخ اسماعیل بن عبدالغنی دہلوی کی کتاب کی شرح لکھی

۹۹۔۔۔محمد علی حیدرآبادی (۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء۔وفات چودھویں صدی ہجری/بیسویں صدی عیسوی): مشہد کے دیہات طبس میں پیدا ہوئے،عراق ونجف کے علماء سے علم حاصل کیا۔حرمین شریفین حج وزیارت کے لیے تشریف لے گئے،ممبئی اور پھر حیدرآباد جاکر مستقل رہائش اختیار کرلی۔وہ مسلکاً شیعہ تھے۔

مؤلفاتِ اصولیہ:

فن اصول فقہ میں کتاب 'مفاتيح الأصول' تالیف کی[59]۔

حاصل کلام:

اس فصل میں برصغیر کے لکھنو،اترپردیش،سنبھل،بریلی،کشمیر،خیرآباد،دہلی،بھوپال،عظیم آباد،افغانستان،
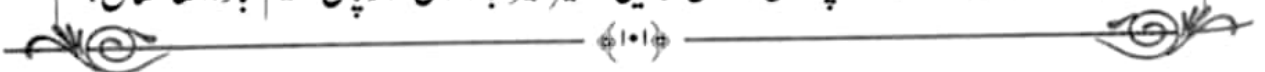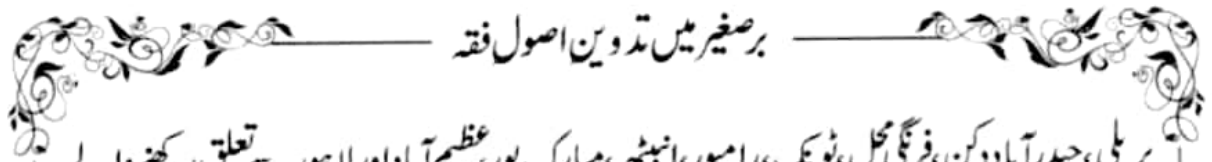
بریلی، حیدرآباد دکن، فرنگی محل، ٹونک، رامپور، انبیٹھ، مبارک پور، عظیم آباد اور لاہور سے تعلق رکھنے والے تیس ۳۰ اصولیین کی فن اصولِ فقہ پر پینتیس ۳۵ کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اِس دَور کے اکثر اصولیین حنفی المذہب تھے۔ بہرحال چودہویں صدی ہجری میں برصغیر کے اصولیین نے، سیاسی، معاشی و معاشرتی انحطاط کے باوجود گرانقدر خدمات انجام دیں۔ اس دور کے اصولیین نے زیادہ تر توجہ ماضی میں لکھی گئی اُن کتابوں (جیسے أصول بزدوی، حسامي، المنار، تلويح وتوضيح، الشاشي) کی تشریحات، حواشی وتعلیقات وغیرہ پر مرکوز رکھی جو خراسان اور ماوراء النہر میں متداول تھیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

﴿حواشی﴾

۱۔ 'معجم الأصولیین'، محمد مظہر بقا، مکۃ المکرمہ جامعہ ام القریٰ ۱۴۱۴ھ، ج۱، ص۲۷۴-۲۸۳ (۲۲۷) 'نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر'، عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) بیروت، دار ابن حزم ۱۹۹۹ء-۱۴۲۰ھ ج۸، ص ۱۱۹۶ (۷۸)

۲۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، عہد رسالت مآب ﷺ تا عصر حاضر، فاروق حسن کراچی دار الاشاعت ۲۰۰۶ء، ص۴۳۵-۴۳۱

۳۔ حوالہ سابق

۴۔ 'نزھۃ الخواطر'، عبدالحی، ج۲ ص۱۷۱-۱۷۰ (۱۳۴)

۵۔ برصغیر میں فن اُصول فقہ کا ارتقائی وتحقیقی مطالعہ (قیام مغلیہ سلطنت تا وفات اورنگزیب ۱۱۱۹ھ) فاروق حسن، مجلۃ الکلیہ الشرعیہ اور ینٹیل کالج میگزین، لاہور: کلیہ شرقیہ جامعہ پنجاب ۲۰۱۰ء۔ ۱۴۳۱ھ جلد نمبر ۸۵، ص۱۷۱-۱۷۰

۶۔ فن اُصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص۴۲۹-۴۳۵

۷۔ ھدیۃ العارفین فی أسماء المؤلفین وآثار المصنفین، اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ ج۵، ص۵۴۔معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، ج۳ ص۱۶۴ (۳۹۹)۔ألفتح المبین فی طبقات الأصولیین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، بیروت، محمد امین دمج (سنہ ند) ج۳، ص۹۸۔نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ج۵ ص۵۵۸ (۳۲۱)

۸۔ برصغیر میں فن اصول فقہ کا ارتقائی وتحقیقی مطالعہ (قیام مغلیہ سلطنت تا وفات اورنگزیب ۱۱۱۹ھ)، فاروق حسن، ص۱۷۶-۱۷۱

۹۔ 'نزھۃ الخواطر'، عبدالحی، ج۶ ص۷۰۹ (۱۱۹)

۱۰۔ 'نزھۃ الخواطر'، عبدالحی، ج۶، ص۷۹ (۷۰۰)۔'ھدیۃ العارفین'، اسماعیل باشا بغدادی، ج۵ ص۲۲۷

۱۱۔ 'معجم الأصولیین'، محمد مظہر بقا، ج۱ ص۲۸۸ (۲۳۱)۔'نزھۃ الخواطر'، عبدالحی، ج۷ ص۹۲۸ (۱۰۶)۔مغلیہ دور کے عہد زوال میں فن اصول فقہ کا ارتقائی مطالعہ (تیرھویں صدی ہجری)، فاروق حسن، الإیضاح، پشاور: شیخ زید مرکز اسلامی، جامعہ پشاور جون ۲۰۱۲ء-۱۴۳۳ھ

مجلد نمبر ۲۴ ص ۸۴۔۸۵

۱۲۔ 'نزهة الخواطر'، عبدالحی، ج ۶ ص ۸۵۴ (۷۳۹)۔ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسمٰعیل باشا بن محمد امین البابانی البغدادی۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء، ج ۴، ص ۱۷۳۔ کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطنی الرومی الحنفی، ملا کاتب الجلبی، حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء، ج ۱، ص ۴۹۴۔ تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی کراچی، میر محمد کتب خانہ (سنہ، ند) ص ۲۱۵۔۲۱۶

۱۳۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸ ص ۱۲۲۰ (۱۲۷)

۱۴۔ تذکرۂ علمائے ہند، مولوی رحمان علی، مرتبہ وترجمہ محمد ایوب قادری کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی بیت الحکمۃ مدینۃ الحکمۃ ۲۰۰۳ء ، ص ۲۵۶۔۲۵۵ (۲۹۷)

۱۵۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸، ص ۱۲۶۸ (۲۲۲)

۱۶۔ الإمام عبد الحی اللکنوی، ولی الدین ندوی دمشق: دار القلم ۱۹۹۵ء ص ۱۹۵

۱۷۔ حوالہ سابق

۱۸۔ حوالہ سابق، اور دیکھئے تذکرۂ علمائے فرنگی محل، محمد عنایت اللہ فرنگی محلی، کراچی: ماس پرنٹرز و پبلشر ۱۹۹۱ء ص ۱۳۳۔۱۳۴

۱۹۔ ألفتح المبین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، ج ۳، ص ۱۵۸

۲۰۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸، ص ۱۲۷۰۔۱۲۶۸ (۲۲۲) اور تذکرہ علمائے ہند ص ۲۵۶، ولی الدین ندوی نے اپنی کتاب 'الإمام عبد الحی اللکنوی' میں اِسے فقہ کی کتاب میں شمار کیا ہے، دیکھئے ص ۱۹۶

۲۱۔ حاشیہ تذکرہ علمائے ہند، ص ۴۸۱

۲۲۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸، ص ۱۳۵۵۔۱۳۵۴ (۴۴۳)

۲۳۔ حاشیہ تذکرۂ علمائے ہند، ص ۴۸۱

۲۴۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، مقدمۃ الکتاب، ص ۱۴-۱۱

۲۵۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸، ص ۱۲۵۷۔۱۲۵۶ (۱۹۵)

۲۶۔ حوالہ سابق، ج ۸، ص ۱۲۵۰۔۱۲۴۶ (۱۸۲)۔ هدیة العارفین، ج ۶، ص ۳۸۸۔ ألفتح المبین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، ج ۳، ص ۱۶۰۔ معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۱۴۳ (۳۶۸)
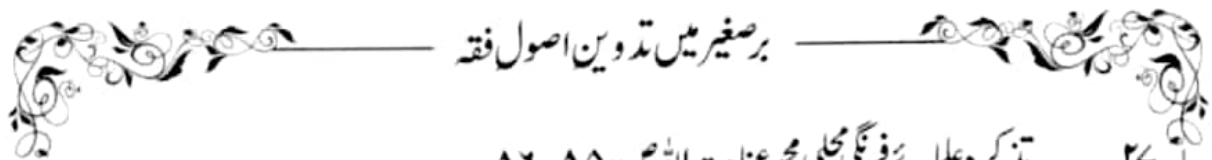
۲۷۔ تذکرہ علمائے فرنگی محلی محمد عنایت اللہ ص ۸۵-۸۶

۲۸۔ 'معجم الأصوليين'، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۳۴ (۲۶۲)

۲۹۔ 'نزهة الخواطر'، عبدالحی، ج ۸، ص ۱۲۶۳ (۲۱۰)۔'نزہۃ الخواطر' میں ان کی تاریخ وفات ۱۳۱۸ھ مذکور ہے، حاشیہ تذکرہ علمائے ہند ص ۲۴۹ (۲۹۰)

۳۰۔ حاشیہ تذکرۂ علمائے ہند ص ۲۷۶

۳۱۔ رودِ کوثر، شیخ محمد اکرم، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء، ص ۴۷۶

۳۲۔ إيضاح المكنون، اسمٰعیل باشا بن محمد امین البابانی البغدادی، ج ۴ ص ۴۸۱۔ ألفتح المبین، عبداللہ مصطفی المراغی، ج ۳ ص ۱۲۲۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، مکۃ المکرمہ جامعہ ام القریٰ ۱۴۱۴ھ، ج ۱، ص ۲۲۴

۳۳۔ حوالہ سابق

۳۴۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، مناظر احسن گیلانی لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ند) ج ۱، ص ۳۶۶-۳۵۶۔ 'نزهة الخواطر'، عبدالحی، ج ۱ ص ۱۲۶۳ (۲۱۰)۔ 'معجم الأصوليين' محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۱۶۰ (۳۹۵)

۳۵۔ ارض بہار اور مسلمان، عبدالرقیب حقانی کراچی: علمی اکیڈمی فاونڈیشن ۲۰۰۴ء، ص ۱۷۷-۱۷۲ ملخص

۳۶۔ http://archive.org/stream/IntisarulHaq/IntysarUlHaq#page/n413/mode/2up

۳۷۔ تذکرہ علمائے ہندوستان، سید محمد حسین بدایونی ص ۱۰۴، اور ۴۸۵، ۴۸۴ اور ص ۱۲۰، ۵۰۲، ۵۰۳

۳۸۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸، ص ۱۲۶۴ (۲۱۱)

۳۹۔ تذکرۂ علمائے فرنگی محل، محمد عنایت اللہ فرنگی محلی ص ۱۰۱-۱۰۲

۴۰۔ تذکرہ علمائے ہندوستان، مظہر العلماء فی تراجم العلماء والکملاء، سید محمد حسین بدایونی م: ۱۹۱۸ء لاہور، دار النعمان پبلشرز ۱۹۱۸ء ص ۲۰۱-۲۰۲

۴۱۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸، ص ۱۳۵۷ (۴۵۲)

۴۲۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸، ص ۱۲۵۶ (۱۹۲)

۴۳۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۱۶۱ (۳۹۷)

۴۴۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج ۲، ص ۱۶۱ (۳۹۶)۔ نزهة الخواطر، عبدالحی، ج ۸، ص

۱۲۶۴ (۲۱۲)،تذکرہ علمائے ہندوستان،ص۲۱۳-۲۱۲،اس میں مولانا عبدالحق کی تاریخ وفات ۱۹۱۷ء مذکور ہے۔

۴۵۔ اس پر لکھی گئی شروح وغیرہ کی تعداد کم از کم سولہ ہے دیکھئے فن اصول فقہ کی تاریخ،فاروق حسن،ص۳۱۹-۳۱۸

۴۶۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ج۸،ص۱۱۸۲-۱۱۸۰ (۳۲)۔مقدمہ فتاویٰ رضویہ گجرات: مرکز اہل سنت برکات رضا ۲۰۰۳ء ج ۱ ص ۶۔سوانح امام احمد رضا، بدرالدین احمد سکھر: مکتبہ نوریہ رضویہ ۱۹۸۶ء ص ۲۹۸

۴۷۔ مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی، مرتبہ ابن مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۷۵ء ج ۳،۳۶۳

۴۸۔ معجم الأصوليين، محمد مظہر بقا، ج۱، ص ۷(۲۳۶)

۴۹۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ج۸، ص۱۱۲۶(۱۰)

۵۰۔ تذکرہ علمائے ہندوستان، سید محمد حسین بدایونی ص ۲۳۴

۵۱۔ نزھۃ الخواطر، ج۸، ص۱۲۵۹(۲۰۱)

۵۲۔ تذکرۂ علمائے فرنگی محل، محمد عنایت اللہ فرنگی محلی، ص۱۱۴-۱۱۷

۵۳۔ علمائے ٹونک کی دینی و علمی خدمات (پی ایچ ڈی مقالہ)، ساجد حسن خان، سندھ یونیورسٹی جامشورو (۲۰۰۳ء) ص ۸۱-۸۳۔اور دیکھئے مناظر احسن گیلانی کا مضمون مقالات حضرت حکیم سید مولانا برکات احمد صاحب ٹونکی، معارف، مئی ۱۹۲۹ء۔ذی قعدہ ۱۳۴۷ھ ج ۲۳ عدد۵ ص ۳۳۶-۳۲۶

۵۴۔ نزھۃ الخواطر، عبدالحی، ج۸، ص۱۳۲۶(۳۸۹)

۵۵۔ حوالہ سابق، ج۸،ص۱۳۸۰(۵۰۳)،تذکرہ علمائے ہندوستان، سید محمد حسین بدایونی ص ۳۶۹

۵۶۔ نزھۃ الخواطر، ج۸، ص۱۲۳۳(۱۵۱)

۵۷۔ حوالہ سابق، ج۸، ص۱۲۵۴(۱۸۸)

۵۸۔ حوالہ سابق، ج۸، ص۱۲۹۰(۲۹۱)

۵۹۔ حوالہ سابق، ج۸، ص۱۳۶۸(۴۷۰)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حرف آخر

اس کتاب میں برصغیر کے ننانوے ۹۹ اصولیین کی ایک سو سینتیس ۱۳۷ کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بعض اہم کتابوں کی مختصر تفصیل، شروح وحواشی اور ان کی کسی مکتبہ میں موجودگی کی بھی حتی الامکان نشاندہی کی ہے۔ اصولیین کی غالب اکثریت سنی حنفی ہے۔ تلاش کے باوجود اصول فقہ پر کسی خاتون عالمہ کی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہوسکا۔ اس کتاب میں ان اصولیین کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی تحریری خدمات کی کسی ذریعے سے ہمیں اطلاع ہوسکی۔ اور ساتھ ہی بعض کتابوں سے متعلق مختصراً شروح وحواشی کے تفصیلی مراجع کی نشاندہی کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ اس مقالہ میں اصولیین کواُن کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے لحاظ سے بیان کیا گیا ہے۔

اصولیین اور کتابوں کی تعداد سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اتنے طویل عرصے میں صرف یہی تحریری خدمات رہی ہوں گی۔ فن اصولِ فقہ میں درس وتدریس اور حل المشکلات میں تو بہت سے اساتذہ ومشائخ کا تذکرہ ملتا ہے لیکن جن اصولیین کی تصنیف وتالیف کے بارے میں ہمیں آگاہی ہوسکی صرف اُن کا ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس فن کی بہت سی کتابیں اور وہ کتابیں جن میں اس صدی کے اصولیین کی تحریری خدمات قلمبند ہوں وہ بے توجہی، ناقدری اور حوادثِ زمانہ کی نذر ہوکر مفقود ہوگئی ہوں۔۔۔یا۔۔۔اب بھی کہیں مخطوطات کی صورت میں علماء وباحثین کی توجہ کی منتظر ہوں۔ مثلاً: فہرس مخطوطات مکتب العمر میموریل پبلک لائبریری ٹھٹھہ میں عربی مخطوطات نمبر ۲۳ پر اصول فقہ میں ایک کتاب 'رسالہ کرفۃ الفقہ' موجود ہے جو ۸۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس کا مصنف نامعلوم ہے تاریخ کتابت ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) مذکور ہے، کاتب کا نام مولانا محمد لقمان شیدی بدینوی درج ہے۔ اُصول فقہ پر شاہ اھل اللہ دہلوی (متوفی ند) کی کتاب کا مخطوطہ قصر علم مکتبہ راجھستان ٹونک، نمبر ۵۴ پر موجود ہے۔ صفی بن نصیر الدین دولت آبادی (متوفی ند) کی 'معدن الأصول' کا مخطوطہ مجلس علمی کراچی میں موجود ہے اور اصول فقہ پر 'قواطع الأدلہ' کا ایک نسخہ ٹونک کی لائبریری میں موجود ہے۔

اس کے علاوہ متعدد اصولیین کی تاریخ وفات وزمانے کا ہمیں علم نہ ہوسکا، مثلاً: سید امیر علی بن معظم علی ملیح آبادی نے، قاضی عبدالحکیم کابلی المالوی نے، اور مولوی ایوب بن یعقوب الاسرائیلی علی گڑھی (ولادت

۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء) نے بھی 'التلویح' پرالگ الگ حاشیے لکھے۔اورشیخ عبدالدائم بن عبدالحی گوالیاری نے 'أساس الأصول' کوشاہجہاں کے زمانے میں تالیف کیا۔مولانا برکت اللہ بن محمد احمد بن محمد نعمت اللہ لکھنوی نے 'تعلیم العامی فی تشریح الحسامی اورأحسن الحواشی علی أصول الشاشی' لکھی،صفی الدین بن نصیرالدین نے المعدن شرح أصول الشاشی لکھی،مولوی عین اللہ نے'فصول الحواشی لأصول الشاشی' کے نام سے حاشیہ لکھا۔فیض الحسن لکھنوی نے 'تعلیق الحسامی علی الحسامی' لکھی۔

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد یہاں کے علماء مختلف انداز میں اصول فقہ کی خدمت میں مصروف ہیں،مثلاً:سعیداللہ قاضی بن میاں گل قاضی (متوفی ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۳ء) نے ابوبکراحمد بن علی الرازی الجصاص حنفی (متوفی ۳۷۰ھ-۹۸۰ء) کی کتاب الفصول فی الأصول کے أبوابالإجتهاد القياس پرعربی زبان میں تحقیق پیش کی۔ یہ کتاب عربی زبان میں لاہور مکتبہ العلمیہ سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوچکی ہے۔محمد مظہر بقا(متوفی ۲۰۰۹ء) نے شمس الدین محمود بن عبدالرحمٰن الاصفہانی (متوفی ۷۴۹ھ-۱۳۴۸ء) کی بیان المختصر (یہ منتهى السول والأمل لابن حاجب کی شرح ہے) پرتحقیق پیش کی۔جوتین [۳] مجلدات میں جامعہ ام القریٰ مکہ المکرمہ سے ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶ء میں شائع ہوچکی ہے۔عبدالغفور بلوچ نے شیخ الاسلام زکریا الانصاری شافعی (متوفی ۸۲۶ھ-۱۴۲۳ء) کی کتاب 'حدود الفاظ المتداوله فی أصول الفقه والدين' پر تحقیق پیش کی جوشائع ہوچکی ہے۔

اس کتاب میں چودہویں صدی ہجری کے وسط (تقریباً) اوربیسویں صدی عیسویں کے وسط (تقریباً) تک کے اصولیین کا اندراج کیا گیا ہے۔اگر مذکورہ زمانے کی کسی کتاب۔۔یا۔۔صاحب کتاب کا ذکر رہ گیا ہوتو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اُسے شامل کیا جاسکے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆
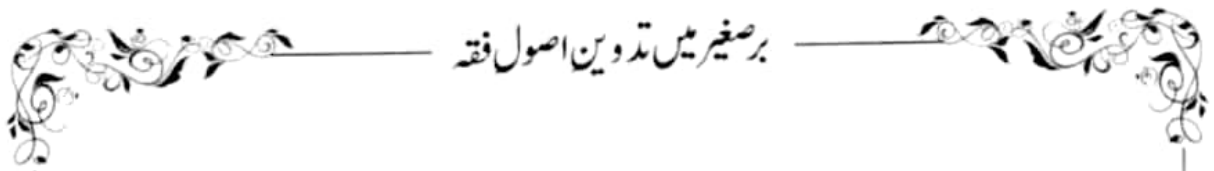
ماخذ و مراجع

- إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول، محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۰ھ) قاهره دار الکتبی (سنہ،ند) تحقیق الدکتور محمد شعبان
- ارض بہار اور مسلمان، عبدالرقیب حقانی کراچی: علمی اکیڈمی فاونڈیشن ۲۰۰۲ء
- أصول البزدوی، أبو الحسن علی بن محمد بن حسین البزدوی۔ کراچی، صدف پبلیکیشنز (سنہ،ند)
- أصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا کراچی، بقا پبلیکیشنز (۱۹۸۶ء)
- إفاضة الأنوار، محمود بن محمد الدہلوی، تحقیق خالد محمد عبدالواحد حنفی ریاض، مکتبہ الرشد الناشرون ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵ء
- افکار شاہ ولی اللہ، قاضی جاوید لاہور، نگارشات المطبع العربیہ ۱۹۹۵ء
- الإنصاف فی بیان سبب الإختلاف، شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ-۱۷۶۳ء) دہلی مطبع مہا کاشی (سنہ،ند)
- التحصیل من المحصول، سراج الدین أبو الثنائی محمود بن أبوبکر بن حامد بن أحمد الارموی شافعی (۵۹۴ھ-۶۸۲ھ) بیروت، مؤسسہ رسالہ ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء،
- التفسیرات الأحمدیه فی بیان الآیات الشرعیه، ملا جیون حنفی (۱۰۴۷ھ-۱۱۳۰ھ) بمبئی، مطبع الکراھیمی محشی مولوی رحیم بخش
- الدرر الکامنه فی أعیان المائة الثامنه، أحمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد الکنانی ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) بیروت، دار الجیل (سنہ،ند)
- ألفتح المبین فی طبقات الأصولیین، عبداللہ المصطفی المراغی، بیروت، محمد امین درج (سنہ،ند)
- إیضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسمٰعیل باشا بن محمد امین البابانی البغدادی۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء،
- برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، محمد اسحاق بھٹی۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۴ء
- برصغیر میں صحابہ کی آمد، اکبر علی قادری، لاہور، طہٰ پبلشرز ۲۰۰۴ء،

- برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی، کراچی، کراچی یونیورسٹی شعبہ تصنیف وتالیف (۱۹۹۹ء) مترجم ہلال احمد زبیری
- بزم صوفیہ، سید صباح الدین عبدالرحمٰن، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۹۰ء
- پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ، ند)
- پانی پت کے علماء ومشائخ کی علمی ودینی خدمات، عبدالمحسن چندریگر، لاہور، فکشن ہاوس ۲۰۱۷ء، ص ۸۸
- تاریخِ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند (۱۷۰۷ء-۱۸۰۳ء) مدیر سیّد وقار عظیم، لاہور پنجاب یونیورسٹی طبع اوّل ۱۹۷۱ء،
- تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ، زین الدین قاسم بن قطلو بغا (متوفی ۸۷۹ھ) بغداد، مکتبہ المثنی ۱۹۶۲ء
- تذکرہ مصنفین درس نظامی، اختر راہی، لاہور مکتبہ رحمانیہ ۱۹۷۸ء،
- تذکرہ اولیائے پاکستان، عالم فقری، لاہور شبیر برادرز ۱۹۹۳ء
- تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت، اقبال احمد فاروقی، لاہور مکتبہ نبویہ ۱۹۸۸ء،
- تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمان علی، مرتبہ وترجمہ محمد ایوب قادری کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی بیت الحکمۃ مدینۃ الحکمۃ ۲۰۰۳ء
- تذکرہ علمائے ہندوستان، مظہر العلماء فی تراجم العلماء والکملاء (۱۳۱۵ھ-۱۸۹۷ء)، مولانا سید محمد حسن بدایونی، تحقیق خوشتر نورانی، لاہور، دار النعمان پبلشرز ۲۰۱۸ء
- تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی کراچی میر محمد کتب خانہ (سنہ ند)
- تذکرہ علما فرنگی محل، محمد عنایت اللّٰہ فرنگی محلی، کراچی: ماس پرنٹرز وپبلشر ۱۹۹۱ء
- تذکرہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی محمود الحسن عارف۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۵ء ص ۳۱
- جنوبی ایشیا کے اردو مجموعہ ہائے فتاوی۔ مجیب احمد۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن
- حجۃ اللّٰہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ-۱۷۶۳ء) ادارہ الطباعہ المنیریہ ۱۳۵۲ھ
- حجۃ اللّٰہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ-۱۷۶۳ء) کراچی شیخ غلام علی سنز (سنہ، ند)
- حدائق الحنفیہ۔ مولوی فقیر محمد جہلمی کراچی: مکتبہ ربیعہ (سنہ، ند)

- حركة التأليف في الإقليم الشمالي الهندي في القرنين الثامن عشر و التاسع عشر، جمیل احمد کراچی، جامعہ الدراسات الاسلامیہ (سنہ، ند)
- خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہوری لاہور، مکتبہ نبویہ ۱۹۹۰ء مترجم اقبال احمد فاروقی
- دائرہ معارف اسلامیہ (اردو)، لاہور، دانش گاہ پنجاب ۱۹۷۵ء،
- رود کوثر، شیخ محمد اکرم، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء
- سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، غلام علی آزاد مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۳ھ
- سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء،
- سندھ کے صوفیائے نقشبند ابوالخیر محمد زبیر، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۲۰۰۷ء،
- سوانح امام احمد رضا، بدرالدین احمد سکھر: مکتبہ نوریہ رضویہ ۱۹۸۶ء
- علمائے ٹونک کی دینی و علمی خدمات (پی ایچ ڈی مقالہ)، ساجد حسن خان، سندھ یونیورسٹی جامشورو ۲۰۰۳ء
- فتاویٰ رضویہ گجرات: مرکز اہل سنت برکات رضا ۲۰۰۳ء
- فتوح البلدان، امام ابوالحسن احمد بن یحیٰ بن جابر البلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) بیروت، دار الکتب العلمیہ ۲۰۰۰ء۔ ۱۴۲۰ھ
- فقہائے پاک و ہند، محمد اسحٰق بھٹی، لاہور ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۸۹ء،
- فلسفیانِ اسلام، غلام جیلانی برق۔ لاہور، الفیصل ناشران ۲۰۱۴ء
- فن اصول فقہ کی تاریخ، عہد رسالت مآب ﷺ تا عصر حاضر، فاروق حسن کراچی، دارالاشاعت ۲۰۰۶ء
- نقوش سلیمانی، سیّد سلیمان ندوی، لاہور اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۶۷ء،
- نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (متوفی ۱۳۴۱ھ) ہند، رائے بریلی مکتبہ دار عرفات ۱۹۹۱ء۔ ۱۴۱۲ھ ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ
- كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، مصطفٰی بن عبداللہ القسطنطنی الرومی الحنفی، ملا کاتب الجلبی، حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء،
- مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی، مرتبہ ابن مسعود مفتی سید شجاعت علی قادری، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۷۵ء
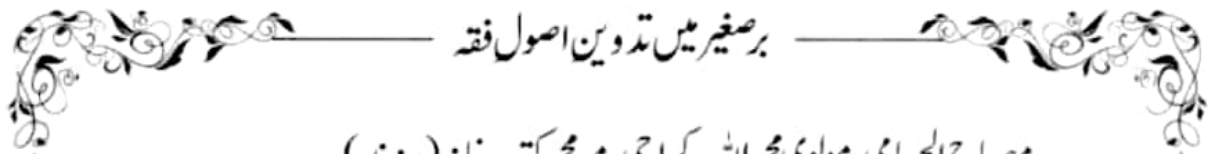
- مصباح الحسامی، مولوی محمد اللہ۔ کراچی، میر محمد کتب خانہ (سنہ ند)
- معجم الأصولیین، محمد مظہر بقا، مکۃ المکرمہ جامعہ أم القری ۱۴۱۴ھ،
- معجم المؤلفین تراجم مصنفی الکتب العربیہ، عمر رضا کحالہ، دمشق، المکتبہ العربیہ ۱۳۷۶ھ ۔ ۱۹۵۷ء،
- ملا أحمد جیون امیٹھوی حیات اور خدمات، محمد طفیل احمد مصباحی، یوپی، دار العلوم اہل سنت ملا احمد جیون ۲۰۱۵ء
- ھدیۃ العارفین فی أسماء المؤلفین و آثار المصنفین، اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۲ء،

http://archive.org/stream/IntisarulHaq/IntysarUlHaq#page/n413/mode/2u

Clifford Edmund Bosworth, The New Islamic Dynasties, Edinburgh: Edinburgh University press (2004)

The New Encyclopaedia Britannica Chicago. Edition 15th

۳۔ Society and State in the Mughal Period, Dr Tara Chand, Lahore: Book Traders (1979)

﴿ہماری دیگر مطبوعات﴾

---اردو ترجمہ قرآن بنام 'معارف القرآن'---
از: محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ
مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ قرآن کا ابتدائی حصہ ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔۔۔"شہزادے آپ اردو میں قرآن لکھ رہے ہیں"۔

---محدث اعظم ہند کی نعتیہ شاعری اور حیات وخدمت---
Ph.D مقالہ (۵۵۲ صفحات) از: محمد فرحت علی صدیقی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

---سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی---
از: شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی
(۱۰ جلدوں پر مبنی آسان اردو تفسیر قرآن)

---الاربعین الاشرفی---
از: شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی
(مشکوٰۃ شریف، باب ایمان سے ۴۰/احادیث نبویہ ﷺ کی محققانہ تشریح)

---مسلم پرسنل لاء۔۔یا۔۔اسلامک لاء؟---
از: شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی

---قانون شریعت---
از: حضرت علامہ مفتی احمد شمس الدین رضوی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ
(روزمرہ کی ضروریات کے متعلق ۲۵۰۰ مسائل پر مبنی جدید ایڈیشن)

---جمال الٰہی---
از: شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

---فیضان سہروردیہ مع آداب المریدین (اردو)---
از: محمد عبدالسلام سہروردی ، شیخ الاسلام حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

---مسئلہ رؤیت ہلال اور احکام صیام کا تحقیقی جائزہ---
تالیف: شیخ عماد الدین بن احمد بن ابی حجلۃ حفظہ اللہ مترجم: علامہ محمد سجاد حسین شامی (فاضل دمشق، شام)
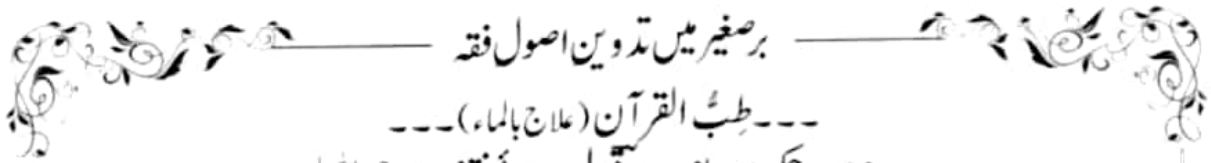
۔۔۔طبّ القرآن (علاج بالماء)۔۔۔

از: حضرت حکیم عبدالغفار ذوقی المصطفائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

شیطان کی پہچان وجسمانی، اخلاقی اور روحانی بیماریوں کے سدباب کے متعلق ایک بہترین تحریر

۔۔علاوہ ازیں۔۔شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کی تحریر کردہ درج ذیل کتب

مقالات شیخ الاسلام۔۔۔تعلیم دین وتصدیق جبرائیل امین۔۔۔محبت رسول روح ایمان۔۔۔دین کامل

فریضہ، دعوت وتبلیغ۔۔۔حدیث نیت کی شرح۔۔۔مسئلہ سلام وقیام اور محفل میلاد (محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ)

(اوران تمام کتب کے انگریزی زبان میں تراجم بھی)

Would You Like To Know Something About Islam

Mohammad Masood Ahmed

Essentials Of Islam

The Least We Should Know

Mohammad Masood Ahmed

Educational Series Books

1...Allah,The Lord of All The Worlds 2...The Prophet of All Prophets

3...Ramadan 4...101 Islamic Terms 5...The Name Muhammad ﷺ

6...The Burial Process of A Muslim 7...Our Daughters

۔۔۔غیرمسلموں میں تبلیغ اسلام کے لیے ایک بہترین کتاب۔۔۔

Would You Like To Know Something About Islam

کا فرنچ، اسپینش اور البانیہ کی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے جبکہ اردو، عربی، ہالینڈ کی ڈچ اور جرمن زبانوں میں ترجموں کا

کام چل رہا ہے۔۔مزید برآں۔۔ترکی اور ہندی زبان میں بھی اس کتاب کے تراجم لانے کا انتظام ہو رہا ہے

ان شاءاللہ عنقریب انگریزی ترجمہ قرآن اور سیرت رسول ﷺ پر انگریزی میں ایک عظیم الشان

کتاب شائع کرنے کا اہتمام کیا جارہا ہے۔اس کے علاوہ قانون شریعت، رؤیت ہلال

اور جمال الٰہی کا انگریزی ترجمہ بھی ہمارے پروگرام کا حصہ ہے

Muslim Personal Law or Islamic Law?

by: Shaikh-ul-Islam Syed Mohammad Madni Ashrafi Jilani
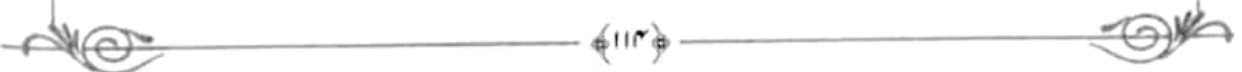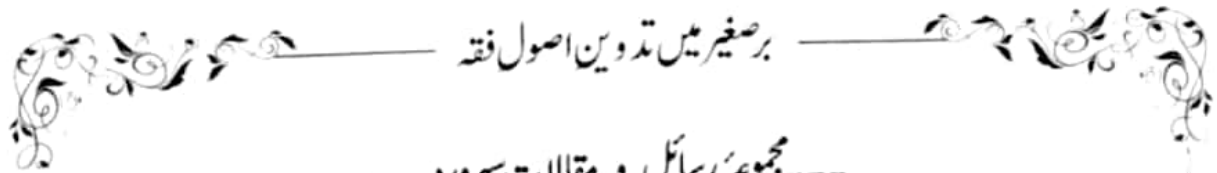
---مجموعۂ رسائل و مقالات سہروردیہ---

مؤلفہ

شیخ الاسلام حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی قدس سرہٗ

---صحیفۂ غوثیہ (اردو شرح) قصیدۂ غوثیہ---

شارح

شیخ الاسلام حضرت ابوالفیض سید قلندر علی سہروردی قدس سرہٗ

ان تمام کاموں کی توفیق مرحمت فرمانے کے لیے ہم اللہ رب العزت کے بے انتہا شکر گزار ہیں
آپ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے۔ ۲۲ر جنوری ۲۰۱۹ء +1-914-319-3839

مسلم پرسنل لاء
یا
اسلامک لاء؟

Muslim Personal Law
or
Islamic Law?
SYED MOHAMMAD MADNI
Translated by:
MOHAMMAD HASAN PATEL

گلوبل اسلامک مشن اٹک
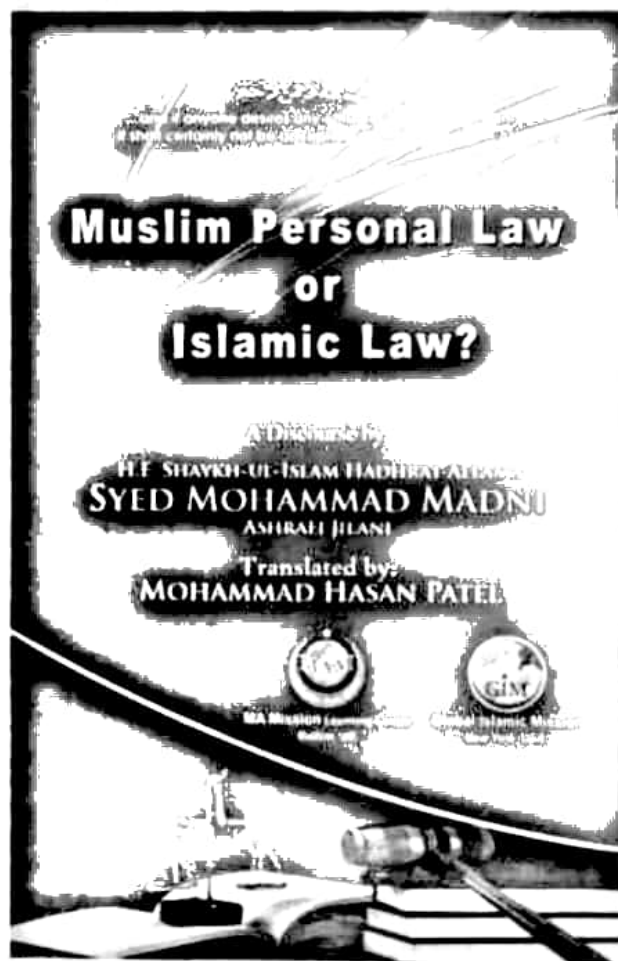
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب میں برصغیر کے آٹھویں صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے ننانوے [۹۹] اصولیین کی ایک سو سینتیس [۱۳۷] کتابوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بعض اہم کتابوں کی مختصراً تفصیل، ان پر لکھی گئیں شروح، حواشی، ان کی کسی جگہ (غیر) مطبوعہ نسخے کی موجودگی اور طباعت سے متعلق نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ کتاب جامعات، لاء کالجز، دینی مدارس کے طلبہ، اساتذہ اور شائقین علم اصول فقہ کے لیے ایک انمول تحفہ ہے۔

Printed in Pakistan

9 789957 233129